کارونیشن دربار دہلی کی سیر

لارڈ کرزن کی سجے

بعہد حکومت

عالیجناب آنریبل سر چارلس ریواز صاحب بہادر بالقابہ لفٹنٹ گورنر پنجاب
اور جناب آنریبل مسٹر انڈرسن صاحب بہادر کمشنر قسمت لاہور
اور حضور ڈبلیو بل صاحب بہادر ایم۔ اے ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب
اور جناب دیوان نریندر ناتھ صاحب بہادر ایم۔ اے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ دام اقبالہ

لالہ شنکر داس تنیجہ ہیڈ ماسٹر ایم۔ بی ورنیکلر مڈل سکول رام نگر ضلع گوجرانوالہ
مصنف گلدستۂ تہذیب و گلدستۂ اخلاق و گلدستۂ ہدایت و گلدستۂ زراعت وغیرہ وغیرہ نے

براد
حصول خوشنودی و قدردانی حکام والامقام و والیانِ ملک و ڈیسان
و شاملین دربار و خطاب یافتگان و عام شائقین باشندگان ملکِ ہند وغیرہ
مرتب کر کے

سنہ ۱۹۰۳ء

رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کے مطبع مفید عام لاہور میں چھپوائی

بار اول
قیمت فی جلد مع محصولڈاک ۸ عہ

درخواست

میں سیر دربار دہلی کے ناچیز ہدیے کو سری حضور عالیجناب مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر والئے مُلکِ کشمیر و جموُّں دام اقبالہٗ اور اُن کے عزیز برادر سر راجہ امر سنگھ جی صاحب بالقابہ کمانڈر انچیف کی خدمت میں باادب پیش کرتا ہوں۔ از راہِ قدر دانی حضور پر نُور میری اِس حقیر نذر کو شرفِ اجابت بخشیں۔ اور مجھے مفتخر و ممتاز فرماویں۔ مصرعہ

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف ؎

نیازمند

شنکر داس ورما

از رام نگر

۱۵- جون سنہ ۱۹۰۳ء

فہرست مضامین

نوٹ. مصنف کی دیگر تصنیفات کا اشتہار سرورق کے صفحہ ۳ پر دیکھو +

التماس

۔جب یہ خبر اخباروں کے ذریعے مشتہر ہوئی کہ جلسۂ کارونیشن (تاج پوشی) بشاہِ عالم پناہ
معظم **حضور قیصر ہند** دہلی میں ہوگا۔ میرا ارادہ ہوا کہ اگر زندگی رہی۔ تو یہ جلسہ ضرور
وں گا۔ چنانچہ ماہِ اگست میں ہو میں نے جو خطوط اپنے دوستوں کو لکھے۔ اپنے دہلی
ے کا ذکر بھی لکھ دیا۔ کہ دیکھوں میرا ساتھ کون دیتا ہے۔ جب لوکل گورنمنٹ نے یہ اعلان
ی کیا کہ "جسے دربار میں جگہ ملنے کی خواہش ہو تو وہ میر منشی صاحب گورنمنٹ پنجاب کی
ت میں اپنی درخواست ۲۰۔ اکتوبر سے پہلے بھیج دے"۔ جس نے رام نگر میں سب سے
درخواست ارسال کی۔ وہ راقم ہی تھا۔ میں نے ہی اور اصحاب سے اپنی درخواست
نے کا ذکر کیا۔ یہاں سے پھر دو درخواستیں گئیں۔ میرے سوا اور ایک کو بکامیابی جواب
چونکہ مجھے جلسہ دیکھنے کا شوق غالب تھا۔ اندیشہ ہوا کہ کہیں ضلع گوجرانوالہ پلیگ زدہ
دیا جائے اور مجھے دہلی جانا نہ ملے۔ پلیگ کا ٹیکا بخوشی خود کرایا اور سارٹیفکٹ بحفاظت
کہ موقع ملنے پر پیش کر سکوں۔ چنانچہ رہتک صبح ۲۵ دسمبر معاینہ ڈاکٹری کے وقت
نے سرٹیفکٹ نکالا بھی۔ مگر صرف میرا ریٹرن ٹکٹ ریلوے از چھنانواں دیکھ کر ہی

ڈاکٹر صاحب نے اکتفا کر لیا۔ اگرچہ اَور چند اصحاب نے بھی مجھے لکھا کہ ہم تمہارے ساتھ جائینگے۔
مگر آخر وقت پر لالہ بشنداس ساہوکار پنڈی بھٹیاں حسب وعدہ بمعہ پنڈت بوڑا مل میرے
ہمراہ ہوئے۔ لالہ ودھاوا مل اور چوہدری مولاداد و چوہدری قمر کوٹ نکہ کے رئیسوں نے جب
میرے چلے جانے کی خبر سُن لی تو وہ بھی دہلی آگر ہم کو ملے۔ اور سیر و سیاحت مین بعض جگہ
ہمارے ساتھ رہے۔ سردی کی وجہ سے میرے دوست لالہ بشنداس کی صحت پر خراب اثر
ہوُا۔ کھانسی اور زکام اور نرم بخار۔ اُنہوں نے ایسے ہی موقع پر کہا کہ اگر زندگی ہے۔ تو
پھر کبھی سفر کا نام نہ لونگا۔ ؎

اندر سفر مشقت و ذلّ و ملامت ہست　　　گر ہست خوشدلی و فرح در اقامت ہست

میرا اُن کا اِس بارے میں مباحثہ رہا۔ مَیں ہردوار جاکر اپنی صحت کھو بیٹھا۔ مگر اُن سے ہمیشہ
سفر پر مستعدی ظاہر کرتا رہا۔ کہ اَلسَّفَرُ وَسِیْلَةُ الظَّفْرِ۔ اور اَلسَّفَرُ سَقَرٌ وَلَوْ کَانَ مِیلًا کے
خلاف دلائل بیان کرتا رہا۔ ؎

تا بہ دُکانِ خانہ در گروی　　　ہرگز اے خام آدمی نشوی

صاحبانِ انگریز کی اُلو العزمی یاد دلاتا اور اُن کا دل پرچاتا رہا۔ مگر وہ سفر کے مصائب سے
ایسے مُتاثر ہوئے۔ کہ ایک آدھ میل تک پاپیادہ چلنے سے بھی قطعی گُریز کرتے تھے۔
اگرچہ نیک دل اور خوش مزاج آدمی تھے۔ مگر سفر سے سخت متنفّر ہو گئے۔ اگر مَیں اُن کو
نہ روکتا۔ تو وہ آئندہ ساری زندگی گھر سے باہر قدم نہ رکھنے کے واسطے مغلظ قسم کھانے کو
بھی تیار تھے۔

ایشور کا دھنباد ہے کہ جس طرح مَیں نے اپنے سفر کا پہلے دن سے پروگرام بنایا تھا۔
اُسی پر عمل کیا۔ اور آخر وقت تک پُورا اُترا۔ مجھے بوقت روانگی جناب رائے صاحب لالہ
ہرنارائن جی پریزیڈنٹ میونیسپل کمیٹی نے ارشاد کیا۔ کہ اُمید ہے کہ اپنے سفر کے تم
نوٹ شائع کرو گے۔ اور وہ اس قدر ہونگے کہ اُن کے پڑھنے سے ہم کو اپنے وہاں نہ جانیکا افسوس نہ رہیگا۔

پھر میں رائے بہادر سردار امریک سنگھ صاحب حسن والیہ سے رخصت ہوا - تو اُنھوں نے بھی وُہی کہا کہ تمھارا سفرنامہ ہم کو دہلی جانے کی ضرورت سے مستغنی کر دیگا - مَیں نے اُن صاحبان کے مخلصانہ ارشادوں کو دل میں رکھا اور ساتھ ساتھ نوٹ لکھتا رہا جس کا نتیجہ یہ دربارِ دہلی کی سیر ہے - اور مَیں اُن صاحبان کا دھنباد کرتا ہوں کہ اُنھوں نے مجھے ایسے نیک ارادے پر آمادہ کیا - گو میرا ہمیشہ یہی کام ہے کہ جہاں جاؤں وہاں کے حالات سے پبلک کو باخبر کیا کروں - مَیں بالخصوص رائے صاحب کا اَور بھی مشکور ہوں کہ وہ مجھے کام میں جلدی کرنے سے روکتے رہے کہ ' دیر آید درست آید ' کے مسئلے پر عمل کرنا - ایک تو مَیں زُکام اور کھانسی سے بیمار - بھوک نام کو نہ تھی - ادھر یہ لکھنے کا کام - ڈرتا تھا کہ کیسے اس اعلےٰ شاہی کام سے باوصف اپنی بےبضاعتی کے عہدہ برآ ہو سکونگا - لیکن شکر ہے کہ مجھے بعض مصالحہ اُردو اخباروں سے حاصل ہوئے اور میرے لئے اخبار عام کی استعانت زیادہ قابلِ قدر ہے - ورنہ من آنم کہ من دانم - اتنا بڑا اہم کام چند روز کی محنت سے کیسے بخوبی سرانجام ہوتا *

در اصل اِس کی ترتیب میں میری کوئی ایسی قابلیت نہیں پائی جاتی تاہم یہ ایک ایسا کام ہے کہ اِس سے قدر و منزلت کا بڑھنا اور شہرت کا حاصل ہونا ایک معمولی بات ہے - بشرطیکہ یہ مقبولِ عام ہو جائے - ورنہ مجرا بر باد گُناہ لازم والی بات ہوگی *

مَیں نے شہرِ دہلی کے تاریخی حالات بوضاحت بیان کرنے اور مشہور قابلِ سیر عمارات کے ذکر کو نفسِ مضمون سے واسطہ نہ رکھنے کے باعث عمداً چھوڑ دیا ہے - ورنہ میری ہینگ پھٹکڑی تھوڑی لگتی تھی - تو ارتخ دہلی یا دہلی گائیڈ سے نقل کر لیتا - نقل کے لئے عقل کی کیا ضرورت ہے *

ہاں ! انسانی کام کبھی مکمّل نہ ہوئے اور نہ ہونگے - خاص کر میرے کام میں تو ضرور سہو و خطا بھرے ہوتے ہیں - کیونکہ ہمیشہ کام میں جلدی کیا کرتا ہوں - تعجیل کار کا

کام جیسا ہونا چاہیئے ظاہر ہی ہے۔ مَیں قلم برداشتہ لکھنے والا ہوں۔ پھر غلطیوں پر غلطیاں نہ کیا کروں تو اَور کیا۔ اسی واسطے مجھے کمال ادب و انکسار کے ساتھ اپنے معزز ناظرین باتمکین سے عذرِ تقصیر چاہنا ہے۔ اور بصدق ارادت معافی مانگنا اور امداد نیک ہدایات کا خواستگار رہنا۔ ب

برکریماں کارہا دُشوار نیست

رام نگر ۳ فروری سنہ ۱۹۰۳ء
المشتہر
شنکر داس تینجہ

دہلی

یہ شہر جیسا خوبصورت اور باموقع آباد ہے۔ ویسا ہی اسے اپنی قدامت اور شاہانِ قدیم کے پایۂ تخت ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس کے آثار الصنادید اس کی قدیمی عظمت کے ثبوت کے لئے کافی شہادت ہیں۔

از نقش و نگارِ در و دیوارِ شکستہ ۔ آثار پدید است صنادیدِ عجم را

نگم بودھ کا گھاٹ۔ پرانا قلعہ۔ تغلق آباد کے کھنڈرات۔ فیروز شاہ کا کوٹلہ۔ قطب صاحب کی لاٹ۔ لال قلعہ۔ مدرسہ یا ہمایوں کا مقبرہ۔ فتح گڈھ۔ جامع مسجد وغیرہ ۔

باوجود قدامت کے عرصہ الحہ۔ محنت اور صنعت کی خوبی سے ان میں اکثر عمارتیں ایسی مضبوط۔ پائدار اور خوبصورت ہیں کہ ان میں شکستگی کے آثار تا ہنوز نمایاں نہیں ہیں۔ دہلی کے لئے یہ خصوصیت ہے کہ جس کی کثرت سے زندہ تواریخی نشانات زمانۂ قدیم کی عظمت اور بنانے والوں کی اولوالعزمی کو لئے ہوئے موجود ہیں اور صدیوں تک ایسا ہی تواریخ قدیم کے تیار کرنے کا ذریعہ ہونگے ۔

تخمینہ کیا گیا ہے کہ اسی موقع پر جمنا کے کنارے ساڑھے تین ہزار سال ہوئے کہ پانڈوں نے اِندر پرستھ نامی شہر کی بنیاد ڈالی جب کہ اس کے مشرق کی طرف گنگا کے قریب ہستناپور شہر کورو آباد کر چکے تھے۔ پانڈوں کے راجہ یدھشٹر نے اسی موقع پر ایک بڑا بھاری جلسہ کیا۔ جس کا نام اشومیدھ جگ رکھا۔ جس کا آخری نتیجہ کورو اور پانڈو کی لڑائی نکلا۔ کورو چھیتر کے میدان میں باہم ۱۸ یوم تک نبرد آزمائی ہو کر پانڈو کو کامیابی نصیب ہوئی اور کورو نیست و نابود ہو گئے۔ آخر یہ شہر ڈیڑھ ہزار سال کے بعد زمانے کی گردش کا شکار ہو گیا۔ پھر اسے میُور خاندان کے آخری راجہ دِلّو نے آباد کر اکے

اپنے نام پر اِس کا نام دِلّی رکھّا جو اب تک مشہور ہے۔ گو بعد میں غیاث الدین تغلق نے تغلق آباد اور پھر شاہ جہاں بادشاہ نے شاہجہاں آباد یا جہاں آباد نام شہر بسایا تھا۔ مگر یہ اپنے پُرانے اور قدیمی نام کی عظمت کے کھونے سے پہلو بچاتی ہے ✤

گو اسے تیمور نے برباد کیا۔ اُلغ بیگ تغلق نے تو اسے اُجاڑ کر دولت آباد بسایا۔ یہاں کے درختوں تک کا استیصال کر دیا۔ اور پھر نادر شاہ۔ احمد شاہ دُرّانی اور مرہٹوں نے بارہا لُوٹا۔ پامال کیا۔ اور آتشِ سوزاں کے بھینٹ چڑھایا۔ اور ۱۸۵۷ء کے زمانۂ غدر کی تباہ حالی دیکھنے والے میرے جیسے لاکھوں کروڑوں آدمی اب تک موجود ہیں۔ تاہم دہلی کی عمارتوں کی خوبصورتی۔ بازاروں کی وضع قطع اور رونق۔ سامان زیست کی افراط اور عمدگی۔ علم و ہنر کے چرچے۔ حرفت و صنعت کے کرشمے۔ باشندوں کے لباس اور شائستہ گفتگو۔ میلے اور تیوہار اب بھی انڈیا بھر میں گونہ خصوصیّت رکھتے ہیں۔ خاندان غلامان۔ خلجی۔ تغلق۔ سادات کا قدیم اہل ہنود کی طرح یہی دار الحکومت رہا۔ لودھیوں نے اپنا پایۂ تخت آگرے میں بدل دیا۔ بابر نے اسے قائم رکھّا۔ ہمایوں نے پھر دہلی میں چند روزہ اقامت کی۔ لیکن اکبر بادشاہ نے آگرے کے پاس اکبر آباد بسایا اور اسے ہی اپنا دار الخلافہ ٹھیرایا۔ جہانگیر نے اپنے ہردلعزیز والد کے نقش قدم پر چلنا بہتر خیال کیا۔ مگر شاہجہاں کو آگرے کی گرم آب و ہوا سے تنفّر ہوا۔ اور اُس نے اپنے نام پر شاہجہاں آباد بسایا۔ یہی دلّی (جہاں آباد) اسی کی بسائی ہے

ہر کہ آمد عمارتِ نَو ساخت   رفت و منزل بدیگرے پرداخت

ایسے ہی موقع پر قابل استعمال ہے۔ غرض اپنے انقلاباتِ زمانہ کے لئے دہلی ایک زندہ تاریخی نظیر ہے۔ اور ایسی بے نُظیر ہے کہ شاید طبقۂ عالم میں اس کے برابر نہ ملے ✤

ہم اس کی شہرت اور خوبیوں کا مقابلہ کرنا لنڈن اور پیرس سے تو مناسب نہیں سمجھتے۔ مگر یہ بمبئی۔ کلکتہ اور مدراس سے بدرجہا ترجیح رکھتی ہے۔ اور یہ اُس زمانے سے شہرۂ آفاق ہے کہ نہ صرف انڈیا کے ان ہرسہ مشہور اور بارونق شہروں نے ابھی جنم ہی نہ لیا

تھا۔ بلکہ امریکہ کے نیویارک اور واشنگٹن کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اور نہ پیکن ملک چین کا ایسا شہرہ تھا اور بابل۔ نینوا اور مصر کے مشہور تاریخی مینار بھی اس کی شہرت سے فوق نہ لے جا سکتے تھے۔ اگرچہ برٹش گورنمنٹ کے عہدِ مبارک میں مصلحتِ ملکی کے لحاظ سے دارالریاست اب یہاں سے کلکتہ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس لئے برنر صاحب نے اورنگزیب کے زمانے میں جو قلعۂ معلّے کی رونق اور خوبیاں اور شہر کے متعلق حالات اپنے کسی دوست کو فرانس میں لکھے تھے اب وہ حالات و واقعات خواب و خیال کے سے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن خوشی یہ ہے کہ زمانے نے اس قدر ترقی کی ہے کہ وہ پُر عظمت و شوکت واقعات اب اس زمانے میں تہذیب کے درجے سے بہت گرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ نہ وہ خوشامدیں ہیں اور نہ بادشاہ پرستی ہے۔ اور نہ اسے اس آزادی اور امن کی حکومت میں مطلق پسند کیا جاتا ہے اور نہ بادشاہ پرستی کو خدا پرستی کا ہم پلّہ سمجھا جاتا ہے +

بہر حال دہلی متواتر جلسوں اور جلوس کے باعث بھی دُنیا میں فخر کر سکتی ہے۔ پانڈو نے یہاں بھاری جلسہ کیا۔ پھر شاہجہاں نے تخت طاؤس نو کروڑ کی لاگت سے بنوایا اور یہاں بڑا پُر شان جشن ماہتابی کیا۔ اور پھر اس تخت پر جلوس فرمایا۔ اور شاہانِ مغلیہ ہر سال یہاں جشن نوروزی کا بھاری دربار کیا کرتے تھے۔ جب ملکۂ معظّمہ **کوئین وکٹوریا** مرحومہ نے لقب قیصر ہند اختیار کیا۔ تو اسی دہلی میں **لارڈ لٹن** وائسرائے و گورنر جنرل نے یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دس لاکھ کے مجمع میں اس کا اعلان پڑھ کر سُنایا جسے اب ۲۵ سال ہو گئے۔ اب پھر ایسا اعلےٰ ترین شہرت کا موقع دہلی کو **لارڈ کرزن** صاحب وائسرائے و گورنر جنرل نے دیا ہے کہ حضور شاہِ عالم و عالمیان **ایڈورڈ ہفتم** کی تاج پوشی کا اعلان بھی اسی مُقدّس شہر میں ایک ایسے عالی شان جلسہ کے روبرو پڑھ کر سُنایا کہ جس کی نظیر چشمِ زمانہ نے دیکھی نہ ہو گی۔ اس رسالے میں اس جلسے کا مختصر حال چشم دید وغیرہ گذارش کرنا منظور ہے۔ و بنظر بحالات متذکرۂ صدر ہم شہر دہلی کو مبارک باد دیتے ہیں کہ وہ اپنے

تفخر و امتیاز کو سارے روے زمین پر اب تک قائم رکھے ہوئے ہے۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ خدا اسے اَور نیک امتیاز بخشے۔ اور آفات و انقلابات زمانہ سے مامون و مصئون رکھے۔

دربار دہلی کے لئے قانون

بغرض آگاہی عام یہ مسودہ ایکٹ ۶۔ نومبر ۱۹۰۲ء کے پنجاب گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہوا۔

تمہید۔ چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ اس خاص رقبہ کے عارضی انتظام کے لئے احکام صادر کئے جائیں۔ جس پر دربار تاج پوشی کے موقع پر جو دہلی میں منعقد ہونے والا ہے۔ مختلف کیمپوہاے کے گرد و نواح میں واقع ہے۔ لہذا حسب ذیل حکم صادر کیا جاتا ہے:۔

مختصر نام و وسعت۔ **دفعہ ۱۔** (۱) جائز ہے کہ اِس ایکٹ کو "ایکٹ دربار دہلی ۱۹۰۳ء" کے نام سے موسوم کیا جائے۔ اور

(۲) یہ اُس رقبہ سے متعلق ہوگا جس پر دربار تاج پوشی کے موقع پر جو دہلی میں منعقد ہونے والا ہے۔ مختلف کیمپوہاے کے گرد و نواح میں واقع ہے اور جس کو لوکل گورنمنٹ بذریعہ حکم اس غرض کے لئے تجویز فرمائے۔

(۳) حکم مجریۂ زیر دفعہ ضمنی ۲۔ بذریعۂ اشتہارات عام مشتہر کیا جائیگا۔ جو اس رقبہ میں کہ جس سے وہ متعلق ہونگے نمایاں مکانات پر چسپاں کیا جائیگا۔

بعض جرائم کی سزا جو اس دفعہ کے اندر سرزد ہوں۔ جس سے یہ ایکٹ متعلق ہے۔ **دفعہ ۲۔** جو شخص اس رقبہ کے اندر جس سے ایکٹ ہذا متعلق ہے مندرجۂ ذیل عملوں میں کسی کے ذریعے عوام الناس یا کسی شخص کے لئے مزاحمت یا مضرت یا خطرہ پیدا کرے یا نقصان پہنچائے۔ یا ہارج ہو:۔

(۱) کسی جانور کو بلا اجازت کُھلا چھڑوائے یا چھوڑے یا چرائے یا چرانے کی اجازت دے یا

(۲) کسی ضرر رساں مادّے یا کوڑے کو کسی ایسی جگہ رکھے یا اپنے نوکر کو رکھنے کی اجازت دے جو اِس مطلب کے لئے تجویز نہ کی گئی ہو - یا

(۳) مقرّرہ مقامات کے سوا دیگر مقامات پر پاخانہ یا پیشاب کرنے کے ذریعے یا دیدہ و دانستہ ناشائستگی سے اپنے بدن کو ننگا کرنے کے ذریعے سے کسی امر مضرّ عامہ خلائق کا مرتکب ہو - یا

(۴) ذخیرۂ آب یا آب رسانی کو بذریعہ نہانے یا اپنا بدن یا کپڑا دھونے یا اُس میں کوئی مضر مادّہ کوڑا کرکٹ پھینکنے یا کسی اور طریق پر پراگندہ کرے یا کوئی ایسا عمل کرے کہ جس سے ذخیرۂ آب کے گندہ ہونے کا احتمال ہو - یا

(۵) پانی کو ضائع کرے - یا

(۶) بلا مناسب منظوری کے کوئی مکان یا خیمہ یا جھونپڑی یا چھپر یا عمارت از قسم بر آمدہ یا سائبان تعمیر کرے - یا

(۷) اُن مقامات کے سوا جو اُن مطالب کے لئے مقرّر ہیں کسی دیگر جگہ پر کوئی جانور ذبح کرے یا کسی لاش کو صاف کرے - یا

(۸) کُھلے طور پر گوشت لے جائے - یا

(۹) کسی کھانے یا پینے کی شے کو جو انسانی استعمال کے قابل نہ ہوں - اس غرض کے لئے فروخت کرے یا فروخت کے لئے نمودار کرے - یا

(۱۰) انسانی استعمال کے لئے کوئی شے ایسی جگہ پکائے کہ جس میں یہ عمل کرنے کی اجازت نہیں - یا

(۱۱) کسی آہنی کھمبہ یا لیمپ یا ستون لیمپ یا درخت یا جھاڑی یا کسی دیگر سرکاری شے کو ضرر پہنچائے یا توڑے یا گرائے - یا کسی شارع عام میں کوئی روشنی بجھائے - یا

(۱۲) بلا جائز اختیار کے کسی مکان یا نشان یا خیمہ و کھمبہ یا دیوار یا ٹٹی یا درخت یا کسی دیگر

شئے کو خراب کرے یا اُس پر لکھے۔ یا کسی اَور طریق پر اُس پر نشان کرے۔ یا
(۱۳) بلا جائز اختیار کے کسی اشتہار یا دیگر کاغذ کو جو مجاز حاکم نے چسپاں کیا ہو یا نمودار کیا ہو۔ اُتارے یا تلف کرے یا خراب کرے یا کسی اَور نہج پر مٹائے۔ یا
(۱۴) بلا جائز اختیار کے کوئی اشتہار یا نوٹس یا دیگر کاغذ کو کسی مکان یا نشان یا خیمہ یا گھنبہ یا دیوار یا ٹٹی یا درخت یا کسی دیگر شے پر لگائے یا لگوائے۔ یا
(۱۵) بدفعلی کے لئے درخواست کرے یا کسبیوں کے لئے اشتہارات یا نوٹس تقسیم کرے یا بجز اندرون حدود میونسپلٹی دہلی بدفعلی کی اغراض کے لئے کوئی مکان رکھے یا قائم کرے یا کسی ایسے مکان میں رہائش رکھے۔ اس غرض سے کہ کسبی کا پیشہ کرے۔ یا
(۱۶) کسی چھوت والے یا متعدی مرض کے مریض کا تیمار دار یا نگراں ہونے کی صورت میں ایک مناسب وقت کے اندر کسی نزدیک ترین پولیس اسٹیشن کے افسر مہتمم کو اُس مرض کی اطلاع دینے سے قاصر رہے یا غلط اطلاع دے یا کسی شخص کے امراضِ مذکور سے فوت ہو جانے کی اطلاع ۲۴ گھنٹے کے اندر نہ دے۔ یا
(۱۷) کسی پریڈ کی زمین یا کسی کیمپ کی حدود کے اندر یا کسی دیگر محفوظ جگہ کے اندر مداخلت بے جا کرے۔ یا
(۱۸) کسی جگہ ٹہل رہا ہو۔ یا چھپا ہؤا ہو۔ یا ایسے حالات میں پایا جائے جن سے یہ شک ہو سکے کہ وہ کسی جُرم کا ارتکاب کرنے والا تھا یا اُس کے ارتکاب میں مدد کرنے والا تھا یا کہ وہ کسی جُرم کے ارتکاب کے لئے موقعے کا منتظر تھا۔ یا
(۱۹) ڈھول یا نقارہ بجائے یا کسی قسم کی آتش بازی چلائے۔ یا
(۲۰) کسی افسر پولیس کی جائز ہدایات پر عمل کرنے میں قاصر رہ کر جائز حکم کی نافرمانی کرے یا کسی عہدہ دار پولیس کی اُس کے فرائض کے انجام دینے میں دیدہ و دانستہ مزاحمت کرے۔
تو وہ سزائے قید کا مستوجب ہوگا جس کی میعاد ۸ یوم تک ہو سکتی ہے یا سزائے جرمانہ

کا مستوجب ہوگا جس کی تعداد پچاس روپے تک ہوسکتی ہے ✤

بعض ایسے جوائم کی سزا جن کا کسی کوچہ یا عام جگہ میں اُس رقبہ کے اندر ارتکاب کیا جائے جس سے ایکٹ ہذا متعلق ہے ✤

دفعہ ۳ - جو شخص کسی کوچے یا عام جگہ میں -

(الف) ایسے وقت میں یا ایسے طریق پر جس کی بذریعۂ اشتہارِ عام مجریۂ محکمۂ پولیس یا دیگر حکّام مجاز ممانعت کی گئی ہے - کوئی گاڑی چلائے یا کسی جانور پر سواری کرے یا پیدل چلے - یا

(ب) تیزی یا لاپروائی سے کسی جانور پر سواری کرے یا گاڑی چلائے - یا

(ج) اُس صورت میں جب کہ کوئی ہاتھی اُس کے سپرد ہو - ایسی تمام معقول تدابیر کرنے میں غفلت کرے جن سے گھوڑے نہ ڈریں - یا

(د) بغیر مناسب روشنی کے رات پڑنے کے بعد اور صبح نکلنے سے پیشتر کسی گاڑی کو چلائے یا لے جائے یا کھڑا رکھّے - یا

(ھ) بلا حفاظت مناسب کسی گاڑی یا جانور کو چھوڑ دے - یا

(و) کسی جانور یا گاڑی کو مقرّرہ اڈّا کے سوا دیگر جگہ اُس عرصے سے زیادہ کھڑا رکھّے جو اسباب لادنے یا اُتارنے یا مسافروں کو چڑھانے یا بٹھانے کے لئے مطلوب ہوتا ہے - یا

(ز) کوئی عمارت تعمیر کرے جس سے سڑک پر رُکاوٹ پیدا ہو - یا کوئی ایسی چیز فروخت کے لئے رکھّے کہ جس سے سڑک رُک جائے - یا

(ح) قواعدِ مُرتّبہ زیر ایکٹ ہذا کے بموجب لائیسنس حاصل کرنے کے بغیر کوئی چیز بیچتا پھرے - یا

(ط) اُس صورت میں جبکہ نجاست اُٹھانے کے کام پر ہو - بغیر مناسب برتن استعمال کرنے کے ایسا عمل کرے یا ممنوع اوقات میں یہ کام کرے یا نجاست کے کسی ایسے حصے

کو اُٹھائے یا دیگر طرح پر بالکل دُور کرنے میں غفلت کرے جو کسی کوچہ یا عام جگہ پر بہ جائے یا گر جائے ۔ یا

(ی) آوارہ پھرے یا خیرات مانگے یا خیرات لینے کی غرض سے کسی نقص بدنی یا بیماری یا کسی مکروہ ناسور یا زخم کو ننگا کرے ۔ یا

(ک) بیجا یا بے رحمی سے کسی جانور کو مارے یا اس سے کام لے یا اُس کو تکلیف دے ۔ یا

(ل) شراب پی کر فساد کرے ۔ یا شراب پی کر ایسا بدمست ہو جائے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے ۔ یا

(م) لڑے جھگڑے یا کوئی ہنگامہ برپا کرے ۔ یا کوئی خوف دلانے والے یا زبون یا ہتک آمیز کلمات زبان سے نکالے یا دھمکی دینے والے یا ہتک آمیز طریق پر پیش آئے ۔ اِس نیت سے کہ عامہ خلائق کے امن میں خلل اندازی کرے یا جس سے امن میں خلل اندازی ہونے کی اغلب اُمید ہو ۔ یا

(ن) جوا کھیلنے کے لئے لوگوں کی آمد و رفت کی کوئی جگہ رکھے یا جوا کھیلے یا کسی دیگر شخص یا اشخاص کو ایسے مقام پر جوا کھیلنے کی ایسی اجازت دے جو اُس کے اہتمام میں ہو۔ وہ ایسی قید کی سزا کا مستوجب ہوگا جس کی میعاد ۸ یوم تک ہو سکتی ہے ۔ یا ایسے جرمانہ کی سزا کا جس کی مقدار پچاس ۵۰ روپے تک ہو سکتی ہے ۔

(تشریح اوّل) اِس دفعہ میں لفظ "کوچہ" میں ہر راستہ ۔ سڑک ۔ گلی ۔ چوک ۔ راہ یا کھلی جگہ شامل ہے جو خواہ شارع عام ہو یا نہ ہو ۔ اور جس پر عوام کو عموماً اُس وقت گزرنے کا حق خود بخود یا اجازتاً حاصل ہو ۔ اور نیز ایسا شاہراہ اور پگ ڈنڈی بھی شامل ہیں جو کسی پُل یا پُل کے سروں کی اونچی سڑک کے اوپر ہوں ۔

(تشریح دوم) اس دفعہ کی اغراض کے لئے لفظ "گاڑیوں" میں بائیسیکل ٹرائیسیکل موٹر کار بھی شامل ہیں ۔

بلاوارنٹ گرفتار کرنے کا اختیار

دفعہ ۴۔ کوئی پولیس افیسر یا دیگر شخص کہ جس کو لوکل گورنمنٹ اس بارے میں اختیار عطا کرے اُس شخص کو بلاوارنٹ گرفتار کرنے کا مجاز ہے۔ جو اُس کے سامنے کسی جُرم کا ارتکاب کرے جو ایکٹ ہذا کے رو سے قابل سزا ہے مگر شرط یہ ہے کہ کسی شخص کو جو اس طرح پر گرفتار کیا جائے اُس کا نام اور پتہ دریافت کرنے کے بعد روک نہیں رکھا جائیگا۔ اور نیز یہ شرط ہے کہ کوئی شخص جو اس طرح پر گرفتار کیا جائے۔ اُس عرصے سے زیادہ عرصے کے لئے نہیں روکا جائیگا جو اُس کو مجسٹریٹ کے روبرو لانے کے لئے ضروری ہو۔ بجز اُس صورت کے جبکہ مجسٹریٹ نے ایسا حکم دیا ہو ✢

چوکی ہائے پولیس کی حدود

دفعہ ۵۔ ایسی جدید چوکیہائے پولیس کی حدود جو لوکل گورنمنٹ اس رقبہ کے اندر قائم کرے جس سے یہ ایکٹ متعلق ہے وہ ہونگی جو صاحب انسپکٹر جنرل پولیس بذریعہ ایسے اشتہارات کے مقرر کریں جو ہر چوکی پولیس پر اور نیز دیگر سہولت بخش مقامات پر رقبہ مذکور کے اندر نمایاں طور سے چسپاں کئے جائیں ✢

دیگر قوانین کے بموجب سزا دینا مستثنےٰ کیا گیا ہے

دفعہ ۶۔ ایکٹ ہذا میں کوئی امر مانع نہ ہوگا کہ کسی شخص کو کسی دیگر قانون کی رو سے ایسے جرم کے لئے جو ایکٹ ہذا کے بموجب قابلِ سزا قرار دیا گیا ہے سزا دی جائے۔ یا کوئی دیگر سزا دی جائے بجائے اس کے کہ جو جُرم مذکور کے لئے ایکٹ ہذا میں تجویز کی گئی ہے مگر شرط یہ ہے کہ کسی شخص کو ایک ہی جُرم کے لئے دوبارہ سزا نہیں دی جائیگی ✢

قواعد مُرتب کرنے کا اختیار

دفعہ ۷۔ (۱) لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ ایسے جملہ اُمور میں جو ایکٹ ہذا کے نافذ کرنے اور اُس کو مطلب اور اغراض کے عام طور پر حاصل کرنے کے متعلق ہوں جملہ افسران کی ہدایت کے لئے قواعد مُرتب کرے ✢

(۲) ایسے تمام قواعد بذریعۂ اشتہارات مشتہر کئے جائینگے جو نمایاں مقامات پر اُس رقبہ کے اندر چسپاں کئے جائیں جن سے کہ ایکٹ ہذا متعلق ہے۔ اور پھر یہ قانون کا

اثر رکھینگے +

ایکٹ کے نفاذ کا بند ہونا +

دفعہ ۸ - دربار کے خیمے اُترنے کے بعد جس قدر جلد ممکن ہوسکے ایسی تاریخ سے ایکٹ ہذا کا نفاذ بند ہو جائیگا جو لوکل گورنمنٹ بذریعہ اشتہار جو گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہو - اس بارے میں مقرر کرے +

نوٹ - یہ ایکٹ ماہ مارچ ۱۹۰۳ء میں داخل دفتر ہوگیا -

فہرست شرکائے دربار (والیانِ ملک رؤسائے ہند)

والیانِ ریاست

مہاراجہ الور	ٹھاکر صاحب بھاؤنگر	مہتر چترال	سلطان ذرتھلی
مہاراجہ ابھوملک	بیگم صاحبہ بھوپال	راجہ کوچین	راجہ فرید کوٹ
نواب بہاول پور	مہاراجہ بیکانیر	مہاراجہ رتیا	راجہ گنگا پور
راجہ بامر	مہاراؤ بوندی	راجہ دیواس کلاں	راجہ گنڈل
راجہ باندا	مہاراجہ کوچ بہار	راجہ دیواس خُرد	مہاراجہ سندھیا گوالیار
راجہ بریار	راؤ صاحب کچھ	راجہ دھار	راجہ ٹہرا
مہاراجہ گائیکواڑ بڑودہ	نواب کھمبایت	مہاراج رانا دھولپور	نواب نظام حیدرآباد
راؤ صاحب علی پور	راجہ چمبہ	نواب دیر	مہاراجہ ایدر
رانا صاحب بڑوانی	مہاراجہ چرکھاری	نواب دوجانہ	مہاراجہ ہلکر اندور
مہاراجہ بنارس	مہاراجہ چھترپور	مہاراول ڈونگر گڑھ	مہاراجہ جے پور

والیانِ ریاست

مہاراجہ جیسلمیر	راجہ کینتھل	راجہ مور بھیم	راجہ پدوکوٹہ
مہاراجہ جودھپور	راجہ کھیراگڑھ	ٹھاکر صاحب مطوی	راجہ راے گڑھ
نواب جوناگڑھ	میر صاحب خیرپور سندھ	مہاراجہ میسور	راجہ رہراکھول
مہاراجہ جموں و کشمیر	مہاراجہ کشن گڑھ	راجہ نابھ	راجہ راج گڑھ
نواب جنجیرہ	مہاراجہ کولاپور	راجہ نالاگڑھ	راجہ راج پیپلا
نواب جاگرہ	مہاراؤ کوٹہ	راجہ نرسنگھ گڑھ	نواب رام پور
راجہ جھبوا	جام صاحب لبیلا	خان نواگئی	راجہ رتلام
راناصاحب جھالاوار	ٹھاکر صاحب لاوا	وزیر نیپال	راجہ ریوان
راجہ چیند	ٹھاکو صاحب امری	مہاراجہ اورچھا	راجہ سیلانہ
خان قلات	نواب لوہارو	ٹھاکر صاحب پالیتانہ	راجہ سمنکار
سردار خالصہ	راجہ مکراے	مہاراول پرتاب گڑھ	مہاراجہ ادھراج شاہ پور
مہاراجہ کپورتھلہ	فرزند نواب مالیرکوٹلہ	مہاراجہ پٹیالہ	
مہاراجہ کرولی	راجہ منڈی	ٹھاکر صاحب پیلووہ	
مہاراجہ کیونجھڑ	راجہ منی پور	راناصاحب پوربندر	

رؤسائے بمبئی

جسٹس چندرواکر	سر ونشا پتیت پرونٹ	ہز ہائینس سر آغا خاں
مول جی بھوانی داس برمھیا	مسٹر ڈی۔ ڈی پتیت	ہرکشن نروتم
آدم جی سیر بھائی	مسٹر جی۔ کے نریاں	سر جمشید جی جی بھائی
آنریبل آئی رحمت اللہ	سر بھال چندر کرشنا	فاضل بھائی دسرام سی۔ آئی۔ ای
آنریبل جسٹس بدرالدین طیب جی	مسٹر پی۔ ایم مہتا سی۔ آئی۔ ای	ٹر جی این تاتا

آنریبل مسٹر اے۔ بی وسٹی
مسٹر ڈی اے کھار
بالا صاحب بھوسلے
مسٹر ایل۔ بی پربھو
آپا صاحب ویسائی
بھا مجی جمشید جی دستور
خان بہادر مولوی
خان بہادر منوچہر جی کاؤس جی
نوروز جی مانک جی رستم جی
عادل جی دنشا
سردار محمد یعقوب شیخ محمد اسمٰعیل
فریدون جی کاؤس جی
آنریبل جی ایم ونچرکر
بالا شاہی راستے

خان بہادر تھارو ماں
دوریو علی مراد
دوریو علی بخشش
ٹھل رام کھیم چند
جون بھیو خاں
ملک صوبہ دار خاں
پیر میاں شاہ مردان شاہ
آنریبل میر اللہ بخش خاں
مسٹر رستم خاں
ہزہائینس میر نور محمد خاں
آنریبل ایس ایم
مسٹر جی گوکل داس
وٹھل داس دمودر
گوبھردہن خطان ماکن جی

دیر چند سی۔ آئی۔ ای
ڈاکٹر آر۔ جی بھنڈارکر
مسٹر آر جی کوکھلے
ہری سیتارام دچھبت
خان صاحب وسیاتور خاں
منگوچورا و رام چندر اے
گنگا دھر شیخاں سوامی
آنریبل مسٹر پراگ
رام چندر کربنک
خان بہادر این پی ویکیل
راؤ بہادر کندوری
آنریبل چنی لال دتی لال
ہمت لال دیسہ وجرام
میر مظفر حسین خاں

رؤسائے بلوچستان

خان بہادر برجور جی
خان بہادر ارباب خداداد خاں
خان بہادر غلام حیدر خاں
خان بہادر ارباب شیر زمان خاں
خانصاحب ملک بہارالدین خاں

خان صاحب لال محمد خاں
خان صاحب الحسن خان
خان صاحب ملک حاجی حاجیاں
رائے صاحب سیٹھ بھیک چند
خان صاحب ملک وزیر محمد

خاں صاحب ملک مجید خاں
سیّد محمد حسین خاں
سید شاہ عالم گنگل زئی
ملّا لال محمد
ملّا محمد عثمان

مُلّا محمدؐ ولی
عبدالواحد خاں دُرّانی
محمد حسین خاں اچک زئی
عبدالحامد خاں اچک زئی
ارسلا یا پاکر تارین
صاحبزادہ فقیر محمد
ملک محمد جان پریزوں
ملک سعد اللہ شبھوانی
سردار خاں تارین۔
جمعدار محمد عمر خاں
برادین خان
ہمّا خاں
اکبر خاں
ملک لاؤنگ خاں
ملک بسلطان محمد سرگاتی
خان بہادر میر بخشی
نواب سر شاہنواز خاں دیرنٹ
سردار محمد جان بیروزئی
سردار محمد محراب خاں
خان بہادر محمد نواب خاں
میر سربلند خاں بارو زئی

شیر محمد خاں عمرانی
محمد بخشی خاں کھیری
خان بہادر حسین خاں
پیو خاں دمار
خان بہادر میر گوہر خاں
میر محراب خاں بھگبن
میر چکر خاں ڈومل
میر عطازار خاں مری
وہاب خاں پانی زئی
حکیم خاں سرہنگ زئی
نواب خاں دینچی
حسن خاں دمار
امیر خاں ٹونی
بختیار خاں کھیتوال
داتا خاں زرکوں
اللہ باز دمار
شہداد خاں مری کچلئی
آدم خاں مری
میر جہان جاں بحرانی
میر اکرم خاں بارو زئی۔
میر حاضر خاں نوبندا

تاج محمد خاں بارو زئی
بنگل خاں تارین
سردار بہادر محمد اکبر خاں
سردار بہادر بنگل خاں
سردار میجر خانصاحب محمد اسمٰعیل خاں
خاں صاحب جمال خاں
زرکن خاں
مُلّا مشتاق علی خاں
مُلّا دتیان
مُلّا کالو خاں جعفر
سیّد مہر شاہ
ملک مالو خاں
ملک کھانڈے خاں خوگی زئی
میر عالم خاں مہتر زئی
خاں صاحب میاں خاں
ملک شیر عبدل زئی
عطا خاں شیرانی
ملک نادر خاں حمزہ زئی
ملک شیر خاں زیماری۔۔
مُلّا اکرم منڈو خیل
ملک ایران خاں

ملک جنگی خاں	ملک اعظم گدّے زئی	میر قادر بخش منگل
ملک عبدالرحیم مردان زئی	ملک زنگن زکیل	نائب دوست محمد جاگہ
ملا عبدالستار	ملک انوار باتوزئی	میر چاند خاں منگل
ملک مہربان شیرانی	میر محمد علی زاگر منگل	میر کریم خاں جمال دین
ملک مارے خاں	میر جام بیگ جمال دین	میر شاکر خاں جمال دین
ملک شیخ یعقوب	میر عالم خاں	میر رحمان بادینی رکشانی
ملک محمد خاں		سید عمر شاہ

رؤسائے حیدر آباد

نواب محمد اسلام اللہ خاں - کنور سری ہر بھام جی راؤجی - راؤ بہادر بھگوت - خان بہادر ملکہ پور مسٹر جے - ایس کپاروے - خان بہادر عبدالباقی خاں - پنڈت راؤ شینکر راؤ

رؤسائے میسور

مسٹر سی سومیا - مسٹر اے منداتا - مسٹر آرکٹ نرائن سوامی - مسٹر آنا سوامی مدیاد

رؤسائے ممالک متحدہ

راجہ فتح سنگھ پوایاں	راجہ محمد اسلام شاہ اعظم گڑھ	راجہ بھوپ اندر بہادر مرزاپو.
راجہ جے کشن داس بہادر	راجہ صاحب مرسان	راجہ ٹھاکر پرشاد بلیا
سی - ایس - آئی مراد آباد	راجہ رنجیت سنگھ ڈیرہ دون	راجہ نرپت سنگھ فتح پور
راجہ شیام سنگھ بجنور	نواب فیاض علی خاں بہاسپو	راجہ سردار سنگھ جھانسی
راجہ رام پرتاب سنگھ نیوری	نواب یوسف علی خاں علیگڈھ	۴ ممبران لوکل کونسل
راجہ بلونت سنگھ ایٹہ	نواب اسعد اللہ خاں بہادر میرٹھ	مولوی سمیع اللہ خاں بہاد..
راجہ کاشی کشور پرشاد	نواب سید احمد خاں سردھنہ	سی - ایم - جی علیگڈھ
راجہ رام سنگھ بستی	راجہ اودے راج سنگھ کاشی پور	پنڈت مہیش چندر تیارتن

سی - آئی - ای بنارس
پنڈت ہیت رام سی۔آئی۔ای
حافظ عبدالکریم سی۔آئی۔ای میرٹھ
منشی عبد الکریم سی۔آئی۔ای۔
سی۔آئی۔او آگرہ
محسن الملک نواب سید
مہدی علی خاں علیگڈھ
رائے کرشن شاہ بہادر
بابو منوہر لال فیض آباد
پرنس سلیمان قدر لکھنؤ
نواب مہدی حسن خان عرف ابو صاحب

کنور بھارت سنگھ
پنڈت رام شینکر مصر
(۱) جج عدالت خفیفہ اودھ
(۱) جج عدالت خفیفہ آگرہ
(۱) ڈپٹی کلکٹر اودھ
(۱) ڈپٹی کلکٹر آگرہ
(۱) سب جج اودھ
(۱) سب جج آگرہ
چودھری نصرت علی آنریری
مجسٹریٹ لکھنؤ
راجہ کشن کمار بہپسور بلاری

مرزا محمد عباس علی خاں لکھنؤ
راجہ رام پرتاب سنگھ منڈا
راجہ رام رامپورہ
(۱) انسپکٹر پولیس
(۱) افسر تعلیم
(۱) اسسٹنٹ سرجن
(۱) انجنیر محکمۂ آبپاشی
(۱) انجنیر محکمۂ تعمیرات
(۱) منصف اودھ
(۱) منصف آگرہ

تعلقہ داران اودھ

راجہ بھگوتی پرشاد سنگھ بلرام پور
مہاراجہ سر پرتاب نرائن سنگھ
کے سی۔ایس۔آئی اجودھیا
راجہ شوراج سنگھ کھجور گاؤں
راجہ جگ موہن سنگھ سی۔آئی۔ای
چندا پور
راجہ رام پال سنگھ کالا کانگر
راجہ رام پال سنگھ کپوری
سندھولی

راجہ سر محمد امیر حسن خان بہادر
کے سی۔ایس۔آئی محمود آباد
آنریبل راجہ محمد تصدق رسول خاں
سی۔ایس۔آئی جہانگیر آباد
راجہ بھوپ اندر بکرم سنگھ
سی - آئی - ای پیاگ پور
راجہ محمد کاظم حسین خاں پیتی پور
لالہ درگا پرشاد سراؤں بڑا گاؤں
راجہ نوشاد علی خاں میلا رائے گنج

شیخ عنایت اللہ سیدن پور
راجہ رودر پرتاب ساہی ڈیرہ
ضلع سلطان پور
سیٹھ رگھبر دیال معزز دین پور
راجہ رگھوراج سنگھ منگا پور
ٹھاکر ہری ہر بخش سنگھ سردرا
بابو گنگا بخش سنگھ ٹکاری ضلع
رائے بریلی
راجہ پرتاب سنگھ بہادر پرتاب گڑھ

رؤسائے بنگال

۹ ممبران لوکل کونسل	راجہ تھیم پور	شاہزادہ قمر قدر مرزا . بختیار شاہ
مہاراجہ جوتیندر و موہن	راجہ نبیلی	نواب مرشد آباد
مہاراجہ نرندر کرشن	راجہ خیر	نواب ڈھاکہ
مہاراجہ ندیا	راجہ طاہرپور	نواب بوگرہ
مہاراجہ سرن برے	راجہ ناشی پور	نواب سید امیر حسین
مہاراجہ در بھنگا	راجہ دیگھاتیا	۳ ممبران نیٹو جوڈیشل و
مہاراجہ چھوٹا ناگ پور	راجہ بیکنٹھ ناتھ دے	نیٹو اگزیکٹو
مہاراجہ میمن سنگھ	راجہ سرندرو موہن	۲ ممبران سررشتۂ تعلیم و
مہاراجہ نانور	راجہ پیارے موہن	پبلک ورکس و جنگلات
مہاراجہ دیناپور	بن بہاری کپور	۴ میونیسپل کمشنر
بابو درگا چرن لاہا	بنے کرشن	۱۴ باشندگان کلکتہ
سورج کانت آچاریہ	مہاراجہ بردوان	

رؤسائے مدراس

شاہزادہ ارکاٹ	راجہ پرلاکملیڈی	سر بھاشیم اینگر	مسٹر من کیرن نائر
زمورن کالی کٹ	راجہ وزیانگرام	دیوان بہادر سری نواس	گورنمنٹ پلیڈر
مہاراجہ بوبلی	زمیندار ٹوجہ پرم	راگھو اینگر	آنریبل مسٹر سری
مہاراجہ جے پور	زمیندار منڈاسا	سر راما سوامی مڈلیر	نواس راؤ
سر شیشا شاستری	راجہ کالی کھوٹہ	آنریبل جمبو بنگم مڈلیر	آنریبل کے پراجونیٹولو
راجہ ونکٹا گری	راجہ دنا گدا	آنریبل نواب سید محمد صاحب	آنریبل رتن سبھا
زمیندار دھار کوٹہ	سر سبر یمنا آئر	بہادر	پتی پلے

رائے بہادر نندا چالو	راؤ بہادر رونگٹا رومنا	مسٹر این سبر مینام	دیوان بہادر راج رتن ٹیلر
راجہ باسدیو	بائی سب جج	دیوان بہادر رام چند	مسٹر اتا سوائی بٹورا
راجہ گرو کونن گود	مسٹر پتا بھیرام آئر	راؤ صاحب	ورنگل

رؤسائے شمال مغربی سرحدی صوبہ

نواب اللہ داد خان	ارباب حسین خان	راجہ شیر احمد خان
سردار سلطان خان	کرنل اسلام خان	محمد حسین خان
خان زیمری	خوش دل خان	ارباب محمد اعظم خان
نواب حافظ عبد اللہ خان	خان بہادر ابراہیم خان	امین اللہ خان
نواب غلام قاسم خان ٹانک	دوست محمد خان	رسالدار محمد امین خان
نواب سردار محمد اکرم خان	مہابت خان	
راجہ جہانداد خان	نواب رب نواز خان	

رؤسائے پنجاب

مرزا کیوان المعروف بہ ثریا جاہ	سردار دیواندر سنگھ شنولی	خان صاحب محمد علم خان کوٹلہ
سردار جیون سنگھ سی ایس آئی	سردار پرتاب سنگھ شنولی	سردار کشن سنگھ تھل سکر
نواب ابراہیم علیخان گنج پورہ	سردار نرائن سنگھ	سردار خبر سنگھ تھل سکر
نواب بہادر عظمت علی خان	سردار بہادر ہرنام سنگھ	سردار بہادر جوالا سنگھ
خان بہادر مولوی سید	مولوی سید احمد امام جامع مسجد دہلی	سردار پرتاب سنگھ میاں پور
ضیاء الدین خان	میاں اوردہ سنگھ برادر	سردار گردت سنگھ شام گڑھ
شمس العلما ایل۔ایل۔ڈی	میاں پردومن سنگھ	راجہ جے چند
فرزند نیر محمد باقر علی خان	میاں گردھن سنگھ رام گڑھ	راجہ جے سنگھ سیبا
سی۔ایس۔آئی	میاں سکھدرشن سنگھ رام گڑھ	راجہ نرندر چند نادون

کنور ہرنام سنگھ کپورتھلہ
سردار پرتاب سنگھ اہلووالیہ
سردار چرنجیت سنگھ اہلووالیہ
راجہ رام پال کٹلر
گرو نونہال سنگھ کرتار پور
راجہ رگھناتھ حسوان
سوڈھی رام نرائن سنگھ
سوڈھی سجان سنگھ اونہ
سردار پدم سنگھ مالاداہ
محمد طاہر
سردار بلونت سنگھ بیر
رانا لہنا سنگھ منسوال
صوبہ دار سردار ابیل سنگھ
صوبہ دار سردار ہری سنگھ
سردار بخشیش سنگھ سدھانوالیہ
سردار امراؤ سنگھ مجیٹھہ
نواب فتح علی خان قزلباش
سردار بہادر نرندر سنگھ
ٹھاکر مہمان چند
بھائی گوربخش سنگھ
جناب دیوان نرندر ناتھ صاحب ایم۔اے

سردار سروپ سنگھ ملوٹی
سردار بلونت سنگھ بوتالہ
سردار اروڑ سنگھ نوشہری
سردار رچپال سنگھ سرانوالی
مرزا اکرام اللہ خاں وزیر آباد
سردار دیال سنگھ
رائے بہادر سوڈھی حکم سنگھ
دیوان بہادر
سردار بہادر ارجن سنگھ
خان بہادر میاں غلام فرید خاں
مسٹر مدن گوپال ممبر
پنجاب لیجسلیٹو کونسل
آنریبل سر باباکھیم سنگھ بیدی
کے۔سی۔آئی۔ای
ملک عمر حیات خان ٹوانہ
ملک غلام محمد خان سودھرہ
راجہ علی بہادر خان
سردار ٹیک سنگھ چھاچھی
ملک محمد امین خان شمس آباد
راجہ کرم داد خان گکھڑ
رائے بہادر لالہ گاگرمل امرت سر
سوڈھی شبیر سنگھ ہرن پور

محمد حیات خان احمد آباد
مسٹر دھن جی بھائی کٹا دور
کے۔سی۔ایس۔آئی
ملک بہادر خان جہان آباد
ملک خدا بخش ٹوانہ
خان بہادر ملک احمد خاں
محمد حیات خان
ملک محمد خان ٹوانہ
مخدوم حسین بخش
آنریبل نواب سر امام بخش خان
لطف حسین خان معروف بہ
میاں شاہ نواز خان سرائی
خان بہادر محمد عبداللہ خان
سی۔آئی۔ای عیسےٰ خیل
ملک گُر محمد خان کالاباغ
سردار بہادر خان کھوسہ
سردار درہم خان ورہنک
سردار طلب خان گرچنی
سردار محمد حسن خان بازار دار
سردار نورنگ خان چیف
سردار فضل علی خان

سردار مستو خان طبی	عاشق محمد خان	امیر علی خان
خان بہادر سیف اللہ خان خان گڑھ	مولاداد خان	سردار تغبہ خان ٹکاری

رؤسائے ممالکِ متوسط

راجہ راگھو جی راؤ	راجہ اجیت سنگھ	راجہ بیجا بہادر
راجہ اعظم شاہ	راجہ بسوناتھ سنگھ	ٹھاکر مردان شاہ
مسٹر ایم چٹ نویس سی آئی ای	راجہ گوکل داس سیٹھ	بُرج راج سنگھ دیو
رائے بہادر کستور چند	رائے بہادر ڈبوری لال	لالہ چھتر سہائے
رائے بہادر بی۔ این بوس۔	راؤ صاحب ڈونکٹ راؤ	رائے بہادر راگھو با مہا دیو
سی۔ آئی۔ ای	رائے بہادر مہراج سنگھ	ٹھاکر بگھو راج سنگھ
غلام مصطفےٰ	مولوی مہر الاسلام	رائے بہادر لالہ نرپ راج سنگھ
رائے بہادر گنگا بسو	دیوان محمد علی خان	مادھو کر سہائے
رائے بہادر چندر پرشاد وکشت	راجہ کامران شاہ	راؤ بہادر کاشی ناتھ
رائے بہادر لتاریہ خان	راؤ صاحب نرسنگھ	کیشو ٹھاکر
مادھو راؤ خان	راؤ صاحب بلونت پسلیٹ	سید مہدی حسین
رگھناتھ راؤ		آر۔ مترا

دہلی میں دربار تاجپوشی

چونکہ حضور ایڈورڈ ہفتم برطانیہ کے اُسی وقت مالک بن چکے تھے جب ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو حضرت ملکۂ معظمہ اُن کی والدہ مکرمہ اس جہان ناپائدار سے کوچ فرما چکی تھیں۔ لیکن اِس رسم کو ادا کرنے کے لئے ایامِ ماتم کا گزر لینا ضروری تھا۔

۲۶ جون ۱۹۰۲ء تاریخ تھی کہ حضور ممدوح الشان کی صحت مخدوش ہوگئی - اس لئے یہ نیک رسم تاج پوشی کی ولایت میں ۹- اگست ۱۹۰۲ء کو بخیریت انجام پذیر ہوئی - اب اس کا اعلان ہندوستان میں کیا جانا ضروری تھا جہاں کے آپ شہنشاہ ہیں - لارڈ کرزن صاحب بالقابہ نے اپنی دور اندیشی سے اس امر خطیر کے سرانجام کے واسطے شہر دہلی کو ہی افتخار بخشنا مناسب سمجھا - کمال سرگرمی سے کام شروع ہوا - کیمپوں کے لئے زمین درست کرائی گئی - نمائش کے لئے مکان تیار کرایا گیا - ایک عارضی ریلوے - کیمپ لائٹ اور چبوترہ دربار - پولو گراؤنڈ وغیرہ بہت سے کام بخوبی قبل از انعقادِ دربار ختم کرانے ضروری تھے - لارڈ کرزن صاحب بالقابہ دربار کی تاریخ سے پہلے دو تین دفعہ دہلی آئے - اور مناسب ہدایات فرما گئے - راجوں مہاراجوں کے خیمے ماہِ نومبر میں ہی کھڑے کئے جا چکے تھے ہر ایک کیمپ میں باغیچے لگائے گئے - گھاس سے فرشِ زمرد ویں بنایا گیا - نہریں جاری کردیں - صفائی کا انتظام قرار واقعی ہوا - روشنی سے بھی ہر ایک کیمپ نے اپنے ڈیروں کو رات کے وقت اُجالا کر دیا - ۱۸۷۷ء کو دربارِ قیصری کے انعقاد کے واسطے لارڈ لٹن صاحب ۲۴- دسمبر کو تشریف لائے تھے - لیکن اس دربارِ تاج پوشی کے اعلان کی غرض سے لارڈ کرزن صاحب واقعہ ۲۹ دسمبر کو رونق افروز ہوئے - مفصل حالات اغراض دربارِ مذکور لارڈ ممدوح کی قیمتی سپیچ سے ظاہر ہونگے جو موقع دربار پر انہوں نے زبان گوہر فشان سے فرمائی جس کی پوری تفصیل اپنے موقع پر کی جائیگی ❊

پروگرام دربار دہلی ۱۹۰۳ء

تاریخ	دن	وقت	کارروائی
۲۹ دسمبر ۱۹۰۲ء	سوموار	۱۱½ بجے دن کے	حضور وائسرائے بمعہ جلوس داخل دہلی ہونگے اور اُسی روز ڈیوک آف کناٹ برادر حضور قیصر ہند بھی ❊

تاریخ	دن	وقت	کارروائی
۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء	منگل	۱۲ بجے دن کے	نمائش گاہ کا افتتاح عمل میں آئیگا +
یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء	ویروار	ر	دربار ہوگا۔ کیمپ وائسرائے میں سرکاری دعوت ہوگی +
۲ ر	جمعہ	۲½ بجے دن کے	فوجی ورزشیں ہونگی۔ اور رات کو ۱۰½ بجے آتش بازی چھوڑی جائیگی +
۳ ر	سنیچر	ر	فوجی کھیل کرتب ہونگے۔ روشنی ہوگی۔ تمغے اور خطاب عطا ہونگے +
۴ ر	اتوار	۱۱ بجے دن کے	جلوس کے ساتھ نماز پڑھی جائیگی۔ میدان پولو میں بینڈ باجے بجینگے +
۵ ر	سوموار	صبح ۳½ بجے سے ۵ بجے تک	ہندوستانی فوج کی قواعد ہوگی۔ وکٹوریا باغ میں ہندوستانی گارڈن پارٹی ہوگی +
۶ ر	منگل	۳ بجے سہ پہر	فٹ بال کی آخری بازی۔ رات کو جلسہ سرکاری ناچ رنگ کا ہوگا +
۷ ر	بدھوار	۱۱ بجے صبح سے ۳ بجے تک	ہاکی کی آخری بازی۔ اور اسی سہ پہر کو پولو کا قطعی کھیل ہوگا۔ لارڈ و لیڈی کرزن گورنر بمبئی کی دعوت تناول فرمائینگے +
۸ ر	ویروار	۱۱ بجے دن کے	۴۰ ہزار فوج سرکاری و دیسی ریاستوں کی قواعد ہوگی +
۹ ر	جمعہ	سہ پہر	پولو کا قطعی فیصلہ کرنے والی بازی ہوگی +
۱۰ ر	سنیچر	۱۱ بجے دن کے	حضور وائسرائے دہلی سے روانہ ہونگے +

دربار لائٹ ریلوے

لارڈ کرزن صاحب بالقابہ کی عمدہ اور مفید غور کا نتیجہ ہے کہ ایک عارضی ریلوے لائن آمدورفت کے لئے جدا جدا لائنوں میں تعمیر کی گئی ◆

ہر ایک گاڑی میں ۱۶ آدمی سوار ہو سکتے تھے۔ درجۂ اوّل ۸ر۔ درجہ دوم ۴ر فی کس لیا جاتا تھا۔ ۷ سٹیشن تھے۔ ہر ایک سٹیشن سے یہی شرح۔ فوجی گورے اس کے عمدہ انتظام رکھنے پر مقرر تھے۔ ایک ٹکٹ بس چاہیے کوئی دن بھر سیر کرتا پھرے۔ آئے جائے۔ ہر بیس منٹ بعد گاڑی ہر سٹیشن پر آجاتی تھی۔ چاہے کوئی آئے چاہے جائے۔ ۲۰ منٹ سے زیادہ انتظار کی ضرورت نہ تھی۔ صبح ۸ بجے ۲۳ منٹ سے یہ آمدورفت کشمیری دروازے سے شروع ہوتی اور ۹ بجے رات تک رہتی ◆

لارڈ کرزن صاحب کی اس روشن ضمیری پر لوگ بے حد خوش تھے۔ راقم بمعہ اپنے دو ہمراہیوں کے واقعہ ۲۶ و ۲۷ دسمبر ۱۹۰۲ء کو برابر اس ریلوے پر سوار ہو کر سیر میں مصروف رہا۔ جہاں کوئی پلیٹ فارم سے باہر ہؤا یا اُسے پھر نیا ٹکٹ خریدنا پڑا۔ پہلے روز میں نے چبوترۂ شاہی دیکھنے کے لئے بمعہ ہمراہیاں دوبارہ ٹکٹ لیا۔ دوسرے روز علی پور روڈ پر سنٹرل پوسٹ آفس میں اپنے فرزند ارجمند لالہ ہیرانند جی ہیڈ کلرک صیغۂ رجسٹری کو ملنے کے لئے اُترا تھا۔ اس ریلوے نے ایسی عام پسندی حاصل کی کہ ہر ایک سٹیشن پر بھیڑ لگ جاتی۔ اور ہر ٹرین پر لوگ دوڑ دوڑ کر سوار ہوتے۔ ۲۷ دسمبر کو جو ٹکٹ مَیں نے موری دروازہ سٹیشن سے خریدا اُس کا نمبر ۲۹۶۵۴ تھا۔ اِسی سے اس کی عام پسندی کا اندازہ ہو سکتا ہے ◆

۳۰ دسمبر سے اِس ریلوے کا ٹکٹ جیسا کہ پہلے مشتہر ہو چکا تھا۔ دو چند قیمت پر کر دیا گیا اور دربار کے روز یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو عنلہ اور عصہ ۲۵ روپے پر برائے آمدورفت کیا گیا۔ اس روز اس میں بہت کم دیسی سوار ہوئے۔ یوروپین اصحاب سوار ہوتے رہے بمعہ اپنی

لیڈیوں کے۔ بہرصورت اگر یہ ریلوے نہ تیار کرائی جاتی تو کرایہ گاڑیوں کی مانگ حال سے دہ چند ہو جاتی۔ باوجود ہزاروں گاڑیوں۔یکوں۔ بہلیوں اور موٹو کار گاڑیوں کے چلنے کے ÷[یہ گاڑی بھی سائنس کا نیا کرشمہ ہے۔کروسین تیل اور کوئلوں سے سٹیم پیدا کی جاتی ہے۔اور یہ خود بخود معمولی سڑکوں پر بھی دوڑتی پھرتی ہے۔میں نے مختلف مواقع پر اور اس قسم کی گاڑیوں میں دو دو۔چار چار بلکہ آٹھ آٹھ آدمیوں تک سوار دیکھے۔یہ ایسی تیز چلتی ہے کہ ریل کے بھی کان کاٹتی ہے۔ ٹھیرانے موڑنے کے بھی بہت آسان ذریعے ہیں۔ قیمت فی گاڑی تین سے چھ ہزار روپے تک یا اس سے بھی زیادہ بیان کی جاتی ہے۔میڈن ہوٹل کے پاس اس قسم کی گاڑیوں کے لئے ایک یوروپین نے دکان کھول رکھی تھی۔ گاہک خریدتے تھے ÷]

جن لوگوں نے عنہ اور صـہ ۲۵ روپے دیئے ہیں اُن کو سیزن ٹکٹ مل گئے ہیں۔اخیر ۱۲ جنوری تک انہیں کے ذریعے اس ریل پر سیر کر سکتے ہیں۔ **کشمیری[1] دروازہ سٹیشن** کے پاس ہی نمائش گاہ ہے۔اس سے پاؤ میل پر **موری[2] دروازہ سٹیشن** ہے۔ اس سے وزیٹر کیمپ نمبر ۲ بہت قریب ہے۔ **مونومنٹ[3]**۔پون میل یہاں سے کیمپ نمبر ۱ وزیٹر کو ٹھیک راستہ جاتا ہے۔ **فلیگ[4] سٹاف** ۔ دربار کا چبوترہ اور بازار قریب ہے۔ **علی[5] پور روڈ**۔ پنجاب اور مدراس کیمپ قریب ہے۔برہما و بنگال کیمپ کی راہ جاتی ہے سنٹرل پوسٹ آفس و ٹیلیگراف آفس قریب ہیں۔ **دربار[6] جنکشن**۔کمیٹی انتظامیہ کا دفتر پاس ہی ہے۔اور یہاں سے جُدا ریلوے لائن دربار تھیئٹر کو جاتی ہے۔ **پولو[7] گراؤنڈ**۔ پولو کھیلنے کا میدان بالکل پاس ہے۔ پاس ہی گورے فوج کی چھاؤنی ہے ÷

ایسٹ انڈین ریلوے سے جو شاخ کیمپ دربار کو نکالی گئی ہے اُس کے سٹیشن **آزادپور** اور **سنٹرل کیمپ** ہیں۔ آزادپور سٹیشن کے قریب رؤسائے پنجاب۔بلوچستان۔ نیپال اور شمال مغربی سرحدی صوبے کے سرداران فروکش ہیں ÷

راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے سٹیشن سرائے روہیلہ - آر - ایم سٹیشن - سرائے روہیلہ کے پاس راجپوتانہ کے مہاراجگان کے کیمپ ہیں ٭

کرایہ گاڑی درجہ اوّل فی گھنٹہ عہ اور دن بھر کے لئے صہ روپے نرخ سرکار تھا - درجۂ دوم و سوم و ٹمٹم و یکہ کے لئے اس شرح سے کمتر مقرر تھا - اگر گاڑیاں ہر قسم کی بکثرت نہ آجاتیں - اور دربار ریلوے نہ چلتی تو ممکن تھا کہ اِس شرحِ مقرّرہ کے موافق گاڑی والے اور سوار پابند رہتے - مَیں نے اور میرے ہمراہیوں نے ہر موقع پر ایک چوتھائی مقررہ شرح سے کرایہ دے کر گاڑیاں حاصل کیں ٭

دہلی کی رونق

دربار کی شان و شوکت سے متعلق دھوم دھام کے کیا کہنے ہیں - اِس وقت دہلی کا پہچاننا مشکل ہے - پچاسوں میلوں تک تمام ڈیرے اور خیمہ جات نظر آتے ہیں جن کا ذکر پھر بھی آئیگا - اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانے کے لئے سواری کی برابر ضرورت محسوس ہو رہی ہے - گھوڑوں اور بگھیوں کی سواری پر بھی کئی مقام ایسے ہیں جہاں سے دن بھر میں واپس آنا ذرا ٹیڑھا کام ہے - تمام ڈیروں کا سامان کاغذی (ہلکا و عارضی) ہے - اور سردی ایسی سخت ہے کہ خدا کی پناہ - مزدور اور خدمتگار لوگ تو مارے سردی کے ٹھٹھرتے ہی تھے مگر فوجی لوگوں پر بھی اس کا اثر سخت محسوس ہؤا - سنٹرل پوسٹ آفس کا کلرک دولت رام ۲۴ دسمبر کو سردی سے ایک گھنٹہ بیمار رہ کر مر گیا - بیچارہ نوجوان تھا - اب تو کلرکوں کو کوئلے اور انگیٹھیاں مل گئی ہیں - آگ تاپیں اور کام کریں - ہوا ایسی سرد ہے کہ کوئی پنجابی ہوگا جسے کم سے کم زکام یا کھانسی کی شکایت نہ ہو - طرح طرح کے آدمی - طرح طرح کے لباس - عجیب و غریب قسم کی بولیاں سُننے میں آتی ہیں -

ایک ایسا نادر زمانہ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ کوئی کیسا ہی جادو قلم کیوں نہ ہو مگر اس کا پورا نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔ جس طرف توجّہ کی جائے اُسی جانب محو ہو جانا پڑتا ہے اور باقی سب کچھ فراموش ہو جاتا ہے۔ حالانکہ تمام اطراف و جوانب میں یکساں دلچسپی۔ یکساں عجیب قابل دید چہل پہل نظر آتی ہے۔ سب ڈیرے اپنی وضعداری میں اچھوتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دولت گویا بچھانے اور اوڑھنے میں پانی کی طرح خرچ کی گئی ہے۔ گاڑیوں کے پہنچنے کی دھاندلی اور سواروں کے اُترنے کی گھبراہٹ اپنی مثال آپ ہے ✣

کوئی ایسا من چلا نظر نہیں آتا جو دہلی کے پُر رونق بازاروں میں چار قدم سیدھا چل سکے۔ چاندنی چوک تو دہلی کے کُل بازاروں کا سرتاج ہے۔ تس پر اس کی سجاوٹ رونق۔ دولت و ثروت کا کوئی کس طرح اندازہ لگا سکے۔ جوہریوں نے اپنی دُکانیں سجانے میں کُشادہ دلی ظاہر کی ہے ✣

باہر میگزین کی طرف سے آتے ہوئے دہنی طرف کی دُکانوں کو دیکھتے ہی دل خوش ہو جاتا ہے۔ اسی طرف دو جگہ اس بازار میں جلوس کے روز دو اُلوالعزموں نے پیاؤ یا پانی پلانے کی سبیلیں جاری کی تھیں۔ دُکانوں پر رنگ برنگ کے کپڑے اور پھر عمدہ پُر مضمون دُعائیہ موٹو (فقرے) لکھے تھے "خدا ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے" "خدا پُر امن برٹش حکومت کو دائم و قائم رکھے" وغیرہ

اس کے سوا بازار فتح پوری۔ لال کنواں۔ اجمیری دروازہ۔ سیتا رام۔ چاوڑی۔ دریبہ۔ ترپولیا۔ صدر۔ موری۔ دلّی اور کشمیری دروازہ جدھر نکلو برابر دھکا پیل ہو رہی ہے۔ ہر ایک بازار میں اشتہار اس قدر کثرت سے ملتے تھے کہ کوئی اُنہیں لے کر کیا کرے۔ کوئی کسی حکیم کا۔ کوئی کسی شراب فروش کا۔ کوئی کتب فروش کا۔ وغیرہ ✣

جامع مسجد پر جاؤ۔ ہر وقت زائرین کا میلہ سا لگا رہتا ہے۔ جلوس اور آتشبازی پر بذریعہ ٹکٹ بیٹھنے والوں کے لیئے چاندنی چوک اور شاہی مسجد کی سیڑھیوں پر کُرسی۔ بنچ اور اُن پر سُرخ کپڑا بچھایا جا رہا ہے۔ مسجد کے کوٹھوں اور مناروں پر دیکھنے سے دلّی ایک نو عروس نظر آتی ہے۔ گھوڑوں۔ خچروں۔ اونٹوں سے چلائے جانے والی گاڑیوں کے سوا ایک راجہ کے رتھ کے آگے دو ہاتھی جُتتے دیکھے۔ دو تیار کھڑے تھے۔ شاید چار لگائے جاتے ہوں۔ رتھ چاندی کا ہے۔ اور اُسے چلتے ہوئے دیکھا نہیں ❖

جیسے ۲۴ دسمبر کو جلوس کی نقل کی گئی اور ایک ہاتھی شریر ثابت ہو کر جلوس سے خارج کیا گیا تھا۔ اسی تھیئٹر میں دربار کی بھی نقل کی گئی ہے۔ ایک فوجی افسر نے فرمانِ شاہی بآواز بلند سُنایا۔ معلوم ہوا کہ وائسرائے کی آواز ضرور سب لوگ سُن سکینگے۔ یہ نقلی جلوس ایسا پُرشان تھا کہ اصلی جلوس کو اور بھی پُرسطوت شاہی ظاہر کرتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک کام کی جو وائسرائے کے روبرو کیا جاتا ہے بجائے خود مشق ہو رہی ہے۔ سڑکوں اور بازاروں میں اُس کثرت سے پانی کا چھڑکاؤ کیا جا رہا ہے کہ کیچڑ ہو جاتی ہے مگر دو گھنٹے بعد گرد اُڑنے لگتی ہے۔ اس کی وجہ وہی کثرت ِ عابرین ہے۔ بازاروں میں سودا اس کثرت سے فروخت ہو رہا ہے کہ دُکانداروں کو بات کرنے کی فرصت نہیں۔ بااینہمہ دہلی والے برابر شاکی پائے جاتے ہیں کہ مال کی خرید و فروخت خاطر خواہ نہیں ہوئی ❖

بات یہ ہے کہ دہلی والوں کو اِس جلسے کے دھوم دھڑکے سے ہونے کا یقین تھا۔ اس لیئے وہ مال وافر خرید کر دُکانیں پُر کر بیٹھے۔ باہر کے لوگوں کو فکر ہوئی کہ جلسہ بڑا بھاری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں چیزیں نہ ملیں یا گراں قیمت ملیں۔ وہ مال ضروری اپنے ہمراہ لیتے آئے۔ ورنہ دہلی میں اِس جلسے کی وجہ سے کھانے پینے کے سامان میں چنداں نرخ میں فرق نہیں آیا۔ آٹا ۱۴ سیر۔ گھی ڈیڑھ سیر۔ لکڑی پونے دو من فی روپیہ۔ دودھ اڑھائی آنے سے تین آنے سیر اور گوشت تین آنے سیر فروخت ہو رہا ہے۔ جو دودھ ولایتی مشین

کے ذریعے مکھن نکالنے کے بعد رہتا ہے وہ تو کوئی دو تین پیسے سیر ملتا ہے۔ لارڈ کرزن صاحب نے ایک کارخانہ ولایت سے دود مکھن کا کھلوایا ہوا ہے۔ جس سے کُل یوروپین کی ضروریات مکتفی ہوتی ہیں۔ یہ مشین ۱۸۵۷ء کے پنشن یافتہ سپاہیوں کے کیمپ کے پاس ہی ہے۔ دہلی میں آئی ہوئی مخلوق کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری کے موقع پر دوس لاکھ مخلوق اندازہ کی گئی تھی۔ لیکن حال کے جلسہ میں اگر اس اندازے کو دُگنا کر لیں تو کوئی بہت بڑا مبالغہ نہ ہوگا ✣

ملکہ وکٹوریا مرحومہ کی مورت

جناب سر چارلس ریواز صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے واقعہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۲ء جمعہ کے روز بعد دوپہر چاندنی چوک کے بارونق موقع گھنٹہ گھر کے سامنے ملکہ کے باغ کے کنارے ٹون ہال کے احاطہ میں حضور ملکہ قیصرہ وکٹوریا خلد آشیان کا بُتِ یادگار افتتاح فرمایا۔ یہ بُت مسٹر جے۔ سی سکینر صاحب نے بمعہ چبوترہ مبلغ دس ہزار روپیہ اپنے خرچ سے لگا کر مسٹر ٹرنر صاحب لندن کے مشہور بُت تراش سے تیار کرایا۔ یہ بُت توپ کی سیاہ دھات کا بنا ہے۔ اور کاریگر کے قابل تعریف کام کی شہادت دیتا ہے۔ یہ مسٹر سکینر صاحب نے اہل دہلی کو ہدیۃً پیش کیا ہے۔ سکنرز ہارس نام مشہور فوج رسالہ کے معروف کرنیل سکنر کے نبیرہ صاحب نے اِس بُت کو پیشکش کر کے اہل دہلی کو ممنون اور مشکور بنایا ہے۔ خاص احاطہ میں دہلی کے چیدہ رؤسا اور سربرآوردہ لوگ بیٹھے تھے۔ لیکن احاطہ کے باہر خلقت کا بڑا ہجوم تھا۔ یہ رسم محض مقامی تھی۔ میجر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر دہلی نے اس جلسہ کی کارروائی شروع فرمائی۔ اور بُت کی کاریگری کی تعریف کی۔ اور اس کے پیشکش کرنے والے کی فیاضیوں کا اعتراف کیا۔ جس کو اہل دہلی کبھی فراموش نہیں کرینگے

سکینر صاحب کے خاندان کا تعلّق دہلی کے ساتھ سالہائے دراز سے چلا آتا ہے۔ اور دہلی کا کوئی باشندہ نہ ہوگا جو اِس خاندان اور اس کی فیّاضیوں سے واقف نہ ہو۔ حضور نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر نے قبل رسم افتتاح کے ایک مختصر اور موزوں تقریر فرمائی۔ اور سکینر صاحب کے خاندان کی شہرت کی داد دی۔ اور کہا کہ یہ موقع اس بُت کے کھولنے کا بالخصوص موزوں ہے جب کہ انہیں ملکہ قیصرہ وکٹوریا خلد آشیاں کے لائق لخت جگر کی تاج پوشی کا جلسہ دہلی میں ہوا چاہتا ہے۔ اس بُت کے نیچے ملکہ قیصرہ وکٹوریا کے عالیشان اعلان ۱۸۵۸ء کا ایک فقرہ کھودا گیا ہے۔ جس میں حضور ممدوحہ خلد آشیاں نے اہل ہند کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ "اُن کی بہبودی میں ہماری طاقت ہوگی۔ اور اُن کی خوشی میں ہماری سلامتی ہوگی۔ اور اُن کی شکر گزاری ہی ہمارا بہترین انعام متصوّر ہوگا۔ اور خداوند عالم ہم کو اور ہمارے کارندوں کو توفیق دے کہ ہماری رعایا کے حق میں ہماری خواہشیں اچھی طرح پوری کی جائیں"۔ اس تقریر کے بعد حضور ممدوح نے پردہ کھینچ لیا اور بُت نمودار ہوُا۔ اِس وقت بینڈ باجے نے قومی گیت گایا۔ یہ بُت سنگ مرمر کی کُرسی پر نصب ہے۔ جو لاہور کے بھگوان سنگھ نام کاریگر نے بڑی نزاکت سے کاٹ کر تراشا ہے۔ یہ چار سیڑھیوں کا چبوترہ ہے اور اُس کا پایہ ۱۲ فٹ لمبا ہے۔ جب مَیں بمعہ ہمراہیاں اِس مورت کو دیکھنے آیا تو چند سکھ سپاہی ماتا کہکر اُسے ماتھا ٹیک رہے تھے۔ اِس بُت کے چہرے میں چمک ہے۔ ایک اِس سے چھوٹا بُت دھات کا ایک انگریز سوداگر کی دُکان پر رکھا ہے جو متصل کشمیری دروازہ ہے۔

چاندنی چوک میں یہ بہت عمدہ موقع پر نصب ہوُا ہے۔ ایک دوسرے چوک میں پانی کا فوّارہ چلتا ہے۔ یہ بھی دہلی کے ایک اُولوالعزم فیّاض کی زر لاگت سے تیار ہوُا ہے اس کا نظارہ اگر جاڑے کا موسم نہ ہوتا تو بہت دلکش تھا۔

پتّھر کا ہاتھی

اسی ٹون ہال کے عقب میں عجائب گاہ ہے۔ اس کے میدان میں ایک پورے قد کا ہاتھی سنگین ایک چبوترے پر کھڑا ہے جو اسی غرض سے تیار کرایا گیا ہے ٭

اس ہاتھی پر ایک مہاوت بھی ہے۔ یہ اُن دو ہاتھیوں سے جُدا ہے جن کا ذکر کہ ٹرنر صاحب نے اپنی چٹھی میں اپنے دوست کو لکھا تھا کہ جیمل اور فتا بڑے سور بیر اور جودھارا چپوت جو شاہِ اکبر کے زمانے میں دادِ مردانگی دے گئے۔ جُدا گانہ پتھر کے ہاتھیوں پر پتّھر کے بنے ہوئے قلعۂ معلّٰی میں کھڑے ہیں۔ جن شکلوں سے اُن کی مردانگی کا ثبوت ملتا ہے۔ اس ہاتھی کے چبوترے پر جو عبارت انگریزی میں کندہ ہے۔ اُس کا ترجمہ یہ ہے "یہ ہاتھی ۱۶۴۵ء کو شاہجہان بادشاہ گوالیار سے لایا اور قلعہ جدید کے جنوبی دروازے کے باہر کھڑا کیا۔ جہاں سے اورنگ زیب نے اس کو ہٹا دیا۔ اور اس کے ہزاروں ٹکڑے کروا دئے۔ حالانکہ پہلے یہ ایک پتھر کا ٹکڑا تھا۔ ڈیڑھ سو برس تک یہ ٹکڑے زمین میں مدفون رہے۔ ۱۸۶۶ء میں اِسے ملکہ کے باغ میں بعد مرمت کھڑا کیا گیا۔ لالہ شبھو ناتھ ممبر کمیٹی کے خرچ سے ۱۸۹۲ء میں اِس جگہ چبوترے پر کھڑا کیا گیا جہاں کہ اب ہے ٭

اس چبوترے کے پاس ہی ایک ۷ فٹ مُربّع حوض سنگ مرمر کا ہے۔ اس میں یہ خوبی ہے کہ یہ صرف ایک ہی ٹکڑہ پتھر کو تراش تراش کر بنایا گیا ہے۔ کوئی جوڑ اِس میں نہیں۔ یہ حوض بھی کاریگر کی محنت اور قابلیت کا اچھا ثبوت ہے۔ قابل دید ہے ٭

سیر تماشے

(۱) جہاں مَیں اُترا ہؤا تھا اُس کے قریب کشمیری دروازے کو جاتے ہوئے ایک سوداگر کی دُکان تھی ۔جس میں رات کو برقی روشنی ہوتی تھی ۔اس میں جس وقت جاؤ ۔فونوگراف دیسی راگنیاں الاپتے اور کھرنے اور تانیں لگاتے سُنائی دیتے تھے ۔۔ گاہک موجود ۔مَیں بھی آتے جاتے ضرور ایک دو منٹ وہاں ٹھیر جایا کرتا ٭

(۲) ایک کمپنی نمائش گاہ ۔کرزن ہوٹل اور فرودگاہ حضور نظام دکن کے پاس طرف تصویروں کا عکسی تماشہ دکھاتی تھی ۔کم سے کم ۸ر ٹکٹ ۔زندہ انسان جو فعل یا حرکت اپنی زندگی میں کرتا ہے ہُو بہُو ویسے ہی حرکات اُن کی تصاویر سے کراتے تھے ۔ دیکھنے والے تعریف کرتے تھے ٭

(۳) علی پور روڈ سٹیشن لائٹ ریلوے کے قریب یا امپریل بازار کے پاس ہی ایک امریکہ کی کمپنی گھوڑوں اور گھوڑے گاڑیوں پر سواروں کو سوار کر کے اصلی سواری کا مزا دیتی تھی ۔یہ گھوڑے انجن کے زور سے چلتے تھے ۔سواروں سے فی کس ایک روپیہ فیس لی جاتی تھی ۔ اور ساتھ ہی یہ دل بڑھانے والا سودا تھا کہ ۱۵ جنوری کو گاہکوں کے نام پر لاٹری ڈالی جائیگی ۔پہلا انعام دس ہزار روپے کا ہوگا وغیرہ ٭

(۴) الفرڈ کمپنی جین مندر کے پاس چاندنی چوک کے بائیں کنارے شروع میں شرق کی طرف اپنے منڈوے کے اندر ہر روز دل خوش کن اور نتیجہ خیز تماشے کیا کرتی تھی ۔منڈوا بھی ہزاروں کی لاگت سے ایک عرصے میں تیار کیا ہوگا ۔یہ کمپنی پارسیوں کی ہے ٭ یہ کمپنی شیکسپیئر کے مجوّزہ قابل عبرت افسانوں کو عجیب و غریب پردوں سے دکھاتی ۔ گانے بجانے اور ناچنے والے اور نقلوں سے ہنسانے والے ایکٹر رکھتی تھی ٭ مَیں نے تین شب اس کے تماشے دیکھے ۔ایک روز عریدِ ٹنک کا تماشہ تھا ۔اس

سارے ڈرامے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تلون طبع انسان عموماً عقل کے کچے ہوتے ہیں۔ وہ سُنی سُنائی بات کو بلا کافی تحقیقات کے صحیح مان لیتے ہیں۔ جس کا نہایت ہی خراب خمیازہ اُن کو کھینچنا پڑتا ہے۔ اس ڈرامے میں ایک کوتہ اندیش زود اعتقاد بادشاہ کا بُرا انجام دکھایا گیا ہے۔ جو اپنی با عصمت بی بی پر بے وجہ بدگمان ہوا۔ اور اُسے بظاہر مرڈا ڈالا۔ اور آخر جب اصلیت کھُلی۔ تو خود کردہ پر آٹھ آٹھ آنسو رویا۔ باری تعالےٰ کی درگاہ میں اُس کی توبہ قبول ہوئی۔ پھر وہ نیک بی بی اُسے مِل گئی ؛

دوسرا تماشہ اسیرِ حرص۔ یہ تو اہلِ دہلی کو ایسا پسند آیا کہ ہر روز اسی تماشے کے لئے درخواست کرتے بالکل نہ اُکتاتے۔ اور بھیڑ اس قدر ہوجاتی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی۔ ہر ایک درجہ بھرپور۔ ٹکٹ دن ہوتے ہی بک جاتے۔ پھر خریدار مہنگے مول فروخت کرتے۔ باقی دو شب ہم بھی ۹ سے ۱۱ بجے تک تماشہ دیکھ کر اپنے ٹکٹ اصلی قیمت پر بیچ آتے۔ اسیرِ حرص میں شیکسپیئر نے ایسی عمدہ طرح سے مثال دے کر نصیحت کی ہے کہ حقوق خویشی و بیگانگی کی امتیاز و نگہداشت کیسی ضروری ہے۔ اور سوسائٹی کے مسلم قواعد کی پابندی کیسی اہم ؛

ایک شخص جو اپنی عورت کی موجودگی میں اپنے بیٹے کی جورو پر دستِ طمع دراز کرتا ہے۔ اس کی چندیا جوتیوں سے کیسی لال کی جاتی ہے۔ اور وہ کیسا ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اس تماشے میں حمیدہ اس کی نوہ ایک میم صاحبہ کیسی خوش گلو۔ ناچنے گانے اور باتوں اور فقروں کو ازبر صفائی سے بیان کرنے والی ہے۔ کہتے ہیں کہ کمپنی اس میم یا مس صاحبہ کو دو سو روپے ماہوار دیتی ہے۔ ایک اور پارسی چھوکرا غضب کا پرکالہ ہے جو اُس کے ساتھ کا ایکٹر ہے۔ اسے پچاس روپے ماہوار ملتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا بچہ جس کی لاتوں میں کھڑا ہونے کی بھی پوری طاقت نہ تھی۔ سُر تال سے

کیسا اچھا گایا (ہمیں لے دو اچھی ٹوپی) - جب وہ چھوکرا اپنا ٹائم پورا کر کے پردے میں چلا جاتا تو عوام الناس چیرز دیتے اور شور مچاتے حتےٰ کہ اِس غریب کو پھر آنا پڑتا۔ اور وہی پہلا گایا ہؤا گانا پڑتا ٭

اس پارسی بڑے لڑکے اور میم یا مِس صاحبہ اور ننھے بچّے کے ساتھ ہمیشہ اور ہر روز بالعموم ایسا ہی ہؤا کرتا ٭

دل بہلاؤ کے لئے اور نیز نیک نتائج کے لحاظ سے میں ایسے تماشوں کو پسند کرتا ہوں انسان کی حالت کا تبدیل ہوتے رہنا ضروری ہے - ایک حالت پر رہنے سے تو بادشاہوں کو بھی اپنے تاج و تخت اور ملک کا لطف نہیں آتا - روز کے کام کی عادت ہو جاتی ہے اور جو عادت ہو گئی - پھر اُس میں کیا مزہ - وہ تو گونہ طبیعت پر بوجھ ہو جاتا ہے - ہمارے اپنے ہی وطن کی بات ہے کہ ایک زمیندار بہت فضول خرچ اور عیاش تھا - بھانڈوں (نقالوں) نے اُسے ایسی عمدہ نصیحت دی کہ کوئی مولوی واعظ ہرگز نہ دے سکتا - اور نہ اُس کی نصیحت مؤثر ہوتی - اُنہوں نے ایک بہشت بنایا اور ایک اُس کا داروغہ بنا - ایک آتا کہ حضور مجھے بہشت میں داخل کرو - جب اُس کی ذات دریافت کر لیتا تو داروغہ اُسے بہشت میں جانے کی اجازت دیتا - رفتہ رفتہ اُس ذات یا قوم کی نوبت آئی جس زمیندار کے ہاں یہ تماشہ ہو رہا تھا - داروغہ نے صاف جواب دیا کہ ہم تم کو بہشت میں داخل نہ کرینگے - ہرچند اُس نے منت سماجت کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی - آخر اُس نے عذر کیا کہ جب میری برادری کے اَور لوگ داخل کئے جا رہے ہیں تو مجھے کیوں روکا جاتا ہے - بہشت کے داروغے نے فوراً جواب دیا کہ اس اندیشے سے کہ مبادا تم بہشت کو بھی بیع یا رہن کر کے کسی کو رجسٹری کرا دو ٭ دراصل اُس زمیندار نے اپنی جائداد کو اسی طرح تلف کر دیا تھا - اِس نقل کے سنتے ہی اُسے ہوش آ گئی - اور اپنی ناہنجار کرتوت

سے باز آیا ۔ پس میری دانست میں ایک مذہبی پریچر بھی اس قدر اثر عوام کے دلوں پر نہیں ڈال سکتا جس قدر کہ ایک خوش گو ظریف و نقال ۔ بشرطیکہ اس کی گفتگو و حرکات و سکنات احاطۂ تہذیب و اخلاق سے خارج نہ ہوں ۔

دربار دہلی کا جلوس

۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء سوم وار کا دن بھی دہلی میں ہمیشہ نہیں تو مدتِ مدید تک زبان زد خاص و عام رہیگا ۔ کہ اس روز دربار کے متعلق عالیشان جلوس و اجلاس کا ہوا تھا ۔ اس کی تیاریاں پہلے سے کی گئی تھیں ۔ سوائے حضور مہاراجہ صاحب بروده کے جو بوجہ فوتیدگی اہلیہ خود نہیں آسکے اور اب ۳۱ دسمبر کو آسکینگے ۔ باقی تمام والیان ریاست سٹیشن کے پلیٹ فارم پر معہ کُل جلیل القدر عہدہ داران اور خاص یوروپین مہمانوں کے سلیقہ وار موجود تھے ۔ ان مہاراجوں کی تشریف آوری پر جو سلامی کی تواپ دغیں ۔ اُن پر صرف ساڑھے تین ہزار روپے کی بارود صرف ہوئی ۔

اُس روز صبح ہی کو تمام بازار چاندنی چوک خلقت تماشائیوں سے اس طرح اٹ رہا تھا کہ شانوں سے شانہ چھلتا تھا ۔ وہ دھوم دھام اور رونق تھی کہ انسان اِس کو قیاس تو کر سکتا ہے مگر اس کی تصویر کھینچنا قلم کی طاقت سے باہر ہے ۔ بازاروں میں دیسی اور گورا فوجوں کی قطاریں صف بستہ تھیں ۔ گورا پلٹن خاکی ۔ سُرخ اور سیاہ کوٹ والے پیدل سپاہی ہر دو جانب سڑکوں اور بازاروں کے ایک ایک قدم کے فاصلے پر کھڑے تھے ۔ سڑکوں پر چھڑکاؤ کیا گیا تھا ۔ کیا مجال گرد و غبار اُٹھ سکے ۔ ہم بمعہ اپنے ہر دو ہمراہیوں کے اپنے بیٹے ہیرا نند جی کے واقف برہم چاری جی کے مکان پر فتح پوری بازار میں ۸ بجے ہی آکر بہت اچھی جگہ بیٹھ گئے ۔ ایسی عمدہ جگہ تو اُن کو بھی نہیں ملی جو چار چار پانچ پانچ روپے

کرایہ دے کر بیٹھے تھے۔ اگر دیر کر کے آتے تو راستے سب رُک جاتے پھر چلنا محال ہو جاتا۔ چاندنی چوک۔ فتح پوری بازار اور جامع مسجد والوں نے اس جلوس کے باعث اچھا پیسہ کمایا۔ آریہ سماج والوں نے بھی فتح پوری مسجد کے مقابل ایک بڑا وسیع بالاخانہ کرایہ پر لے کر ہوٹل جاری کیا۔ اور جلوس کے روز اُس کے کرایہ سے روپیہ پیدا کیا۔ فرودگاہِ نظامِ دکن اور سبزمنڈی کی طرف بھی آریہ سماج نے اپنے منڈوے بنا رکھے تھے۔ لکچر دیتے تھے۔ اور اناتھوں کے واسطے چندہ حاصل کرتے تھے۔ آمدم بر سرِ مطلب۔

فوج کے ہمراہ پولیس کے سپاہی بھی صاف۔ سُتھرے۔ رُعب دار وردیاں پہنے ہوئے انتظامِ امن میں مصروف پائے گئے۔ ریلوے سٹیشن جو سبزہ اور پھولوں کی آرائشیں پہلے سے کی گئی تھیں۔ بوجہ خشک موسم کے وہ ذرا مُرجھائی معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن سٹیشن کے اندر کی رونق و نظارہ قابل دید نہ قابل شنید۔ یہاں والیانِ ریاست کا ہجوم رفتہ رفتہ فراہم ہونا شروع ہوا۔ تاکہ حضور وائسرائے اور حضور ڈیوک آف کناٹ کا بصدق ارادت استقبال کیا جائے۔

تمام جلیل القدر والیانِ ریاست درجہ وار یکے بعد دیگرے عالی شان وضعدار لباس پہنے رونق افروز ہو رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے ہی سٹیشن کا وسیع احاطہ رؤسائے نامدار سے بھرپور ہو گیا۔ یہ عجیب نظارہ دیکھتے دیکھتے بڑا پُر رونق ہو گیا۔ جنابہ بیگم صاحبہ بھوپال نہایت قیمتی نیلگوں ریشمی بُرقع اوڑھے ہوئے تھیں۔ جو طلائی چکن کے اعلےٰ کام کا اچھا نمونہ تھا۔ اور مصاحبوں کی جماعت بطور محافظوں کے ہمراہ تھی۔

بمبئی کے والیانِ ریاست چپٹی قسم کی طلائی پگڑیوں میں آراستہ صاف تمیز تھے۔ پنجاب کے رؤسا کی پگڑیاں بھاری قسم کی عمدہ و ضعدار معلوم ہوتی تھیں۔ برہما اور آسام کے لوگوں کی ٹوپیاں ایسی تھیں جیسے ٹیڑھی ٹوکریاں سر پر رکھی ہیں۔ مگر اپنے ملکی لباس میں خوشنما تھے۔ چینیوں کی لمبی چوٹیاں گھٹنوں کے نیچے تک جاتی تھیں۔

بہرصورت ہر ایک کی پوشاک خاص قسم کی اعلےٰ ترین قیمتی تھی - دیکھتے ہی ملکی اور قومی امتیاز کے ساتھ رُعب برستا تھا - اور خدائی شان کا عجیب نظارہ تھا - وسط ہند کے والیانِ ملک کے لباس جنگی وضع کے تھے - نواب صاحب ٹانک ذرا خوب چمکتے تھے - سری حضور کشمیر کی پگڑی سبز رنگ کی ایسی چمکدار طلائی تھی کہ اُس پر نظر نہیں ٹکتی تھی - اور اِن کا لباس مثل حضور نظام کے لباس کے ایسا تھا کہ ایک کا ایک سے بڑھ کر معلوم ہوتا تھا - اور برٹش عہدہ داران خصوصاً افواج کے جنرلان سب سے کشیدہ قامت نظر آتے تھے - اِن میں بھی لارڈ کچنر آف خرطوم اینڈ ڈال کا قد سب میں نمایاں تھا - آپ بہت سادے طریق سے تشریف لائے - آتے ہی مہاراجہ صاحب میسور کے ساتھ مصافحہ فرمایا - اتنے میں سری حضور کپورتھلہ بھی قد آور جسامت نہایت شاندار رونما ہوئے اور آپ کے ہمراہ ٹیکا صاحب اور شاہزادگان نہایت عمدہ لباس میں تھے جن کے فرخندہ چہروں سے ذہانت ٹپکتی تھی - نواب صاحب بہاولپور بھی جواہرات کے لباس میں ایک خاص وضاحت کے مظہر تھے - مہاراجہ صاحب بنارس کا چہرہ خوبصورت تھا - سراپا زرّیں لباس اور سُرخ رنگ کی چمکدار پگڑی میں نہایت بھلے لگتے تھے - آپ ہی نے اپنے کوہ پیکر ہاتھی باسامان حضور وائسرائے کے لئے لطف فرمائے ہیں - فخر کی بات ہے - سری حضور مہاراجہ صاحب نابھہ ہر چند عمر رسیدہ بزرگوار ہیں - لیکن اِس موقع پر آپ کے بابرکت چہرے سے بزرگی کا خاص جلال مترشح تھا - نیپال کے وزیر اعظم صاحب کا لباس بالکل سادہ سپاہیانہ تھا - اور ایسا ہی بلوچی سردار - اور اُن کے مصاحب سادہ سردار مردانہ لباس بالکل علیحدہ معلوم ہوتے تھے - یہ لوگ بجائے دَرباری کے شہسوار دکھائی دیتے تھے - سر کے لمبے بال - مُنہ پر لمبی ڈاڑھیاں - پگڑی - جامہ اور شلوار سب سفید اور ایک ڈھال پُرانی وضع کی کندھے پر - الغرض اپنی اپنی ملکی اور قومی پوشاکوں میں سب اپنے طریق پر پورے آراستہ تھے - آخر تمام احاطہ رؤسا و صوبجات کے گورنروں سے اٹ گیا تھا -

تل دھرنے کی جگہ نہ تھی - نوجوان والیانِ ریاست کے ساتھ اُن کے پولٹیکل ایجنٹ اور رزیڈنٹ و اتالیق سب فوجی وردیوں میں آراستہ چُست اور چوبند نظر آتے تھے - کئی والیانِ ریاست مثل پٹیالہ معصوم تھے مگر ہر ایک بُشرے سے جاہ و جلال عیاں تھا - عجیب عجیب صورتیں اور مختلف قطع وضع کے لباس اور پوشاکیں - بعض ایسے فربہ بدن کہ جنہیں قدم اُٹھانا محال تھا - بعض پتلے دُبلے دراز قامت معلوم ہوتے تھے کئی پستہ قد خصوصاً برہما کی ریاست ہائے شان کے والیان جن کے سر کا لباس مثل مندروں کے کلس کے تھا - سب اپنے طریق میں بخوبی آراستہ و پیراستہ تھے - اِن کے ہجوم کا نظارہ بذاتہ نہایت دلکش تھا - ٹھیک ۱۱½ بجے مقررہ وقت پر خاص آواز سے معلوم ہوا - کہ حضور وائسرائے کی سپیشل ٹرین آتی ہے - اِس کے پہنچنے میں ایک سکنڈ کی بھی دیر نہ پائی گئی - پابندئے اوقات کے لحاظ کا خاتمہ تھا - حضور وائسرائے اور لیڈی صاحبہ نے ٹرین کے باہر پلیٹ فارم پر قدم رکھا - گورہ فوج کے بینڈ باجے نے قومی گیت کی تانیں الاپیں - اور قلعۂ معلّٰے سے شاہی سلامی ۳۱ توپوں کی آپ کے استقبال میں سر کی گئی - جس کی آواز دھیمی سُنائی دیتی تھی - حضور وائسرائے ستارۂ ہند کا خاص لباس پہنے ہوئے تھے اور لیڈی صاحبہ کا لباس نہایت وضعدار سفید ریشم کا بڑا خوش نما اور عمدہ تھا - دھاریوں پر لیس ٹکی تھی - حضور وائسرائے کے ساتھ سب سے پہلے ڈیوک آف ہنسی صاحب نے مصافحہ کیا - آپ جرمنی فوجی لباس میں ملبوس تھے - اور آپ کے گرد خاص سٹاف کے جوان تھے - اس کے بعد گورنر صاحب مدراس اور لیڈی امٹل صاحبہ - پھر گورنر صاحب بمبئی اور لیڈی نارتھ کوٹ صاحبہ اور پھر سر چارلس ریواز اور لیڈی صاحبہ اور دیگر لفٹنٹ گورنران برہما - صوبجاتِ متحدہ - بنگالہ وغیرہ نے درجہ وار مصافحہ فرمایا - زاں بعد افسرانِ ملیٹری و چیف کمشنران و رزیڈنٹان اور اس کے بعد والیانِ ریاست کے ساتھ درجہ بدرجہ مصافحہ کیا گیا - آخری مصافحہ کر چکنے پر ایک اور آواز نے ظاہر کیا - کہ حضور

ڈیوک آف کناٹ بمبئی سے سپیشل ٹرین میں تشریف لاتے ہیں۔ یہ ٹرین بلا تاخیر ایک سکنڈ کے اپنے وقت پر آگئی۔ جس سے ریلوے کے انتظام کی پوری تعریف کرنی چاہیئے۔ حضور ممدوح فیلڈ مارشل کے فوق البھڑک جنگی لباس میں آراستہ تھے۔ اور ڈچز صاحبہ کا لباس آسمانی رنگ کا خوبصورت وضعداری کو لئے ہوئے تھا۔ گورا فوج نے اسلحہ پیش کر کے سلامی دی۔ گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا۔ دوستانہ مصافحہ میں چند منٹ صرف ہوئے جس کے بعد ہاتھیوں کی سواری کا جلوس شروع کیا گیا۔ اور حضور وائسرائے و لیڈی کرزن صاحبہ اور حضور ڈیوک آف کناٹ و حضور ڈچز صاحبہ نہایت عالی شان طلائی جھولوں سے آراستہ کوہ پیکر فیلوں پر سوار ہوئے۔ حضور وائسرائے سری مہاراج کاشی نریش کے مشہور ہاتھی لکشمن نام پر سوار تھے۔ اور ہودہ طلائی تھا۔ اور قرمزی چھاتہ سر پر تھا۔ تمام ہاتھی نہایت مضبوط اور تیار اور بھری جوانی کے عالم میں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ جانور بھی خوشی کی عزت کو محسوس کر رہے ہیں۔ ان کی آراستگی اور سجاوٹ بھی حسب حیثیت نہایت قابل دید تھی۔ ان کا نظارہ بذاتہ دلکش تھا ولایتی باتصویر اخبارات کے نامہ نگار ان ہاتھیوں کی تصویریں کھینچنے میں مصروف تھے۔ سجاوٹ کی وضعداری اور باریکی میں حضور نظام کا ہاتھی سب سے زیادہ کاریگری کا نمونہ تھا۔ تمام ہاتھی زیادہ سے زیادہ پچاس سال عمر کے تھے۔ نہ کوئی بوڑھا نہ کمزور ہر ایک رنگت سے سجائے گئے تھے۔ ہر ایک والیٔ ریاست کے ساتھ مصاحبوں کی تعداد اُن کی حیثیت کے مطابق تھی۔ ۹ توپ کی سلامی والوں کے ساتھ ۱۰۔ اور ۱۱ توپ والوں کے ہمراہ ۶ تھے۔ تمام ہاتھی نہایت قیمتی جھولوں سے سجے ہوئے تھے۔ اور سر سے پاؤں تک عمدہ قیمتی زیورات سے اور سب کے دانت طلائی کڑوں اور دیگر سامان سے آراستہ تھے۔ اور اُن پر ہودے اور عماریاں چاندی اور سونے وغیرہ کی قیمتی تھیں۔ یہ نظارہ سراسر مشرقی تھا۔ اور گزشتہ زمانے کے سلاطین کی شہادت دیتا اور اُن کی خیالی عظمت کا زندہ

سماں دکھائی دیتا تھا۔ آگے کی ٹانگوں سے لے کر سونڈ اور ماتھے اور کانوں پر خاص زیب و
زینت کی وضعداری پائی جاتی تھی۔ طلائی اور نقرئی سامان اور گھنٹیاں بجتی تھیں۔ جس
سے نہایت خوشی آمیز آوازیں نکلتی تھیں۔ سب سے آگے حضور نظام اور مہاراجہ صاحب
میسور کے ہاتھی تھے ۔ مہاراجہ صاحب بڑودہ کا ہاتھی غیر حاضر تھا ۔ اس باعث مسری حضور کشمیر
کا ہاتھی ایک درجہ آگے تھا۔ ہاتھیوں کی قطار نے دُور تک جلوس کا رستہ پُر کر رکھا تھا ۔
مہاراجہ صاحب کرولی کا ہاتھی ماتھے کی تراش اور سجاوٹ میں بالخصوص نمایاں تھا۔ اور
تمام ماتھا طرح طرح کے زیورات سے ڈھکا ہؤا تھا ۔ چرکھاری کا ہاتھی بھی نہایت عمدہ
کاریگری سے آراستہ تھا۔ نقاشی کا فن نہایت اعلےٰ درجے کا پایا جاتا تھا۔ اس کی آنکھوں
کے رگرد زرد رنگ کے چھتے بنائے گئے تھے۔ اور اُن کے مقابلے پر ایک ایک سپاہی جنگی
سامان سے آراستہ معلوم ہوتا تھا۔ اور اُس کی سونڈ کے نقش و نگار نہایت قابل تعریف تھے ۔
الور کے ہاتھی کے دانتوں پر شیشے کے جھاڑ لگائے گئے تھے۔ اور یہ طلائی بیچوں میں کسکر
مضبوطی سے جمائے گئے تھے ۔ سرموراج کا ہاتھی طلائی کام کے عمدہ قطع ہودے کے لئے
بالخصوص نمایاں تھا۔ اور اُس کے کان نہایت خوشنما ڈھنگ سے آراستہ کئے گئے تھے ۔
نابھہ کے عالی شان ہاتھی کا طلائی اور قرمزی ہودہ تھا۔ اور اُس کے بڑے بڑے دانت تہرے
طلائی کڑوں سے خوشنما دکھائی دیتے تھے ۔ بہاول پور کا ہاتھی قرمزی۔ سُرخ اور سبز رنگوں
کی چمک سے روشن معلوم ہوتا تھا ۔ پٹیالہ کے ہاتھی کے سر پر ایک خوبصورت تاج تھا۔
اور ہودہ نہایت پُرشان اور ٹھوس طلائی تھا ۔ برہما کے ہاتھی بھی خوبصورتی اور آراستگی
میں کسی سے کم نہ تھے۔ ہر چند قد میں کسی قدر چھوٹے تھے لیکن جسامت میں مضبوط پائے
گئے۔ کاش برہما کا ایک سفید ہاتھی بھی ہمراہ لاتے۔ اِن کے رسوا کوئی سو سے زیادہ ہاتھی اور
تھے جو سب کے سب ایسی ہی خوبی سے آراستہ تھے۔ اور اُن کی آرائش میں کوئی دقیقہ
محنت اور کوشش اور احتیاط و کاریگری کا باقی نہ رکھا تھا ۔

جامع مسجد پر حضور وائسرائے کے خاص مہمان واسطے لوٹنے نظارہ اس بے نظیر جلوس کے پہلے سے موجود تھے۔ اور تمام راستوں دورویہ مکانات پر عورتوں اور مردوں اور بچوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ اس طرح بیٹھے تھے کہ مثل بتوں کے معلوم ہوتے تھے۔ ان کے لباسوں کی خوبی میں تمام رنگ ملے ہوئے تھے۔ بازاروں کے راستوں پر ہجوم خلائق بے شمار تھا۔ انسانوں کا گویا بحر ذخار موج زن تھا۔ سب لوگ نظارے کی عظمت پر محو ہو رہے تھے۔ عظمت کا جاہ و جلال مجسم صورت میں نظر آتا تھا۔ رونق کی حد ہو گئی تھی۔ اس جلوس میں سب سے آگے پنجاب پولیس کے انسپکٹر جنرل صاحب بہادر تھے۔ اُن کے پیچھے چارم رجمنٹ ڈریگون گارڈز کے گورہ جوان اور شاہی اسپی توپخانے کی پنجم بانڑی۔ یہ سب لوگ جنوبی افریقہ کی فتح کا تمغہ اپنے اپنے سینوں پر لگائے ہوئے تھے۔ اس کے بعد نقیب شاہی اور نفیری والے عمدہ وضعداری کے لباس میں ملبوس اور یہ سب ایک ہی ذات اور وضع کی سیاہ رنگ (مشکی) گھوڑوں پر نہایت خوبی سے سوار تھے۔ نفیری والوں کی تعداد ایک درجن تھی۔ ان میں سے ۶ دیسی رجمنٹوں سے اور ۶ برٹش رجمنٹوں سے تھے۔ ان کے بعد مصاحبوں کی جماعت تھی۔ سُرخ رنگ کی دلکش وردیاں پہنے تھے۔ اور بڑی قیمتی جھولوں والے آراستہ ہاتھیوں پر سوار۔ ان کے پیچھے **حضور وائسرائے معہ لیڈی صاحبہ اور حضور ڈیوک آف کناٹ معہ ڈچز صاحبہ** تھے۔ مگر دو درجن سے زیادہ شاہزادگان ہند کو سپاہ بہ زیر کمان سر مہاراجہ پرتاب سنگھ جی والئے ریاست ایدر گھوڑوں پر سوار اردل **حضور وائسرائے** میں تھے۔ سب کے مشکی گھوڑے۔ سر پر طلائی نیم زنگاری رنگ کے ریشمی صافے اور باقی سفید لباس ایسا خوشنما کہ بایدو شاید۔ جب یہ اردل آتی۔ تو ہر طرف سے ہرّے اور چیئرز کی صدا بلند ہوتی۔ وائسرائے اور ڈیوک صاحب کی سواری کو بھی خوشی کے نعرے محسوس ہو رہے تھے بڑے اخلاق سے اپنی رعایا کو سلام کر رہے تھے ۔۔

مہاراجہ ٹراونکور - سری حضور کشمیر اور سری حضور میسور - اسی طرح والیانِ گوالیار و جے پور - اندور و بوندی - ریوان و بیکانیر - اور چھا اور کوٹہ - دتیا و کرولی - دھار و جیسلمیر - دیواس کلاں و الور - دیواس خورد و ٹانک - سمتھر و سروہی - چرکھاری و جھالاوار چھتر پور و کولاپور - راج گڈھ و کچھ - نرسنگھ گڈھ و خیر پور - پٹیالہ و سلطان شہر و مکالہ - بہاول پور و سیکم - نابھہ و کوچ بہار - جیند و ٹہرہ - کپورتھلہ و رام پور - سرمور و بنارس - مالیر کوٹلہ و ٹھیرٹی - فریدکوٹ و موروی - منی پور و بانسدہ - لڈی و باریہ وغیرہ وغیرہ *

ان کے بعد ڈیوک آف ہنسی معہ اپنے چیدہ سٹاف کے تھے - پھر گورنر بمبئی بمعہ سٹاف و فوج اردل کے - اسی طرح گورنر مدراس - سر چارلس ریواز - کل ہاتھیوں کا شمار دو سَو کے قریب تھا - پھر حضور لارڈ کچنر خاص گھوڑوں پر سوار - اِن صاحبان کی افواجِ اردل جُدا جُدا سٹافوں کے ہمراہ بڑی خوبی سے چلی جاتی تھی - اِن کے بعد غیر طاقتوں کے سفیروں کی قطار تھی - جو اپنے اپنے قومی یا سرکاری لباس میں آراستہ تھے - تب عالیجناب سر جارج ٹک صاحب بہادر و خان صاحب قلات اور بلوچی سرداران اور پھر کرنیل ڈین صاحب بہادر اور افغانی سرداران کی چیدہ جماعت طرح طرح کے قومی لباسوں میں آراستہ خراماں خراماں چلی جاتی تھی *

سب کے بعد ۱۱ رجمنٹ بنگال لانسرز کی فوج رسالہ پر یہ عالی شان بے بدل جلوس ختم ہؤا - مگر بعد میں جو گورا پیدل ہر جگہ راستے پر دو رویہ تعینات تھے - وہ اپنی اپنی پلٹن جا کر کوچ کرنے لگے - اس جلوس کے گذرنے میں جو عرصہ صرف ہؤا وہ دو گھنٹے سے کم نہیں تھا - اس عرصہ سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ جلوس کتنا لمبا اور کتنا عالی شان تھا - دیکھنے والے دنگ تھے - سب لوگ مارے رُعب نظارے کے بالکل دم بخود نظر آتے تھے - انتظام جو عمدہ تھا اس واسطے کسی قسم کا کوئی حادثہ بھی نہیں ہونے پایا - چھڑکاؤ اچھا کیا تھا - باوجود اس قدر جلوس گذرنے کے گرد دھول مفقود تھی - اور یہ سب کام

بکامیابی تمام انجام ہؤا۔ جلوس کے رستے میں دہلی والوں کی طرف سے کئی نہایت خوبصورت جھنڈیاں لگائی اور سجائی گئی تھیں۔ اور فقرے بھی آویزاں تھے کہ عبارت سے خیرخواہی و نمک حلالی مترشح تھی۔ مثلاً خدا بادشاہ کو بچائے رکھے۔ ہمارے شہنشاہ کو برکت ہو۔ ہمارے شہر میں آنا مبارک ہو۔ خوش آمدید وغیرہ ہیچو قسم کے جملے درج تھے ۔ حضور شاہ قیصر اور حضور قیصرہ کی خوبصورت تصویریں نہایت نزاکت سے آراستہ تھیں۔ گاڑیوں کی بھرمار۔ کئی تو لوگوں کے بوجھ سے ٹوٹ گئیں۔ انتظام پولیس خاطر خواہ تھا۔ جو رئیس جلوس میں نہیں لئے جا سکتے تھے وہ سب یا اُن میں سے اکثر مدعو چاندنی چوک کے ٹون ہال میں یا جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بعزت تمام بٹھائے گئے تھے۔ اب جو راستے کھل گئے اور لوگوں کو کوٹھوں سے اُترنے کا موقع ملا۔ اور وہ جو چاندنی چوک کی بنچوں پر کرایہ دے کر بیٹھے تھے۔ اُن سب میں حرکت پیدا ہو جانے سے فتح پوری بازار اور چاندنی چوک میں تل رکھنے کی جگہ نہ رہی۔ میں اپنے ہمراہیوں سمیت اس ہر بڑی میں ایسا پھنسا۔ کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ خوش قسمتی سے ضلع گوجرانوالہ کی پولیس کے ایک مسلمان سپاہی نے جس کا میں مشکور ہوں ہم کو مشکلات میں پھنسا دیکھ لیا۔ اور ہمت کر کے باہر نکال لے گیا۔ جہاں تازہ ہوا لگنے سے پھر جان میں جان آئی۔ خدا کا شکر بجا لائے۔ ذرا آرام کر کے اپنے ڈیرے کو آہستہ آہستہ چل دئے ؛

مجھ سے ایک دوست نے یہ بھی ذکر کیا تھا جس کا میں ذمہ وار نہیں ہو سکتا کہ حضور وائسرائے اور ڈیوک صاحب نے پہاڑی پر ٹھیر کر کُل جلوس کا خود بھی ملاحظہ فرمایا تھا ؛ یہ عالی شان جلوس جو چشمِ زمانہ نے اس سے پہلے نہیں دیکھا۔ حسب ذیل راستوں سے گزرا۔ ریلوے سٹیشن سے ملکہ کی سڑک۔ لوتھیان روڈ۔ خاص روڈ۔ جامع مسجد کا چکر لگا کر۔ شفاخانہ کے آگے سے اسپلنڈ روڈ۔ چاندنی چوک۔ فتح پوری بازار۔ احمد پور روڈ۔ ڈفرن پل۔ موری دروازہ۔ راجپور روڈ سے رتج پہاڑی کے نیچے اور پھر اُوپر آ کر

وائسرائے کے کیمپ میں ختم ہؤا *

اس جلوس میں ایک چھوٹا سا ہاتھی تھا۔ کہتے ہیں کہ بچہ ہے۔ اس پر ہودہ کسا تھا اور ایک چھوکرہ اُس پر سوار تھا۔ یہ معلوم نہ ہؤا کہ یہ چھوکرہ ہے کون؟ کسی نے کہا۔ کہ کوئی رئیس زادہ تھا۔ ایک نے کہا کہ یہ مہاوت کا بیٹا ہے۔ پس یہ مسئلہ لاینحل رہا *

امپیریل بازار کی سیر

اسی عارضی بازار کو مینا بازار بھی کہتے ہیں۔ اس کی سیر نہایت ہی دل خوش کُن ہے۔ اس کے دیکھنے سے لارڈ کرزن بالقابہ کی روشنضمیری مترشح ہوتی ہے۔ دُنیا کی عمدہ اور اعلےٰ ترین اشیاء و مال کا مجموعہ ہے۔ سب دُکان نئے اور مال بھی تازہ بتازہ۔ ایک روپیہ گز کے نرخ پر لوگوں نے زمین کا کرایہ دیا ہے۔ اور پھر اُس پر چھپر بندی لکڑی سے کی ہے۔ بھائی مہر سنگھ سردول سنگھ چاولہ لاہور والے نے مجھے کہا کہ ہم نے سات سو روپیہ کرایہ زمین دیا اور نو سو روپیہ اوپر چھپر بندی پر لگایا۔ لیکن یہ تو کوئی بات نہیں۔ ہمارے سامنے والے صاحب نے ۴ ۳ ہزار روپیہ خرچ کر ڈالا ہے * راجہ ہری چند کی نگری والا حال ہے۔ ابھی یہاں رونق سے دھکا پیل ہو رہی ہے۔ لیکن ۱۵ اور ۲۰ جنوری تک اُمید نہیں کہ یہاں کوئی دُکان یا مکان رہنے پائے۔ لوگوں نے کرائے کی اُمید پر دربار کے واسطے مکانات تیار کرائے تھے۔ ہزاروں روپیہ خرچ کیا مگر سب کے سب کرائے پر نہیں چڑھ سکے۔ راجہ میمن سنگھ بنگال جس کوٹھی میں فروکش ہیں۔ اس سے ادھر کی بالکل خالی پڑی ہے۔ سودا نہیں بنا یا گاہک نہیں ملے۔ بازار میں کھانے پینے کا سامان بہت عمدہ اور وافر موجود ہے۔ ایک دُکان نری سیگرٹ کی اٹی پڑی ہے * کپڑے کی دُکانیں۔ گھڑیوں کی دُکانیں۔ انگریزی اور دیسی مال کی دُکانیں

حلوائیوں کی دُکانیں - دود فروش - پوری کچوری اور جلیبیاں بیچنے والے سب موجود ٭ کیمپ مہاراجگان میں بھی جداگانہ بازار تھے - مہاراجہ کشمیر کے کیمپ کے پاس جو بازار ہے - پُل کے قریب بہت سی دُکانیں بے کرایہ خالی پڑی ہیں ٭

بگھیوں اور گاڑھی والوں کی صدائیں آگے اور پیچھے ہر طرف یہی ہیں کہ ہٹو بچو - کوئی کدھر بھاگ کر جائے - بہتر سبیل بچاؤ کی یہی ہے کہ انسان درمیانہ پٹڑی سڑک چھوڑ کر کنارے کنارے دُکانوں کو دیکھتا اور سیر کرتا آہستہ آہستہ بڑی ہوشیادی سے چلے - کیونکہ اس راہ پر بائیسیکل سوار پیچھے سے گھنٹی بجاتے آجایا کرتے ہیں - جن کا شمار بہت مشکل ہے - اور بعض بعض اسپ سوار گھوڑا بھگائے بھی اس راستے پر آنکلتے ہیں - اس سیر میں آدمی کو ہر طرح چوکس رہنا ہوتا ہے ٭

جلسوں کی فصل

جیسے کہ بعض بعض امور کے خاص موسم اور فصلیں ہوتی ہیں - ماہ دسمبر کا اخیر ہمیشہ جلسوں کی فصل ہؤا کرتا ہے ٭ چونکہ بعض جلسے سرکار عالی وقار کے منشاے مبارک کے خلاف ہوتے ہیں اور اُنہیں صریح طور پر روکنے کی بھی گنجائش نہیں ہوتی - اسلئے اب حضور وائسراے نے تعطیلاتِ کرسمس کو دو حصّوں پر بانٹ دیا ہے - افسر سرشتہ چاہے تو کُل تعطیلیں دیں یا تعطیلوں کی کمر توڑ دے ٭

نیشنل کانگریس کا اجلاس بھی دائمی طور پر اِنہیں دنوں میں ہؤا کرتا ہے - جو ایک پولیٹیکل مجمع ملکی سمجھا جاتا ہے - گو اِس میں سوشل کانفرنس بھی ہوتی ہے - اور آئندہ سے بمراد تفریح پہلوانوں کے دنگل بھی ہؤا کرینگے ٭ امسال یہ جلسہ احمد آباد (گجرات) میں ہؤا جس کے پریسیڈنٹ بابو سرندر ناتھ بنرجی کلکتہ کے مشہور سپیکر

اور انڈیا کے کمال فصاحت و بلاغت سے بولنے والے قابل قدر تھے۔ اس جلسے کو اس دفعہ اور بھی بہت کامیابی ہوئی۔ آئندہ یہ جلسہ مدراس میں ہوگا ٭

سوشل کانفرینس جو متعلق کانگریس ہوتی ہے۔ اس دفعہ اس کے صدر نشین ڈاکٹر بھنڈارکر تھے۔ اور اس کی **شاخ صنعت و حرفت** کے مہاراجہ گائکواڑ (بڑودہ) تھے ٭

انہی دنوں **بنارس** میں **آریہ سماج کا جلسہ** ہوا۔ پندرہ سو ڈیلیگیٹ اور ۴ ہزار کُل مجمع تھا۔ لاہور ڈی۔اے۔وی کالج کی طرح بنارس میں بھی کالج کھولنے کی تجاویز سوچی جا رہی ہیں ٭

اسی جگہ **تھیوصوفیکل سوسائٹی** کا بھی سالانہ جلسہ بڑی کامیابی سے ہوا۔ دو سو ڈیلیگیٹ جمع ہوئے تھے۔ **کرنل الکاٹ مدراس** سے آئے اور کرسئے صدارت کو سنبھالا **مسنس اینی بسنت** صاحبہ کے پُر زور لکچروں نے خوب سماں باندھ دیا کہا کہ تھیوصوفیکل کی عالمگیر کامیابی کا راز کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ "اس میں تمام مذاہب کا عطر پایا جاتا ہے" ٭

کھتّری کانفرینس

ان مبارک ایام جلسہ **تاج پوشی** میں دہلی کو کھتری برادریوں کے اجتماع اور اہل اسلام کے سربرآوردہ اصحاب کے رونق افروز ہونے کا بھی فخر حاصل ہوا ہے ٭

واقعہ ۲۷ دسمبر ۱۹۰۲ء کو **کھتری کانفرینس** کا اجلاس بڑی رونق اور کامیابی سے وقوع میں آیا۔ یہ تیسرا سالانہ جلسہ تھا جو یہاں کیا گیا ہے۔ ڈیلیگیٹوں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی جو ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں سے تشریف لائے تھے۔ اگرچہ انضباط وغیرہ امور میں گڑبڑ مچی۔ لیکن ان کے قیام اور مہمانداری کا انتظام خاطر خواہ تھا۔ **بردوان** کے سری عضو مہاراجہ **بجے چند** جی صاحب بہادر نے کرسئے صدارت

کو زینت بخشی تھی۔ آپ نے افتتاحی تقریر میں کھتری بھائیوں سے التجا کی کہ سوشل امور کی ضروری اصلاحوں کی طرف متوجہ ہوں اور مستورات کو تعلیم یافتہ بنانے کی کوشش کریں اور برٹش گورنمنٹ کے پُر امن اور خداداد سائے سے فائدہ اُٹھائیں کہ کھتری قوم اپنی گم گشتہ عظمت کے لائق ثابت ہو۔ آپ کی تقریر نہایت پُر تاثیر تھی۔ جب تک خود کوشش نہ کریں گے اور صدق دل سے متوجہ نہ ہونگے۔ ترقی نہیں ہو سکتی ہے۔ پریسیڈنٹ صاحب بہادر اور دیوان امرناتھ صاحب گورنر جموّں اور راجہ بن بہاری صاحب کپور کی تشریف آوری پر حاضرین نے صدق دل سے ایستادہ ہو کر چیئرز دیں ٭

حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے۔ ملکِ معظم قیصر ہند شہنشاہ ایڈورڈ کے جلسۂ تاج پوشی کے بخیریت انجام ہونے کے لئے دُعا۔ پریسیڈنٹ بہادر کی ہوتے والی معتمد نشینی کی مبارکباد۔ لڑکیوں کو پڑھانا۔ صدر مقامات پر برادری سوشل ریفارم سبھائیں بنانا۔ اور سبھاؤں کی طرف سے اُپدیشکوں کا ہونا۔ خفیف تنازعات کو بذریعہ برادریوں کے فیصلہ کرنا۔ عدالت میں جانے سے گریز کرنا ٭

اہل دہلی خصوصاً کھتری صاحبان کمال شکر گزاری کے مستحق ہیں جنہوں نے اتنے بڑی عظیم الشان تقریب تاج پوشی کے دنوں میں باوجود انتہا مصروفیتوں کے حقِ مہمان نوازی بڑی خوش دلی سے ادا کیا۔ پہلا جلسہ لاہور میں اور دوسرا دیوان امرناتھ صاحب نے اکیلے ہی جموّں میں کیا تھا۔ اس تیسرے جلسے کا فخر اہل دہلی کو حاصل ہوا۔ جس کے وہ ہر طرح قابل تھے ٭

اسلامی تعلیمی کانفرنس

دہلی میں کھتری کانفرنس کی طرح اسلامی تعلیمی کانفرنس کا اجلاس بھی اچھی رونق اور کامیابی سے کیا گیا۔ اس کی بابت جو انتظام اور تیاریاں چند ماہ پہلے سے

کی گئی تھیں وہ سب سکارتھ نکلیں - اس اجلاس میں عملی طور پر بتلادیا - کہ سرکاری حکّام کی ہمدردی شامل حال ہے ٭

عربک سکول کے احاطہ میں یہ اجلاس تعلیمی کانفرنس کا خاطرخواہ دھوم دھام سے کیا گیا - ڈیلی گیٹان کی تعداد اور وزیٹران کی بدولت تمام مکان پُر تھا - اور سب لوگ اس خیال کے دلدادہ تھے کہ اہل اسلام تعلیم کی ترقّی کی طرف سرگرمی سے متوجہ ہوں عالیجناب تقدّس مآب سر آغا **سلطان محمد خاں** صاحب نے حسب قرار داد کرسیٔ صدارت پر جلوس فرمایا - آپ کی تقریر سے ظاہر تھا کہ کس درجہ تک آپ اسلامی تعلیم کی ترقّی کے خواہشمند ہیں اور آپ اس کی ضرورت کو کہاں تک محسوس فرماتے ہیں - آپ کی تقریر انگریزی زبان میں بڑی فصیح اور خوشگوار خیالات سے مملو تھی - قومی ترقّی کے لئے تعلیم کی ضرورت مفید ہے - اور قومی بہبودی کے خواہشمندوں اور قومی ترقّی کے دلدادوں کا فرض ہے کہ ترقّی تعلیم کے وسائل کو ڈھونڈیں اور اس پر عمل کریں - اہل اسلام کو غفلت اور سستی کے گڑھے سے نکالنے کے لئے جناب ممدوح نے فرمایا کہ خاص اسلامی یونیورسٹی کے قائم کرنے کی بڑی بھاری ضرورت ہے - اور اس ضرورت کے پورا کرنے کے لئے تمام خیرخواہانِ قوم کو متّفق ہوکر تہِ دل سے کوشش کرنی چاہیئے - فرمایا کہ اسلامی یونیورسٹی سے ہی اسلام کی بریّت اور چھٹکارا ہوسکتا ہے - اور اس بڑی بھاری ضرورت کے پورا کرنے کے لئے فرمایا کہ ایک کروڑ روپیہ جمع کرنا چاہیئے - اور خیرخواہان اور خادمانِ قوم سے اپیل کی کہ اِس رقم کے پُورا کرنے کی کوشش کریں - جس کے بغیر وہ قومی فرائض سے سبکدوش نہیں ہوسکتے - اس تقریر کے فقروں سے صداقت ٹپکتی تھی - خیالات میں آمد تھی نہ کہ آورد - اور اِس باعث ہر ایک فقرہ پُرتاثیر معلوم ہوتا تھا ٭

اِس اجلاس میں علاوہ ڈیلیگیٹان کے بہت سے جلیل القدر وزیٹران بھی رونق افروز تھے - جیسے گورنر بمبئی - لفٹنٹ گورنر صوبجات متّحدہ - سر ماورڈ ونسنٹ صاحب ممبر پارلیمنٹ

اور نواب صاحب لوہارو۔ نواب صاحب جاورہ اور کرنل سر ڈیویڈ بار صاحب رزیڈنٹ حیدر آباد دکن اور مسٹر جے۔ پی ہوئیٹ صاحب سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔ لارڈ کچنر صاحب بہادر کمانڈر انچیف ہند نے بھی رونق افروز ہونے کا وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن بوجہ خاص کام آپڑنے کے وہ اس وعدے کو پورا نہ کرسکے چنانچہ جناب ممدوح نے بذریعہ ایک خط کے معافی چاہی۔ وہ خط وہاں پڑھا گیا۔ منتظمان کو مبارک باد ہے کہ کمال انتھک محنت اور کوشش سے اُنہوں نے کانفرنس کا ایسا حسب دلخواہ عمدہ انتظام کیا۔ دیگر اجلاس میں ضروری ریزولیوشن پاس کیئے گئے۔ لیکچر پڑھے گئے۔ موزوں نظمیں سُنائی گئیں۔ اور تعلیمی ترقی کے متعلق ضروری تجاویز بعد غور پاس کی گئیں ❊

کیمپ ہائے مہاراجگان کی سیر

کیمپ مہاراجہ کشمیر۔ یہ کیمپ چبوترہ دربار سے سوا میل اور ریلوے سٹیشن آزاد پور سے صرف نصف میل پر ہے۔ بڑا وسیع ہے۔ ساتھ ہی رزیڈنٹ کا بھی کیمپ ہے۔ آس پاس خوبصورت جنگلے سے محدود ہے۔ باغ۔ سبز گھاس ہے۔ سڑکوں پر سُرخ ریت ابرک ملی بچھی ہے۔ دن کو دھوپ سے اور رات کو برقی روشنی سے ابرک خوب چمکتے ہیں۔ نو نو فٹ کے دو دراز قامت آدمی۔ بڑے عجوبہ ہیں۔ صبح سے شام تک اِس کیمپ میں اِن آدمیوں کی وجہ سے ایک میلہ سا لگا رہتا ہے۔ لوگ آتے ہیں اور دیکھتے ہوئے سیر نہیں ہوتے۔ ایک آدمی تو چالیس سالہ ہوگا پنجابی نژاد۔ اور دوسرا بست سالہ کشمیری ❊ ہر دو کو سرکار مہاراجہ سے وردی ملی ہوئی ہے۔ سات، سات سیر بقول ملازمان مہاراجہ صاحب اناج۔ گوشت۔ میوہ اور چاول ہر ایک کی خوراک ہے۔ بااین ہمہ بہت موٹے تازے نہیں۔ یہ بھی سُنا ہے کہ علاوہ اِس کے ان کو ایک ایک روپیہ یومیہ تنخواہ نقد ملتی ہے۔ یہ بیٹھے ہوں

توکھڑے ہوئے آدمی اِن کے قریب قریب برابر ہوتے ہیں - یہی ایک کیمپ ہے - جس میں زائرین کی مرادیں پوری کی جاتی ہیں - کیمپ کی آراستگی میں قابلیت خرچ کی گئی ہے صفائی خاطر خواہ عمدہ ہے - ارکانِ دولت و ممبرانِ کونسل خان بہادر منشی غلام احمد خاں صاحب مشیر مال اور رائے بہادر لالہ نرائنداس جی صاحب ممبر جوڈیشل - رائے صاحب دیوان پنڈت دیا کشن کول صاحب ایم - اے پرائیویٹ سکرٹری سری حضور - اور خود راجہ صاحب بہادر دام اقبالہٗ - سر راجہ امر سنگھ صاحب بالقابہٗ جیسے بیدار مغز اور منتخب روزگار منتظم جو ٹھیرے - مَیں جس شام کو دیکھنے گیا - ایک چبوترے پر جو دیوان معلّے کے مقابل فاصلے پر ہے - انگریزی باجہ بڑی خوش آہنگی سے بج رہا تھا - اور گاڑیوں کے آؤ جاؤ کی بھرمار ہو رہی تھی *

خیمۂ دربار اعلےٰ اور قیمتی سامان سے آراستہ کیا گیا ہے - چھت - فرش اور تمام دیواروں کو قیمتی زرنگار دو شالوں سے منڈھوا دیا ہے - اِس کمرے کا برآمدہ ۷۰ × ۷۰ یا ۴۹۰۰ فٹ مُربّع ہے - اور اندرونی ہال ۷۰ × ۵۰ یا ۳۵۰۰ فٹ مُربّع ہے - اور خالص چاندی کی ۸۰ چوبوں پر ایستادہ ہے - سب سے بڑی چوب ۲۵ فُٹ بلند ہے اور اُس کا قطر ۸ انچ ہے - چوبوں کے سروں پر سونے کے کلس ہیں - دربار ہال میں ۵ کُرسیاں چاندی کی ہیں جن میں دو سونے کی بھی ہیں - اور ایک سو کُرسی خاص گدّوں سے آراستہ نرالی وضع لئے دربار کو سجا رہی ہیں - کیمپ میں نہریں چلتی ہیں - اس لئے پانی بافراط ہے رات کو برقی روشنی کا بڑا اعلےٰ انتظام ہے - سُوئی گرتی ہوئی نظر آئے - ایک لاکھ بیس ہزار لیمپوں کی طاقت کی روشنی ہوتی ہے - سوا لاکھ روپے کی لاگت سے یہ انتظام کیا ہے - بعض رؤسا نے ان سے روشنی عاریتہً لی ہے یا قیمتاً خرید کی ہے *

مہاراجہ صاحب کے کیمپ میں دو ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ بیان کی جاتی ہے - کُل اخراجاتِ سجاوٹ وغیرہ کا تخمینہ مشکل ہے - مگر ایک آدمی کیمپ کا کہتا تھا کہ دس لاکھ روپیہ

صرف ہؤا ہے۔ اگرچہ مہاراجہ صاحب کا نمبر انڈیا میں تیسرا مانا گیا ہے مگر بلحاظ اپنی فیاضی اور دریادلی کے یہ سب سے فسٹ گننے جانے کے قابل ہیں۔ سر راجہ امر سنگھ صاحب بالقابہ مہاراجہ صاحب کے برادر عزیز ہیں ان کے دہ سالہ فرزند کی جنہیں ابھی سے انگریزی طریق معاشرت کے مطابق تربیت کی جا رہی ہے۔ حضور مہاراجہ صاحب سے کمال اُلفت ہے۔ اسی ہونہار خوش قسمت کو ہی ولیعہدی کا اعلےٰ منصب حاصل ہے ✦

مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا کیمپ بھی قابل دید تھا۔ سبز گھاس خیابانوں میں اُگی تھی۔ سڑکوں پر سُرخ رنگ ابرک آمیز۔ کیاریوں میں رنگ برنگ کی شیشیاں باقرینہ لگائی گئی تھیں۔ جو سُورج کی کرنوں اور رات کی برقی روشنی سے بمعہ عکس اُن کانچ یا بلّور کے رنگین لٹوؤں کے جو جنگلے میں ہر طرف صدہا لٹک رہے تھے ایک عجیب نظارہ پیدا کرتے تھے۔ شیشیوں پر کرنوں کے گرنے سے ایسا معلوم ہوتا کہ گویا یہ جواہرات کا فرش ہے پانی کا فوّارہ میدان میں چھُوٹ رہا تھا۔ چھوٹا سا پُر تکلّف گرنتھ صاحب کے لئے دھرمسالہ بھی بنا تھا۔ جہاں خود بہ نفسِ نفیس مہاراجہ صاحب پاٹھ کیا کرتے ہیں۔ دربار ہال میں ہم کو کسی نے جانے نہیں دیا۔ اس لئے محض بیرونی حالات پر اکتفا کی گئی ✦

نوّاب صاحب مالیر کوٹلہ کے کیمپ میں ہر ایک شخص کو آزادی سے چلنے پھرنے اور دیکھنے بھالنے کی اجازت تھی۔ اور کیمپ تھا بھی بہت قابل تعریف۔ دربار ہال پُر تکلف بھی تھا اور وسیع بھی۔ جو لوگ دیکھ کر آتے۔ نواب صاحب پر صد ہزار آفرین کرتے۔ کہ اُنہوں نے فضول بندش نہیں کی، اور صدہا کوس سے آئے ہوئے زائرین کی مُرادیں پوری کیں۔ الحق خوبصورتی محض دیکھنے سے کم نہیں ہو جاتی ✦

نواب صاحب بہاولپور کی ڈیوڑھی دو منزلہ پُر شان تھی۔ لکڑی کے کام پر کپڑا رنگین لگایا گیا ہوگا۔ اسی طرح **مہاراجہ صاحب نابھہ** اور **جیند** کی ڈیوڑھیاں تھیں۔ **مہاراجہ کالنشی** کی بھی تقریباً ایسی ہی تھی۔ مہاراجہ جیند کا راج مندر سفید

گنبد دار تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سنگ مرمر کا بنا ہے۔ **مہاراجہ صاحب بڑودہ** کی سونے کی ٹھوس توپیں چاندی کی گاڑیوں پر چڑھی کھڑی تھیں۔ ان کے دیکھنے کے واسطے بھی ازدحام عوام تھا۔ توپوں پر راج کا پہرہ لگا تھا۔ یہ توپیں اور گاڑیاں فی الواقع عجوبۂ روزگار ہیں۔ اور کوئی بادشاہ اس قدر زر خطیر محض نمائش کے لئے کیوں خرچ کرنے لگا۔ **لارڈ لینسڈون** صاحب وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے جب لاہور میں دربار کیا تھا تو یہ توپیں لاہور میں بھی لائی گئی تھیں اُس وقت بھی میں نے انہیں دیکھا تھا۔ اب قند مکرر کا مزہ حاصل کر لیا ٭

اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ کے مہاراجگان کے **کیمپ** جنوبی پنجاب ریلوے لائن کے پاس تھے ٭

سرحدی اور بلوچی سرداروں کے کیمپ پنجاب کیمپ سے ملصق تھے ٭

نیپال کیمپ علی پور روڈ پر تھا۔ اور **جاپان کیمپ** حضور لارڈ کچنر صاحب کمانڈر انچیف کے کیمپ کے محاذ میں تھا ٭ **برہما۔ بنگال** اور **آسام کیمپ** اپنی وضع کے نرالے تھے۔ برہما کیمپ علی پور روڈ سٹیشن کے قریب پھاٹک پر برہمی ملک کے دو شیر بنائے گئے تھے۔ شامیانوں کی آرائش قابل دید ہے ٭

راجپوتانہ کیمپ روہیلہ سرائے ریلوے سٹیشن کے پاس کوئی نصف میل کے فاصلے پر ہے۔ **مہاراجہ جے پور** کے کیمپ کا دروازہ عالیشان ہے۔ اور اندر دو سنگ مرمر کے فوارے چھوٹ رہے ہیں۔ **مہاراجہ صاحب جودھ پور** اور **مہارانا صاحب اُودے پور** کے کیمپ بھی قریب ہیں۔ قابل دید ہیں۔ **مہاراجہ دھول پور** کا کیمپ بھی یہیں ہے۔ ہمارے دوست سردار بہادر **بھگت سنگھ جی** اس ریاست میں جلیل القدر منصب پر سرفراز ہیں۔ چین چبوترہ دربار جلسہ اعلان کارونیشن کے سوا پھر میں باوجود کوشش اُن سے ملنے کی فرصت نہیں نکال سکا ٭

اسی موقع پر ممالکِ متوسّط - صوبۂ برار - ملک میسور اور بڑودہ کے کیمپ ہیں ٭ رؤسائے صوبۂ بمبئی اجمیری دروازے کی راہ گوڑگانوہ کی طرف جائیں تو چبوترہ دربار سے ۱/۲ ۶ میل کے فاصلے پر ہیں ٭

کیمپ نظام حیدرآباد - یہ لڈلو کیسل کی کوٹھیوں میں واقع ہے - پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کوٹھیوں کے کرائے میں اُٹھا ہے - کوٹھیوں کے عقب میں اصطبل ہے جہاں **حضور نظام** کے عمدہ دو سو گھوڑے کھڑے ہیں - فرودگاہ دروازہ اتنا بلند ہے کہ اُسے دیکھ کر اجمیر کی درگاہ کا دروازہ یاد آتا ہے - دونو طرف پہرہ داروں کے لئے مکان بنے ہیں - کیمپ کا باغ اچھے پیمانے کا ہے - جا بجا پانی کے نلکے لگے ہیں - کشمیری دروازہ اِس کیمپ کے بہت نزدیک ہے - نمائش گاہ - کرزن ہوٹل - میڈن ہوٹل - موٹو کار گاڑیوں کے فروخت کی دُکان یہ سب اس کے قریب ہیں موٹو کار گاڑیاں غالباً ایک یا دو ہی بکی ہیں - ایک انگریز کسی کمپنی کی طرف سے ۱۳ گاڑیاں بمرادِ فروخت لایا تھا ٭

پریس کیمپ

حضور کمانڈر انچیف کے کیمپ سے یہ کیمپ قریب تر ہے - چبوترہ دربار سے تین میل - اسی کیمپ کے قریب اُن قائم مقام سرداروں اور افسروں کے کیمپ ہیں جو ممالکِ غیر سے تشریف لائے ہیں اور سرکاری مہمان ہیں - مندرجۂ ذیل ولایتی اور دیسی اخبارات نے اپنے قائم مقام یہاں روانہ کئے ہیں :-

(۱) لنڈن ٹائیمس - (۲) ڈیلی ٹیلیگراف - (۳) ڈیلی میل - (۴) دی اسپنسر - (۵) دی گریفک - (۶) منچسٹر گارجین - (۷) پائنیر - (۸) انگلشمین ٭ (۹) ٹائمس آف انڈیا (۱۰) سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور - (۱۱) بمبئی گزٹ - (۱۲) ایڈووکیٹ آف انڈیا - (۱۳) مدراس میل - (۱۴) انڈین ڈیلی نیوز - (۱۵) اسٹیٹس مین - (۱۶) رنگون ٹائمس -

(۱۷) رنگون گزٹ - (۱۸) مورننگ پوسٹ - (۱۹) وائس آف انڈیا +

ہندوستانی اخبارات کا کیمپ گورنمنٹ پریس کی سڑک کے مقابل ہے -

چند مدعو دیسی اخبارات کے نام یہ ہیں :-

(۱) اودھ اخبار - (۲) ایڈووکیٹ لکھنؤ - (۳) کائستھ سماچار الہ آباد - (۴) پیسہ اخبار لاہور (جناب مولوی محبوب عالم صاحب و مولوی عبدالعزیز صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار کا نیاز راقم کو جناب خواجہ تصدق حسین صاحب بی - اے میر منشی پنجاب گورنمنٹ کے کیمپ میں حاصل ہوا تھا - پھر نہیں مل سکا) - (۵) امرتا بازار پتر کا - (۶) بنگ باسی کلکتہ - (۷) وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ - (۸) بھارت جیون بنارس وغیرہ +

کیمپ حضور وائسرائے صاحب

یہ کیمپ اپنی رونق میں اپنی نظیر آپ ہے - فلیگ اسٹاف کے قریب کی پہاڑی سے ایک نہایت خوشنما سڑک پچاس فٹ چوڑی اس کیمپ کو جاتی ہے - دُور سے اگر اس کیمپ کو دیکھیں تو سامنے کے درختوں کی اوجھل میں بڑا خوش منظر معلوم ہوتا ہے جو سڑک اِس کے پاس سے گزری - اُس پر نہایت سہاونے اور دل خوش کُن باغیچے لگائے گئے ہیں جو تقریباً ایک سو فُٹ کے چوڑے ہیں - اور یہاں پر اعلےٰ قسم کے درخت اور پودے نصب کئے گئے ہیں - باغیچے کے عقب میں دُور تک خیموں کی قطاریں چلی گئی ہیں - جن کا نظارہ پُرشوکت معلوم ہوتا ہے - اِس کیمپ میں ۱۴۵۰ خیمے لگائے گئے ہیں - سڑک کے اوپر کے حصّے کی طرف چار نہایت عالی شان اور خوبصورت شامیانے ہیں - اور ہر شامیانہ ۱۰۸ × ۶۰ فٹ چوڑے ۲۰ فٹ بلند ہیں - ایک ملاقاتی کمرہ ۸۸ × ۳۶ فٹ چوڑا اور ۲۰ فٹ اونچا ہے - اور اسی کمرے میں حضور وائسرائے اور لیڈی کرزن نے بمع

اپنے معزز مہمانوں کے دعوت کھائی۔ یہ مہمان تعداد میں ۱۲۵ ہیں۔ تمام کیمپ بجلی کی روشنی سے دن کی طرح روشن معلوم ہوتا ہے۔ تمام سڑکوں کے چبوتروں پر بھی برقی روشنی کا انتظام خاطرخواہ کیا ہے کہ آنے جانے والے کسی قسم کی تکلیف نہ اُٹھا سکیں۔ اسی کیمپ کے پاس ہی ڈیوک آف کناٹ کا عالیشان کیمپ ہے جس کی کوٹھی پختہ قابل دید ہے۔

حضور لارڈ کچنر صاحب کمانڈر انچیف ہند کا کیمپ

اِس پُرشکوہ کیمپ میں حضور ممدوح کے قیام کے لئے چھ بڑے خیمے کھڑے کئے ہیں۔ **ملاقات کا کمرہ** ۲۰×۳۲ فٹ مُربع میں واقع ہے۔ اِس کی چوبیں سُنہری کام کی ہیں۔ اندر کی چھت بالکل طلائی کام سے آراستہ کی گئی ہے۔ اور سبز و نیلے ریشمی کپڑوں سے اُسے سجایا گیا ہے۔ چاروں طرف کے راستوں پر شاہانِ مُغلیہ کے عہد کی عمارتوں کی طرز پر نہایت نفیس محرابیں بنائی گئی ہیں جن میں سے ہوکر مختلف کمروں میں جانے کا راستہ ہے زمین کا فرش اعلٰے درجے کی قالینوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔ ملاقاتی کمرے سے کھانا کھانے کے کمرے میں جانے کا راستہ بنایا گیا ہے۔ اس کی زیبائش بھی ہر طرح دلکش ہے۔

ایمفی تھیٹر

اِس شاہی دربار کے چبوترے کو قبل از دربار دیکھنے کے لئے راقم بمعہ رفقاء کیمپ لائٹ ریلوے کے ذریعے گیا۔ اور یہ بہت سا روپیہ خرچ کرکے گھوڑے کی نعل کی شکل پر بنایا گیا ہے۔ باہر سے دیکھو تو سنگِ مرمر کا صاف عالی شان مکان معلوم ہوتا ہے۔ مگر کھریا مٹی کے باعث سفید نظر آتا ہے۔ پشمینے کے قیمتی کپڑوں اور مخمل اور سُرخ بانات سے

اس کے فرش کو جس کے نیچے بورئے کا فرش ہے سجایا گیا ہے جس میں ۱۲ ہزار نشستوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ اُسکی چھت اگرچہ سفید رنگ کی اندر سے بھی ہے مگر سرخ فرش کے عکس سے نیم گلابی یا پیازی رنگ کی جھلک دیتی ہے۔

خاص وائسرائے و ڈیوک آف کناٹ کی نشستوں سے کسی قدر آگے ایک بلند اور پُرشان چبوترے پر ہے۔ جس کے فاصلے کو ایک سائبان کے ذریعے ملایا گیا ہے اور اس پر ایک بلند اور خوش قطع گنبد بنایا گیا ہے۔ تمام درباری لوگ ۱۰ بجے تک اپنی اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھ جائینگے۔ جو درباری مختلف صوبوں سے آئینگے۔ اُن کے صوبے کے لفٹنٹ گورنر اُنہیں بٹھائینگے۔ والیانِ ملک میں جن کا رتبہ سب سے چھوٹا ہے وہ پہلے آئیگا۔ اور اس کے بعد اوپر کے سلسلہ سے ترتیب وار آتے جائینگے۔ سلامی اُن کے آنے پر ہوگی۔ سب سے بعد نظام حیدرآباد۔ پھر ڈیوک آف کناٹ معہ ڈچز صاحبہ اور اُن کے بعد حضور لارڈ کرزن بمعہ لیڈی صاحبہ۔ پھر کارروائی دربار کی فوراً شروع ہو جائیگی ✤

خیمہ گاہِ اعلےٰ افسران

مکانات جو حکّام کے رہنے کو بنائے گئے بمعہ چبوترہ دربار اُن سب پر سرکاری صرف تخمیناً پچیس لاکھ آیا ہے۔ غالباً باستثنائے بعض کے یہ مکانات عارضی ہیں ✤

فہرستِ مکانات اعلےٰ حکّام یہ ہے:۔

(۱) فیلڈ شفاخانہ	(۶) رسد کا ڈپو	(۱۱) پائنیر کا دوسرا ڈویژن	(۱۶) کمانڈر انچیف اور لفٹنٹ جنرل
(۲) کیولری ڈویژن	(۷) اوّل بریگیڈ	(۱۲) ،، اوّل ،،	(۱۷) گورنر مدراس
(۳) بدلی کی سرائے	(۸) دوم بریگیڈ	(۱۳) سفرمینا	(۱۸) لفٹنٹ گورنر بنگال
(۴) رائل فیلڈ آرٹلری	(۹) سوم بریگیڈ	(۱۴) اگزکٹو کمیٹی	(۱۹) ،، ممالک متحدہ
(۵) والنٹیر	(۱۰) اسٹاف	(۱۵) گورنر بمبئی	

(۲۰) لفٹنٹ گورنر پنجاب	(۲۶) چیف کمشنر آسام	(۳۳) ایجنٹ بلوچستان
(۲۱) ″ ″ برہما	(۲۷) ″ ممالک متوسط	(۳۴) رزیڈنٹ بڑودہ
(۲۲) ″	(۲۸) رزیڈنٹ حیدر آباد	(۳۵) ہاسپٹل
(۲۳) سنٹرل ٹیلیگراف اور	(۲۹) ″ میسور	(۳۶) برٹش پریس
سنٹرل پوسٹ آفس	(۳۰) ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ	(۳۷) ہندوستانی پریس
(۲۴) ڈی۔ جی ٹیلیگراف	(۳۱) ″ سنٹرل انڈیا	(۳۸) امپیریل کیڈٹ کور
(۲۵) پوسٹ ماسٹر جنرل	(۳۲) ″ شمال مغربی سرحدی صوبہ	(۳۹) ایجوکیشنل کیمپ

نمائش گاہ کی سیر

۳۰ دسمبر ۱۹۰۲ء کو حسب قرارداد نمائش گاہ صنعت و حرفت یعنی فائن آرٹس اگزبیشن کا افتتاح ہؤا۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے ۱۱½ بجے نمائش کے مکان پر پہنچے۔ جو ایک عالیشان عمارت عارضی طور پر بنائی گئی تھی۔ اُن کے تشریف لانے سے پہلے والیانِ ریاست اور اعلےٰ حکاّم پہنچ کر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ چکے تھے۔ عمارت کے چبوترے پر جو اُس کے تینوں بڑے دروازوں کے نیچے تھا بڑی محراب کے نیچے حضور وائسرائے، ڈیوک و ڈچس آف کناٹ۔ گرینڈ ڈیوک آف ہیسنی اور گورنران و لفٹنٹ گورنران صوبجات۔ کمانڈر انچیف۔ خانِ قلات اور بعض والیانِ ریاست مثل حضور نظام و مہاراجہ سر پرتاب سنگھ آف ایدر وغیرہ کی نشست تھی۔ پہلوؤں کے دونو محرابوں کے نیچے بہت سے دیگر والیان ریاست معہ اعلےٰ درجے کے رئوسا کے بیٹھے ہوئے تھے۔ مہاراجہ صاحب کشمیر کے ہمراہ سر راجہ امر سنگھ اور راجہ صاحب پونچھ بھی تشریف لائے تھے۔ جو اُن کے پیچھے کی نشستوں میں بیٹھ گئے۔ مہاراجہ صاحب کے سکرٹری اور ممبرانِ کونسل اُن کے سامنے

کے ستون کے قریب کھڑے ہو گئے۔ حضور نظام جو عین وسط میں حضور وائسرائے کے پیچھے بیٹھے تھے۔ اُن کے پیچھے اُن کے ولیعہد کی کرسی تھی۔ حضور نظام آج بھی اُسی سادے لباس میں تشریف لائے تھے کہ جس میں ہاتھیوں کے جلوس میں گزرے تھے۔ ان کے سر پر صندلی رنگ کا عمامہ اور سنہری کلغی تھی اور اُن کے صاحبزادے کے سر پر زرد عمامہ تھا۔ باقی سب لباس انگریزی وضع کا تھا۔ اُن کے چہرے سے جلال شاہی نمایاں تھا۔ اُن کے ایڈیکانگ میجر افسر الدولہ اُن کے پیچھے کھڑے تھے اور اُن کے باڈی گارڈ کے افسروں کا لباس زرد تھا۔ خانِ قلات کے ہمراہ اُن کا بھائی تھا۔ ایک پہلو میں سفیر کابل بھی بیٹھے تھے۔ مگر غالباً اِس وقت یہ بطور قائم مقام کابل شریک نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ اُن کی نشست بیچ کے محراب کے نیچے ہوتی۔ پہلوؤں میں کئی برہمنی راجے مہاراجے بھی علاوہ والیان ریاست ہائے ہند کے بیٹھے تھے۔ جن کے متنوّع اور نرالے لباس عجیب دلکش معلوم ہوتے تھے۔ اس چبوترے کے مقابل میں کچھ جگہ بصورت نصف دائرہ مہمانانِ حضور وائسرائے کے لئے ریزرو رکھی گئی تھی۔ اُن کے پیچھے چاروں طرف کرسیوں کی قطاریں اُن لوگوں کے لئے تھیں جن کے ٹکٹ پانچ پانچ روپے کے تھے۔ اور اُن کے پیچھے تین تین روپے کے ٹکٹ والے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ سب ٹکٹ تین ہزار تماشائیوں کے لئے چھاپے گئے تھے۔ تماشائیوں میں زیادہ تر انگریز اور یورپین لیڈیاں تھیں جو (۱) یا تو بذریعہ عارضی ریلوے کے کشمیری دروازے تک پہنچ کر وہاں سے پیدل قدسیہ گارڈنس کو کرکٹ گراؤنڈ کے پچھلے طرف سے آتے تھے۔ (۲) یا قبرستان نکلسن کے مقابل علی پور روڈ اور داخلہ قدسیہ گارڈنس کی راہ سے۔ ان لوگوں کی گاڑیاں نمائش کے مشرق کی طرف ہنتی اور باغ میں کھڑی کی جاتی تھیں۔ مگر جو لوگ شہر سے آتے تھے۔ وہ کشمیری دروازے کے قریب اپنی گاڑیاں چھوڑ کر راستہ (۱) سے پیدل جاتے تھے۔ والیان ریاست اور حضور وائسرائے کی گاڑیاں نمائش کے مغربی طرف سے آئیں۔ حضور وائسرائے معہ لیڈی کرزن

اور ڈیوک وڈچس آف کناٹ جب ½ ۱۱ بجے پہنچے تو گارڈ آف آنر نے علی پور روڈ پر سلامی اُتاری۔ اُس وقت قومی راگ یعنی نیشنل اینتھم بجایا گیا تھا۔ اور تمام والیانِ ریاست اور دوسرے تماشائی سرو قد کھڑے ہوگئے تھے۔ انگریزوں نے تو ٹوپیاں اُتار لی تھیں۔ گویا قومی گیت کو سلام کر رہے تھے مگر جن والیانِ ریاست مثل حضور نظام وغیرہ نے پگڑیاں باندھی ہوئی تھیں وہ اپنے ہاتھوں کو سروں تک لے جا کر فوجی سلام کی صورت میں کھڑے رہے تھے۔ یہی صورت فوجی افسران مثل لارڈ کچنر وغیرہ کی نظر آتی تھی۔ کہ جن کے سروں پر فوجی ٹوپیاں تھیں۔ البتہ یورپین لیڈیاں یونہی سرو قد کھڑی تھیں۔ ڈاکٹر والٹس ڈائرکٹر نمائش اور کمیٹی مبصرین نمائش نے حضور وائسرائے کا استقبال کیا۔ اور جب وہ آکر اپنی جگہوں پر متمکن ہوئے تو ڈاکٹر والٹس نے ان سے درخواست کی کہ وہ نمائش گاہ کی افتتاح کی رسم ادا کریں۔ اس پر حضور وائسرائے نے کھڑے ہو کر قریب نصف گھنٹہ کے تقریر فرمائی۔ اُن کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا کاغذ تھا جس پر نوٹ لکھے ہوئے ہونگے جس پر وہ کبھی کبھی نظر مار لیتے تھے۔ لارڈ کرزن بڑے جہیر الصّوت آدمی ہیں۔ اُن کی آواز دُور تک بڑی صفائی سے سُنی جاتی تھی۔ جس قدر اس تقریر سے نوٹ ملے۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

لارڈ کرزن بہادر کی تقریر نمائش گاہ میں

"ہمارے وزیٹروں میں سے بہت کم لوگ یقین کرینگے کہ سوائے درختوں کے باقی تمام اشیا جو آج ہم یہاں دیکھ رہے ہیں یہ صرف گذشتہ آٹھ مہینوں میں تیار ہوئی ہیں۔ اپریل گذشتہ میں جب میں نمائش گاہ کی تیاری کا حکم دینے یہاں آیا تھا تو اشیاے موجودہ یعنی اس عمارت وغیرہ کا یہاں نام ونشان بھی نہ تھا۔ اور اب بھی ہر چند کہ یہ مکانات وغیرہ بہت جلد یہاں سے محو ہو جائینگے۔ مگر اس نمائش سے جو اثر پیدا ہوگا۔ یقین ہے۔ کہ وہ

جلدی فراموش نہ ہوگا۔ میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نمائش فنون نفیسہ کیوں قائم کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ میں نے اس ملک میں پہنچ کر شروع سے ہی اس ملک کی صنعت و حرفت پر غور کرنا شروع کیا۔ جب دربار دہلی کا فیصلہ ہو چکا کہ جس میں شہنشاہ معظم کی تاجپوشی کی رسم عمل میں آنے والی تھی۔ کہ جس میں تمام ہندوستان کے والیانِ ریاست اور رؤسائے عظام اور ہر درجہ کے شرفا شامل ہونے والے تھے تو مجھے خیال ہؤا۔ کہ اب وقت ہے کہ ہندوستان کی حرفتوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ یا اُن کے زوال کے روکنے کی تدبیر کیجائے۔ مَیں نے ڈاکٹر والٹس کو مدد کے لئے طلب کیا۔ اور آپ لوگ اس مکان کے اندر جو کچھ دیکھوگے وہ سب کچھ ڈاکٹر والٹس اور اُن کے نائب مسٹر پرسی براؤن کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جنھوں نے ہزارہا میل ہندوستان کے ہر حصّے میں سفر کر کے یہ دستکاری کے نمونے کاریگروں کو دے کر اُن کی نقلیں بنوائیں۔ اور جہاں جہاں روپیہ کی ضرورت تھی خرچ کر کے بہترین نمونے ہندوستانی دستکاری کے فراہم کئے۔ میں نے اس نمائش کے لئے تین شرائط قائم کرائی تھیں ؛۔

اوّل یہ کہ صرف آرٹس کی نمائش ہوگی۔ اس میں معمولی پیداواروں کو دخل نہیں ہوگا کیونکہ اس قسم کی ایک بڑی نمائش کلکتہ میں ہے۔ (عجائب گاہِ کلکتہ کی طرف اشارہ ہے ؛)

دوسری شرط یہ تھی کہ اس میں کوئی چیز یورپین یا نیم یورپین اصل کی نہ ہوگی جیسے کہ شیشے اور ٹین اور چمکدار کاغذ کے کھلونے وغیرہ۔ ہندوستان کے اپنے آرٹس بہت عمدہ ہیں ؛

تیسری شرط یہ تھی کہ صرف سب سے اچھّی چیزوں کو اس نمائش میں جگہ دی جائے جو خوبصورت۔ عجیب اور نرالی ہوں۔ ہندوستانی وضع کی ایسی چیزیں نہ ہوں جو برمنگھم سے مل سکتی ہیں۔ یا شاید وہیں بنائی بھی جاتی ہیں۔ لکڑی۔ ہاتھی دانت

ریشم - قالین اور دھاتوں کی قسم کی ایسی عمدہ حرفت کاری ہو - جیسی کہ آپ یہاں دیکھینگے +

یاد رکھیں کہ یہ نمائش ہی بازار نہیں ہے جہاں ہر قسم کی سستی چیزیں بھی مل سکیں - چونکہ آج کل ہندوستان میں ٹیسٹ خراب ہو رہا ہے - ہم نے زمانۂ گذشتہ کے بہترین نمونے جمع کئے ہیں جو مستعار کالکشن (مجموعہ) میں پائے جائینگے - یہ ہندوستان کے والیانِ ریاست کی فیاضی سے ، ہمیں حاصل ہوئے ہیں - بعض اِن میں سے ہندوستان کے عجائب خانوں سے بھی جمع کئے گئے ہیں - اور بعض کنگسٹن (انگلستان) کے ہندوستانی عجائب خانے سے بھی منگوائے گئے ہیں - ہندوستان کا آرٹ غیر ممالک کے خیالاتِ مستعار لینے سے ترقی نہیں کریگا - بلکہ یہاں کے کاریگروں کے لئے اصلی خیالات سے - اس زمانے میں سستی چیز کو عمدہ چیز سے بہتر سمجھتے ہیں - اور بد خوبصورت کو مضبوط سے - اسی وجہ سے پُرانی حرفتیں اور دستکاریاں ہمیشہ کے لئے معدوم ہو رہی ہیں - کوئی قومی آرٹ قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ قومی ضرورت کو پورا نہ کرے +

یقین ہے کہ یہ نمائش ایک آبجکٹ لیسن (سبق آشیا) کا کام دیگی - اس کو کھولنے سے مقصود یہ دکھلانا ہے کہ ہندوستان ابھی کیا کچھ کر سکتا ہے - ابھی یہاں کے دستکار کیا کچھ عجائبات طیار کر سکتے ہیں - ہمیں کلکتہ یا بمبئی کی یورپین دُکانوں کی طرف بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے - ہندوستان کی بہت سی دُکانوں اور گھروں میں ایسی آرٹسٹک (کاریگری) کی چیزیں مل سکتی ہیں ، جو ابھی اپنا ثانی نہیں رکھتیں - میں نے اسی غرض سے یہ نمائش قائم کی ہے - اور اُمید ہے کہ یہ اُس پٹریاٹک (حُبّ الوطنی) مقصد کو پورا کریگی کہ جس کے لئے اِسے قائم کیا گیا ہے - اور میں اس وقت سے اسے مفتوح کر دینے کا اعلان کرتا ہوں +"

اِس پر حضور وائسرائے اور والیانِ ریاست ہائے ہند معہ اپنے رئیسوں اور

اہل کاروں کے نمائش کے اندر چلے گئے۔ اور چیزوں کو دیکھتے اور اُن کی تعریف کرتے رہے۔ ½ ۱۲ بجے حضور وائسرائے تشریف لے گئے۔ اُس وقت دوسرے ہزارہا تماشائی آئے کہ جن کے پاس ٹکٹ معائنہ رسم افتتاح تھی۔ اندر داخل ہو کر نمائش دیکھنے لگے۔ اس بیش قیمت مجموعے میں ہندوستان کے چابکدست صنّاعوں نے عجیب شعبدے اپنی کاریگریوں کے دکھلائے ہوئے تھے *

(بقیہ نمائش گاہ کی سیر)

کشمیری دروازے کے باہر قدسیہ باغ میں یہ عالیشان عمارت ۲۵۰ فٹ لمبی اور ۱۹۰ فٹ چوڑی سربفلک کشیدہ انڈے کی طرح سفید تیار ہوئی ہے۔ گویا سنگ مرمر کی ہے اور سانچے میں ڈھلی ہے۔ جیساکہ اس عمارت کو عجائب وغرائب اشیا کی نمائش کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ ویسے یہ عمارت فن عمارت کا ایک اعلےٰ نمونہ بجائے خود عجیب ہے۔ کُل لکڑی کا کام۔ اور اُس پر کھڑیا کا۔ اور یہ عمارت عارضی ہے۔ جب نمائش اشیا بند ہو جائیگی۔ تو یہ منہدم کر دی جائیگی۔ سامنے کا عالیشان پھاٹک آسمان سے باتیں کرتا ہے۔ اس کا انتظام ایک اعلےٰ درجے کے لائق کے ہاتھ میں تھا یعنی ڈاکٹر واٹس صاحب کے۔ جنھوں نے چار مہینے سارے ہندوستان میں پھر پھرا کر نہایت ہی اعلےٰ اور قیمتی اشیا۔ کروڑوں روپیہ کے جواہرات اور زیورات جمع کئے ہیں۔ دو چھوٹے کمرے تو محض جواہرات کی نمائش کے تھے۔ یہ نمائش ۳۰ دسمبر ۱۹۰۲ء دوپہر کو کھولی گئی۔ حضور وائسرائے نے مہاراجگان و والیانِ ملک کے روبرو یہ نمائش افتتاح فرمائی۔ فرمایا کہ "یہ کُل سامان صرف ہندوستانی صنعت کا ساختہ جمع کیا گیا ہے جو ابھی تک مرنہیں گئی ہے۔ مہاراجگان کو اپنی ملکی صنعت وحرفت کی اشیا کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہیئے اور اسی سے سجاوٹ کرنی چاہیئے" *

اِس نمائش گاہ کے بیچ کا کمرہ ۲۴۰ فٹ لمبا اور ۸۰ فُٹ چوڑا ہے۔ نہایت خوشنما تین قطاریں سفید ستونوں کی ہیں۔ دیواروں پر اعلےٰ درجے کے مخملی قالین لٹکائے گئے ہیں

۳۱ دسمبر کو ایک روپیہ فی کس دیکھنے کا ٹکٹ تھا۔ راقم بمع اور پانچ ہمراہیوں کے ۱۲ بجے فیس دے کر داخل ہؤا۔ اور پورے چار گھنٹے دیکھنے میں مصروف رہا۔ کوئی روز دیکھنا چاہے تو پانچ روپے ایک ہی دفعہ داخل کر دے اور سیزن ٹکٹ خرید لے۔ کیونکہ ایک یا دو روز دیکھنے سے اس قدر بے شمار ایک سے ایک بڑھیا چیز کے بغور دیکھنے سے کچھ نہیں دیکھا جاتا۔ میری دانست میں جو لوگ سفر کی تکلیف اُٹھا کر روپیہ خرچ کر کے اگر ایک گھنٹہ بھی اس نمائش گاہ کی سیر کر چکے ہیں۔ اور اُنھوں نے دربار کے متعلق چاہے کچھ نہ دیکھا ہو۔ تاہم اُن کی ساری محنت و خرچ کا ثمرہ کافی سے بھی زیادہ اُن کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اس نمائش گاہ کے سجانے اور چیزوں کے باقاعدہ رکھنے میں سکول آف آرٹ لاہور کے لائق اُستادوں و ہوشیار شاگردوں کی بہت سی قابل قدر امداد کا حصّہ شامل ہے۔ پھرتا پھرتا اگر آدمی تھک جائے تو ستونوں سے پیوستہ مونڈھے اور کُرسیاں پڑی ہیں ذرا بیٹھ کر دم لے لے۔ اسی کے اندر بھوک پیاس رفع کرنے کے لئے ریفریشمنٹ رُوم ہے۔ جاؤ ضرورت ہو تو کھاؤ پیو۔ مغرب کی طرف کو نکلو تو ایک مختصر تین قطاروں میں فوّارے چھوٹتے ہیں۔ اور مختلف الالوان کے پودے لگے ہیں۔ پہاڑیاں بنی ہیں اُن پر اُگے ہیں۔ رکھے ہیں۔ اُن میں نہایت ترو تازہ خوشنما دل بہلانے کے لئے نصب کئے گئے ہیں۔ شیشے کا ایک تالاب معلّق ہے۔ اُس میں چھوٹی چھوٹی سُرخ مچھلیاں تین یا چار قسم کی کودتی پھاندتی اور تیرتی پھرتی ہیں۔ یہ باغ سطح زمین سے تین یا چار فٹ بلند ہے۔ باغ سے باہر نمائش گاہ کے احاطے ہی میں لیمونیڈ اور سوڈا واٹر اور شراب کی دُکان ہے۔ پاس ہی میوہ فروش کی۔ نمائش گاہ کے چاروں طرف ملک پنجاب۔ پشاور۔ راجپوتانہ۔ بمبئی۔ پونا۔ بنگال اور برہما کے کاریگروں کی دکانیں ہیں جو اپنی چیزیں تیار کر رہے ہیں۔ اور گاہکوں کے ہاتھ فروخت بھی کرتے جاتے ہیں۔ راج الور کا ایک رنگریز روپیہ گز مزدوری لیتا ہے۔ ایک ہی کپڑے پر دو نو طرف جداگانہ دو رنگ کر دیتا ہے۔ ایک طرف لال۔

دوسری طرف نیلا - ایک طرف زرد دوسری طرف سبز - چاہو جیسا رنگ کرالو - پشاور کا جُلاہا سر باندھنے کی لُنگیاں کھڈی (کارگاہ) پر بیٹھ کر بُن رہا ہے - مٹی اور پتّھر کے کھلونے اور چیزیں اور سنگ مرمر کی پیالیاں ۶ ر یا ۸ ر فی چیز کے حساب سے میرے روبرو کئی لوگوں نے خریدیں - زرگر زیور بنا رہے ہیں - اگر نہ خریدو تو پاس کُرسی پر بیٹھ کر بنتی ہوئی چیز کو دیکھو - کوئی روک نہیں - ڈیوڑھی میں داخل ہوتے ہی داہنے ہاتھ کے کمرے میں سکول آف آرٹ مدراس کی ساختہ عمدہ چیزیں اور برتن رکھے ہیں - ایک بڑا بھاری البم تصاویر کا میز پر دھرا ہے - نامی گرامی مشاہیر زمانہ کی خوشنما تصاویر ہیں - ڈیوڑھی پر کئی جگہ پتّھر کے آدمی کھڑے ہیں - اصلی آدمیوں اور اُن میں تمیز کرنا مشکل - عجیب وغریب مُورتیاں - جن کو دیکھتے ہی یہی جی چاہتا ہے کہ کاریگر پر آفریں کہہ لیں - بائیں ہاتھ کے کمرے میں بڑے بڑے گانے بجانے کے ساز پڑے ہیں - یہ بمبئی کے علاقہ سے آئے ہیں - ہم اپنے ناظرین کو نمائش گاہ کی سیر پر بہت وقت صرف نہ کرنے دینگے - کیونکہ ہم کو خود بہت حسرت ہی رہیگی - پھر اس کے دیکھنے کے لیئے ہم کافی وقت نہ نکال سکے - خود وائسرائے اور راجے مہاراجے بار بار آئے اور عامیوں کی طرح اس میں پھرتے اور اس کی سیر سے سیر نہ ہوتے تھے ٭

اِن چیزوں کے دیکھنے بھالنے اور کاریگروں کی اُستادیوں کی داد دینے کے لئے ہم میں آپ پوری عقل نہیں - پھر بقولیکہ ؎

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

چلو - پہلے میں آپ کو جواہریوں کے دُکانات کی سیر کراتا ہوں - آٹھ یا دس دُکانیں ہیں - ہر ایک سے دو ہزار روپیہ بطور کرایہ کے لیا گیا ہے - جواہری لوگ کیسے اچھے اور با اخلاق ہیں - ہر ایک اُن کے دُکان میں جاتا اور چیزوں کے دام پوچھتا مگر یہ کسی سے ناراض نہیں ہوتے - مال الماریوں میں دھرا ہے - شیشوں سے باہر سب کچھ

دکھائی دے رہا ہے ٭

(۱) سگن چند سُبھاگ چند جوہری جے پور کے ہیں - ایک موتیوں کا ہار دس لاکھ روپے کا منجملہ اور بے شمار زیورات کے ان کی دکان میں بمراد فروخت دھرا ہے - مینا کا کام بڑا اعلےٰ تھا ٭

(۲) سہری رام دہلی والے ٭

(۳) کانشی لال اینڈ سنز آگرہ والے ہیں - ایک غالیچہ ڈیڑھ لاکھ روپے کا سا منے جواہرات سے جڑا لٹک رہا ہے ٭

(۴) رائے بہادر بدری داس کلکتہ - ان کے مکان میں جواہرات بڑے قیمتی تھے - ان کا بینا کار گلوبند اور موتیوں کے جڑاؤ زیور قابل دید تھے ٭ ان کی دکان پر آسٹر یلیا کے جواہرات بھی ہیں - انہیں کی دُکان سے میرے روبرو مہاراجہ صاحب ٹراونکور نے ایک جُگنی ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے میں خریدی - جس کا دام دُکان والے نے ایک لاکھ ۲۶ ہزار روپیہ کیا تھا ٭

دوسری لائن میں

(۱) تارا چند پرسرام انڈین جولرز - انہوں نے اپنے جواہرات کو تصاویر کی شکل میں نمایاں کیا تھا ٭

(۲) پی - آر اینڈ سنز مدراس - یہ یورپین صاحب بہت با اخلاق تھے - دس دس آدمیوں کو اندر آنے دیتے تھے - جب وہ سیر کر چکتے تو پھر اَور دس کو اندر آنے کا حکم تھا ٭ جواہرات سے مُرصّع انگوٹھیوں کے ڈھیر - پیش قبض اور تلواریں اور کرچیں جڑاؤ دستوں والی اور برتن و زیورات بے شمار رکھے تھے ٭

(۳) موتی لال - دیوی بھائی بمبئی کے جواہری تھے - اِس دُکان میں مال بہت دھرا تھا - یہ دُکان جے پور والی دُکان کے مقابل دروازے کے پاس تھی ٭

آگے جاؤ تو دوسرے کمرے میں پانچ پانچ دس دس ہزار روپے کے ہار، اور مالا اور دیگر زیورات بیچنے والے کھڑے تھے۔ میں تو اِن اشیا کو اس استغنا سے دیکھتا رہا گویا یہ سب چیزیں میری ضروریات زندگی سے خارج ہیں۔ کیونکہ نہ اس قدر روپیہ ہمارے پاس ہوگا اور نہ ہم اِن کے خریدنے کی جرأت کرنے کے قابل ہونگے۔ چلو اب بڑے ہال میں چلیں اور سرسری نظر سے کُل اشیا پر سے گزر جائیں۔

کہیں تو سونے چاندی اور پیتل کی مورتیاں اور چنڈول وچوکھٹ لگے ہیں کہیں لکڑی اور پتھر کے۔ مٹی کا کام بہت ہی کم ہے۔ سنگ مرمر کی ایک کرشن جی کی مورتی دو ہزار روپے میں آئی ہے۔ ایک گائے ہے۔ بچھڑا اس کے تھنوں سے دودھ چوس رہا ہے۔ کس بڑی قابلیت سے یہ کام کیا گیا ہے۔ تھنوں میں سُرخی نظر آ رہی ہے۔ بعینہٖ اصلی گائے کا دھوکا ہوتا ہے۔ قیمت صرف چار سو روپیہ۔ کہیں زری کے کپڑے ہیں۔ چنیاں۔ رومال۔ انگے۔ کُرتے سینکڑوں روپے کی مالیت کے۔ مہاراجہ بڑودہ نے ایک رومال بھیجا ہے۔ اُس پر شیشہ چڑھا ہے۔ قیمت ۶ ہزار روپیہ ہے۔ ایک چادر سُرخ رنگ کی قیمتی ۲۶۲۰۵ روپیہ۔ ایک بہت بڑا موتیوں سے جڑا قالین۔ اور ایک میز پوش ایسا ہی آپ کا بھیجا ہوا بھی رکھا ہے۔ موتیوں کی جڑت کاری باہر سے صاف نظر آ رہی ہے۔ مہاراجہ صاحب میسور کے بھیجے ہوئے صندل کے منقّش کواڑ وچوکھٹ اور ایک کُرسی قیمتی صرف ۳۵۰ روپے۔ نواب صاحب بہاول پور کی مرسلہ سنگ مرمر کی کُرسی اور ایک جوڑی کواڑ چوبی قابل دید ہے۔ مہاراجہ مارواڑ۔ جودھپور۔ مہارانا اودے پور کی مرصّع تلوار۔ کڑے طلائی۔ مُرصّع پیش قبضیں وغیرہ۔ سونے کا شیر۔ چاندی کا ہاتھی لاکھوں کا مال۔ مہاراجہ ٹپرا کا نولکھا ہار۔ ایک پالکی ٹھاکر جی کی ڈبیں۔ اور اس میں جواہرات جڑے ہوئے قیمتی پانچ ہزار روپیہ راجہ صاحب چنبہ نے بھیجی تھی۔ ایک باریک تار سے بنی ہوئی گاڑی۔ چاندی سونے کی تار کہیں اعلےٰ ترین صنعت

سے کام لیا تھا۔ایک دیسی امیر کا گوڈ تکیہ۔ایک پرند ایک جہاز پر جھپٹا مارنے کو اٹھتا ہوا جھکا ہے۔لکڑی کا کام بھی فی الواقع اعلیٰ قسم کے کاریگروں کا ساختہ تھا۔پنجاب کے سکول آف آرٹ نے تو لکڑی پر پچکاری کا کام بھیجا ہے۔چاندی سونے کے جانور دلخوش کن طرز پر ایستادہ تھے۔ایک راجے کی سواری پتھر کی بنی ہوئی دکھائی دی۔ایک جہاز بمعہ کشتیوں کے دکھایا گیا ہے۔ایک جھولنا قیمتی ۱۵۴۰۰ روپیہ۔چاندی سونے کا مرکب آمدہ از بمبئی۔ایک سونے کی چوکھٹ از بیکانیر۔حقّے۔کلیاں۔کھلونے سونے اور چاندی کے بمعہ اور بے شمار نادر اشیا کے مختلف راجوں مہاراجوں کے فرستادہ رکھے تھے۔گویا کُل انڈیا کی دولت کا مجموعہ تھا۔کوٹھوں پر جا کر قیمتی پلنگ اور بسترے دیکھو۔بمع بیش بہا پارچات کے۔

مہاراجہ صاحب بڑودہ کا ایک چھاتہ جس سے موتیوں کی جھالر لگی تھی جو ۳۸ ہزار روپے کا تھا۔ایک اور جھولا ڈیڑھ لاکھ روپے کی مالیّت کا تھا۔اگر اس نمائش گاہ کو دُنیا کے عجائبات کا مجموعہ کہنے میں آپ مبالغہ سمجھتے ہیں تو آپ کو انڈیا کے عجائبات اور صنعت و حرفت کا مجموعہ کہنے میں اغلباً ذرا بھی تامّل نہ ہوگا۔یہ تمام سامان کُل والیانِ مُلک اور رؤسا سے عاریتہً جمع کیا گیا ہے۔لاہور۔جموّں اور جے پور وغیرہ کُل عجائب خانوں کی عمدہ اور قیمتی اشیا کو باترتیب رکھا گیا ہے۔منتظمان پر صد ہزار آفرین ہے۔یہ سب قیمتی مال اصل وارثوں کو بھیج دیا جائیگا۔اور جو مال فروخت ہو رہا ہے وہ قیمت وصول ہونے پر خریداروں کے پاس پہنچایا جائیگا۔حضور لارڈ کرزن کی بیدار مغزی ضرور مرحبا اور ہزاروں ستائش کی سزاوار ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ قلیل عرصے میں معہ عمارت مہیّا ہو گیا ہے۔دیسی صنعت کی قدر دانی کے واسطے نئے سرے سے انڈیا کی توجہ دلائی گئی ہے۔سچ پوچھو تو ہمارے ملک میں بجائے انگلینڈ کے فرانس۔جرمن۔اٹلی۔روس اور امریکہ و جاپان کا مصنوعہ مال بے طرح ہر دل عزیزی حاصل کر رہا ہے اور روپیہ غیر ممالک

کو جارہا ہے - اب جب تک انڈیا خود اپنی ضروریات کے مہیا کرنے پر قادر نہ ہو غیر ممالک
کی ساختہ اشیا کی درآمد کا سدِ باب نہیں ہو سکتا - لیکن جب تک والیانِ ملک اور
اعلےٰ درجے کے رؤسا اپنے ملک کی دیرپا اور قیمتی اشیا کی خریداری پر کمر نہ باندھیں -
ہماری یہ مراد پوری نہیں ہو سکتی - سودیشی وستو کے مضبوط قواعد پر چلنا مناسب ہوگا -
اگر ہماری مصنوعہ چیزیں خوش رنگ اور مُجلّا نہیں تو اس کی تدبیر کی جا سکتی ہے -
ہاں ہم نے اس نمائش میں کوئی چیز چمڑے کی ساختہ مثل زین - لجام - بٹوا - بیگ وغیرہ
نہیں دیکھی - واہ کیسی پوِتّر نمائش گاہ ہے - دیکھنے والے جس دروازے سے اندر جانا
چاہتے ہیں - اُس پر گوروں کا پہرہ ہے - بجس میں روپیہ پھینکنے پر جنہیں وہ دیکھ لیا
کرتے ہیں - اندر جانا ملتا ہے - آتی دفعہ دوسرے پھاٹک سے نکلتے ہیں تو ایک کَلی سے
آواز نکلتی ہے یہ شمار کا نشان لگاتی ہے - اس نمائش گاہ میں رات کو برقی روشنی
ہوتی ہے جس سے رات کو ۹ بجے تک بھی اس کا دیکھنا ممنوع نہیں ہے - جس قدر
روپیہ سرکار کا انتظام پر خرچ ہوا ہے - اگر اس سے دو چند روپیہ کی آمدنی ہوگی تو برابر
ہی سہی - یہ کیا تھوڑی عقلمندی کا نتیجہ ہے ؟ لارڈ کرزن کی جے + [1]

دربار دہلی کی افتتاحی رسم [2]

یکم جنوری ساڑھے گیارہ بجے صبح کو لارڈ کرزن بہادر مع برٹش کیولری رجمنٹ
امپیریل کیڈٹ کارپس باڈی گارڈ اور ایک دیسی رجمنٹ کے اپنے کیمپ سے روانہ
ہوئے - جب ان کی گاڑی اُس قیام پر پہنچی جہاں سے ایمفی تھیٹر کی طرف سڑک
مڑتی تھی - اُن کی عزت میں شاہی سلامی اُتاری گئی - ایمفی تھیٹر میں جب آپ کی
گاڑی داخل ہوئی تو آپ کے ساتھ صرف کیڈٹ کارپس اور باڈی گارڈ کے جوان

[1] اس نمائش گاہ کا ذکر اس کتاب کے متفرق باب میں بارہا آئیگا +
[2] بوجہ عید الفطر کے ٹائم میں اور آدھ گھنٹہ کا وقفہ دیا گیا تھا +

تھے۔ باقی سواروں کو باہر کھڑا رہنے کا حکم ملا جیسا کہ اِس سے قبل تصفیہ ہو چکا تھا۔ حضور وائسرائے کے ایمفی تھیئیٹر میں داخل ہونے پر تمام حاضرین کھڑے ہو گئے اور اُس وقت تک کھڑے رہے کہ ہز ایکسیلنسی اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ نہ گئے۔ اس وقت فارن سکرٹری نے حضور وائسرائے سے اجازت طلب کی کہ باقاعدہ طور پر دربار کا افتتاح کیا جائے۔ اس کے بعد انگریزی باجہ ایمفی تھیئیٹر کے اندر عجیب دلکش آواز سے بجنے لگا۔ اس کے جواب میں شاہی نقیب سامنے آیا۔ اُس کے آدمی ایک خاص وضع سے ڈھول بجا رہے تھے۔ مگر وہ ایمفی تھیئیٹر کے دروازے پر آکر تعظیماً ٹھیر گیا۔ پھر اندر داخل ہؤا۔ اُس کے آدمیوں نے دوسری دفعہ نقارے بجائے۔ اور جب وہ حضور وائسرائے کے چبوترے کے سامنے آیا تو اُس کے آدمیوں نے اپنی طرز پر تیسری مرتبہ نقارے بجائے۔ زاں بعد نقیب لارڈ کرزن بہادر کی اجازت سے شاہی اعلان پڑھنے لگا۔ گویا اُس نے یہ ظاہر کیا کہ اب قیصر ہند کی رسم تاج پوشی ادا ہو رہی ہے۔ شاہی اعلان پڑھتے پڑھتے نقیب نے پشت پھیرلی۔ اور دروازے کی طرف روانہ ہؤا۔ جہاں جا کر وہ دفعتہً ٹھیر گیا۔ جب اعلان ختم ہؤا تو نقیب کے مستعد آدمیوں نے پھر چوتھی مرتبہ اپنی نرالی طرز سے ڈھول بجانے شروع کئے۔ اس آواز کے بند ہونے پر ایمفی تھیئیٹر کے عین وسط میں شاہی جھنڈا نصب کیا گیا۔ ایک طرف سے تھیئیٹر کے اندر ہی بینڈ باجہ بجنے لگا۔ جس میں انگلستان کا قومی گیت گایا گیا۔ اس وقت گارڈ آف آنر مسلح کھڑی تھی۔ جب تک قومی گیت ہوتا رہا تمام حاضرین جن میں لارڈ کرزن اور ڈیوک آف کناٹ بھی شامل تھے۔ اپنی نشستوں سے اُٹھ کر کھڑے رہے۔ اِدھر نیشنل اینتھم (قومی گیت) ختم ہؤا اُدھر نقیب اور اُس کے نقارچی رخصت ہوئے۔ اُسی وقت ایک سو ایک توپوں کی سلامی سر ہوئی۔ جس کی گونجتی ہوئی آواز بڑی شاندار معلوم ہوتی تھی۔ سب لوگ اپنی آنکھوں سے برٹش عظمت دیکھ رہے تھے۔ اور کانوں سے اس کی صدائیں سُن رہے

تھے۔ اس کے ساتھ ہی چند ایک آور بھی دلچسپ رسمیں ادا ہوئیں۔ سلامی کے سر ہونے پر نقیب اور اُس کے نقارچیوں نے جو ایمفی تھیئیٹر کے دروازے سے باہر کھڑے تھے۔ پھر ایک مرتبہ بہت دیر تک مسلسل نقارے بجائے۔ اور اُن کی آواز فوری اور مؤثر ہوتی تھی۔ انگریزی اصطلاح میں اسے فلرش کہتے ہیں * جب یہ ابتدائی رسمیں (صداؤں اور آوازوں کے متعلق) سرانجام ہو چکیں تو **قیصر ہند و شہنشاہ انگلستان** کے نائب السلطنت **لارڈ کرزن** بہادر وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے کھڑے ہو کر بحیثیت نائب السلطنت بادشاہِ انگلستان کی تقریر کی۔ اور شہنشاہ ہندوستان کا پیغام جو اُنہوں نے باشندگانِ ہندوستان کی طرف بھیجا ہے۔ بڑی بلند آواز سے پڑھ کر سُنایا۔ یہ تقریر اور پیغام دونو ایک دوسری جگہ درج کئے گئے ہیں) آدھا پڑھ کر حضور وائسرائے نے ٹوپی اُتار کے رکھدی۔ بار بار وائسرائے سامنے کے فٹ سٹول پر کبھی ایک پاؤں اور کبھی دوسرا پاؤں رکھتے اور کبھی اُتارتے *

تقریر کے خاتمے پر وہی شاہی نقیب پھر ایمفی تھیئیٹر میں داخل ہؤا۔ اُس نے سر سے ٹوپی اُتاری اور بادشاہ کے لئے تین چیئرز دئے۔ معاً تمام حاضرین چیئرز دینے لگے جس سے ایسی بلند آواز پیدا ہوئی کہ وہ عظیم الشان ہال گونج اُٹھا۔ اس کے بعد بینڈ باجے پر قومی گیت گایا گیا۔ نقیب اور اُس کے نقارچی رُخصت ہوئے۔ توپیں چلنے لگیں۔ اب مبارکبادیں شروع ہوئیں۔ والیانِ ریاست اپنی جگہ سے اُٹھ کر **لارڈ کرزن** کو کارونیشن کی مبارکباد کہتے جاتے تھے۔ اور اس کے بعد فارن سکرٹری نے دربار بند کرنے کی اجازت **لارڈ کرزن** سے طلب کی *

دربار کی سیر

واقعہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء بروز پنجشنبہ میں بمع اپنے چار آور ہمراہیوں کے دس روپے میں چبوترۂ دربار تک پہنچنے کے لئے گاڑی کرایہ کر کے بغیر کھانا کھانے کے ۱۰½ بجے وہاں پہنچ گیا۔ لیکن میرے سوا میرے ہمراہیوں کے پاس دربار کے اندر جانے کا اجازت نامہ نہ تھا۔ وہ سب عام تماشائیوں کے چبوترے پر جو دربار ہال سے فاصلے پر ہے جا بیٹھے اور مابین دربار ہال اور اس چبوترے کے جو کہ محض تماشائیوں کی نشست کی غرض سے تیار کرایا گیا ہے۔ جنگی فوج ۳۷ ہزار ایستادہ تھی۔ دربار کی کارروائی باوجود دُوربینوں کی امداد کے اُن کو اچھی طرح نظر نہیں آتی تھی سُنائی دینا تو کجا۔ میں واقعہ ۲۶۔ دسمبر کو میر منشی صاحب پنجاب کے دفتر میں گیا تھا۔ کہ دربار میں داخل ہونے کا ٹکٹ پاؤں۔ مگر ایک نوعمر چھوکرے نے جو شاید اُس دفتر کا کلرک ہوگا۔ مجھے دو تین دفعہ بلایا۔ کبھی کچھ کہتا کبھی کچھ۔ آخر کہا۔ کہ ۲۹۔ دسمبر کو آؤ۔ تو ٹکٹ ملیگا۔ میں نے کہا۔ کہ میرے پاس جو میر منشی صاحب کا سروس پوسٹ کارڈ مطبوعہ انگریزی ہے جو ۱۳۔ دسمبر کا لکھا ہے اور مجھے ۱۵۔ دسمبر کو ملا تھا۔ کہ اگر تم کو پیچھے ٹھیرنے کی جگہ دی جائے تو منظور ہے کہ نہیں۔ جسے میں نے منظور کر لیا تھا۔ مگر جواب نہ آیا تھا۔ اُسی کو ذریعہ دخول سمجھونگا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ہائی لینڈرز (گھاگرہ) پلٹن گوروں کا ہر طرف پہرہ تھا۔ اُس پھاٹک پر جس سے حضور وائسرائے صاحب دربار گیلری میں داخل ہوتے ہیں۔ اُس سے مشرقی سیڑھیوں سے اندر جانے کی کوشش کی۔ میرے ہمراہ مسٹر آتمارام بیرسٹرایٹ لا تھے۔ میں انگریزی نہیں جانتا تھا۔ اُنہوں نے اس پہرے والے صاحب سے وہ کارڈ دکھایا اور سُنایا۔ وہ کوئی افسر تھا۔ اُس نے نہ صرف آپ اجازت دی۔ بلکہ سیڑھی پر کھڑے ہوئے گوروں کو بھی

کہدیا۔ کہ ان دونو کو اوپر جانے دو۔ پھر آگے اندر ہال میں اُس نے ایسے میٹھے لہجے سے پہرے والے گوروں سے گفتگو کی۔ کہ اُنھوں نے ہم دونو کو اپنے پاس کھڑا کر لیا۔ اب میں ایسے موقع پر پہنچ گیا۔ جو حضور وائسرائے کے چبوترے سے بالکل قریب ہے۔ جہاں سے کُل کارروائی حرف بحرف سُنائی دیتی تھی۔ اگرچہ سب کچھ انگریزی میں تھا۔ مگر میرا دوست میری امداد ساتھ ساتھ ہی کر رہا تھا۔ اخباروں میں ترجمہ چھپنے سے پہلے بہت کچھ معلوم ہو گیا تھا۔ فرمان شاہی اور وائسرائے کی تقریر اور آگے چلکر درج کی جائیگی۔

یہ موقع ایسا تھا۔ کہ یہاں بالعموم صاحبان یورپین اور لیڈیز بیٹھی تھیں یا ایستادہ تھیں۔ ان کے ایسے اعلےٰ اخلاق ہیں۔ کہ اُن کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس موقع پر ہم سے اس طرح سلوک ہوئے۔ کہ گویا ہم ان کے مدت مدید کے واقف تھے۔ ذرا نفرت یا کراہت نہ کرتے۔ اگر ہم ان کی خاطر ذرا سا بھی اِدھر اُدھر ہو جاتے۔ تو پھر یہ تھینکس ادا کرتے۔ حالانکہ ہم سے راستہ پانا اُن کا ضروری حق تھا۔ کیونکہ ہم سے راستہ آمد و رفت اور نیچے اوپر جانے کا قطعی رُکا ہوا تھا +

اب اوقات آمد حسب ذیل عرض کرتا ہوں :۔

والیانِ ملک ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک دربار میں آکر بیٹھ گئے۔ اور تمام گورنر اور لفٹنٹ گورنر ۱۱ بجے سے ۱۱½ بجے تک آچکے تھے۔ اور وہ فوجی افسران جنھوں نے ۱۸۵۷ء میں دہلی کے محاصرے میں شریک ہو کر فتح کیا تھا۔ جس کا نشان فتح گڑھ دہلی کے باہر موجود ہے۔ وہ ۱۱½ بجے۔ بینڈ باجے کے استقبال کیساتھ آئے یہ مجمع غدر کے بہادروں کا اس بلاک تک پہنچایا گیا۔ جو اخیر وقت تک خالی تھا۔ جس وقت تک یہ پُرانے بہادروں کا مجمع بائیں طرف سے چلکر دائیں طرف اپنے بلاک یعنی جاے نشست میں نہ جا بیٹھا۔ تب تک سب حاضرین کھڑے ہو کر زور کے ساتھ ان کے اعزاز میں چیرز یعنی نعرہ ہاے خوشی تالیوں کے ذریعے بلند کرتے رہے۔ ان

لوگوں کا اس وقت کا نظارہ قابلِ دید تھا۔ اس مجمع بہاوراں میں انگریز۔ ہندو اور مسلمان سب ہی تھے۔ لیکن زیادہ ہندو تھے۔ کوئی کوئی ان میں ایسے بوڑھے تھے۔ کہ دوسرے آدمی کے سہارے سے چلتے تھے۔ دو تین لنگڑے تھے۔ دو چار کی پیٹھ بوجہ ضعفِ پیری کے بہت جھکی ہوئی تھی۔ اور بہتوں کی صورت و شباہت سے وہ نہایت مسکین اور عاجزانہ حالت غریبی میں معلوم ہوتے تھے۔ لیکن اس موقع پر سرکار والا نے جو اعزاز ان کو دیا۔ ہر طرح قابلِ تعریف تھا۔ اس کے دس منٹ بعد ہائی لینڈرز یعنی گھاگرا پلٹن کے بہادر سپاہی بڑی چمک دمک کی وردیاں پہنے اور نرالے ڈھنگ سے بڑا سا ڈھول اور سُریلی آواز کے سکاچ پائپ یعنی شہنائی بجاتے ہوئے آئے۔ اور حضور وائسرائے اور شاہزادہ ڈیوک آف کناٹ کی چوکیوں کے سامنے ایک قطار میں مثلِ تصویر کھڑے ہو گئے۔ اس گھاگرا پلٹن کے آگے آگے ان کا ایک افسر ایک مٹھ دار لمبی چھڑی بڑی خوبصورتی سے گھماتا ہوا چلتا تھا۔ اور ڈھول بجانے والا اپنے دونو ہاتھوں کی لکڑیوں کو بنیتی کی طرح گھما گھما کر ڈھول اُن سے بجاتا تھا۔ چھڑی پھرانے اور ڈھول بجانے کے عمدہ کرتب کو دیکھ کر سب لوگ نہایت خوش ہوئے۔ دربار گاہ کا مقام گھوڑے کی نعل کی صورت کا تھا۔ اس کے پورب اور پچھّم کی طرف کے آخری بلاکوں پر وزیٹر لوگوں کو جگہ دی گئی تھی۔ اور اندر کی طرف مختلف علاقوں کے والیانِ ریاست یعنی راجگان۔ مہاراجگان اور نوابان اور اعلےٰ یورپین افسران کے لئے علیحدہ علیحدہ بلاک یعنی نشست گاہیں بنائی گئی تھیں۔ مثلاً

بلاک نمبر اے (A) میں جو ہز آنر وائسرائے کے داہنی جانب تھا۔ نظام حیدرآباد۔ مہاراجہ بڑودہ اور مہاراجہ میسور بیٹھے تھے +

بلاک نمبر بی (B) میں جو حضور وائسرائے کے بائیں جانب تھا۔ مہاراجہ کشمیر۔

خانِ قلات - جامِ لس بیلہ اور مہاراجہ منی پور تھے +

بلاک نمبر وائی (Y) میں جو حضور وائسرائے کے دائیں طرف تھا- علاقۂ راجپوتانہ کے والیانِ ریاست بیٹھے - اوّل کرسی مہارانا اودے پور کی تھی- لیکن وہ شاملِ دربار نہ ہو سکے - اس لئے مہاراجہ جے پور- مہاراجہ جودھ پور- مہاراؤ بوندی - مہاراجہ بیکانیر- مہاراجہ کوٹہ - مہاراجہ کرولی - مہاراجہ کشن گڑھ - مہاراول جیسلمیر- مہاراجہ الور- نواب ٹونک - مہارانا دھول پور- مہاراجہ سردھی- مہاراول ڈونگرپور- راج رانا جھالاوار- یہ سب درجہ وار بیٹھے- مہاراجہ صاحب والئے بھرت پور ابھی کم سن ہیں- اس لئے وہ اپنی والدہ مہارانی صاحبہ کے ہمراہ زنانہ بلاک میں بیٹھے تھے +

بلاک نمبر سی (C) میں جو حضور وائسرائے کے بائیں طرف تھا- والیانِ ریاست وسط ہند کے تشریف رکھتے تھے- جن کا درجہ اس طرح تھا- مہاراجہ گوالیار- مہاراجہ اندور- بیگم بھوپال (اِس بلاک میں ان کی نشست تیسرے درجے پر تھی- لیکن یہ خود پردے میں بیٹھی تھیں)- مہاراجہ ریوان - مہاراجہ اُرچھا- مہاراجہ دتیا- راجہ دھار- راجہ دیواس شاخ کلاں- راجہ دیواس شاخ خُرد - مہاراجہ سمتھر- نواب جادرہ- راجہ رتلام - مہاراجہ چرکھاری- راجہ اجے گڑھ- راجہ نرسنگھ گڑھ - راجہ بردوانی- ٹھاکور صاحب - پیپلودھار- راجہ علی پور +

بلاک نمبر ٹی (T) جو حضور وائسرائے کے دائیں طرف تھا- مدراس کے والیانِ ریاست کے لئے مخصوص تھا- اس میں مہاراجہ تراونکور - راجہ کوچین- راجہ پدوکوٹا بیٹھے تھے +

بلاک نمبر آر (R) میں جو حضور وائسرائے کے بائیں طرف تھا- حلقۂ بمبئی کے والیانِ ریاست اس طرح بیٹھے تھے - مہاراجہ کولھاپور - راؤ کچھ- مہاراجہ ایدر- میر خیرپور- سلطان شہر و مکلا- سلطان عمر اودت - نواب

جونا گڑھ - ٹھاکر صاحب بھونگر - راجہ پور بندر - نواب کمبے - ٹھاکر صاحب مورذی -
ٹھاکر صاحب گونڈل - سلطان لاہج - راجہ مانسٹرار - راجہ بریار - ٹھاکر صاحب پالیتانہ -
ٹھاکر صاحب لیمٹری - نواب جنجیرہ - امیر دھالی - پنت سی چینو - صاحب والی بھور
رئیس میراج +

بلاک نمبر ایس (S) میں جو حضور وائسرائے کے بائیں طرف تھا - پنجاب کے
والیانِ ریاست اس ترتیب سے بیٹھے تھے مہاراجہ پٹیالہ - نواب بہاول پور - راجہ جیند -
راجہ نابھ - راجہ کپور تھلہ - راجہ سرمور - نواب مالیر کوٹلہ - راجہ نالاگڑھ - راجہ کیونتھل -
راجہ فرید کوٹ - سردار کلسیہ - نواب لوہارو - نواب دوجانہ +

بلاک نمبر ایف (F) میں جو حضور وائسرائے کے بائیں طرف تھا - بنگال کے والیانِ
ریاست بیٹھے تھے - یعنی مہاراجہ کوچ بہار - راجہ ٹپیرا اور راجہ مور بھنج +

بلاک نمبر آر (R) میں جو حضور وائسرائے کے بائیں طرف تھا - اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ
کے والیانِ ریاست ذیل تھے - نواب رامپور - مہاراجہ بنارس - راجہ ٹیڑھی +

بلاک نمبر جی (G) میں جو حضور وائسرائے کے بائیں طرف تھا - برما کی ریاستہائے
شان کے والیان ذیل تھے - صوابہ آف مونگ نامی - صوابہ آف کنگ ٹنگ - صوابہ
آف ہنوئی - صوابہ آف یانگ ہوئی - میوزہ آف گنٹر واڈی - میوز آف ہسامونگ حکم -
صوابہ آف مونگ پان +

بلاک نمبر ڈبلیو (W) کی دوسری قطار میں علاقہ وسطی کے والیان ریاست ذیل
تھے - راجہ سون پور - راجہ راہر کھول - راجہ رائے گڑھ - راجہ چنزا گڑھ +

بلاک نمبر بی (B) کی دوسری قطار میں سرحدی علاقہ جات کے سرداران ذیل تھے -
مہتر چترال - نواب دیر - خان نواگی - میر ہنزہ - میر ناگر +

اس طرح پر کل ۹۸ والیانِ ریاست اس دربار میں شامل تھے - ان نیم خود مختار

ریاستوں کے والیان کے علاوہ کل سلطنت برٹش ہند کے اعلےٰ یورپین فرمانروایان اور اعلےٰ افسران اپنی اپنی لیڈیوں سمیت دربار کی رونق کو زینت دے رہے تھے۔ دربارگاہ یعنی ایمفی تھئیٹر کا صدر دروازہ شمال کی جانب تھا۔ اسی طرف سے ہمارے شہنشاہ قیصر کے برادر عزیز حضور ڈیوک آف کناٹ و حضور وائسرائے بہادر داخل دربار ہوئے تھے۔ والیانِ ریاست کے داخل ہونے کے لئے جنوب کی طرف ایک علحدہ دروازہ بنایا گیا تھا ٭ پورب پچھم کی طرف پردے ڈال زنانہ بلاک پردہ نشین دیسی لیڈیوں کے لئے بنائے گئے تھے۔ اِن زنانہ بلاکوں کے آگے چکیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس دکھن دروازے کے سامنے اور دکھن کی طرف کے بلاکوں کے ٹھیک درمیان میں آگے نکلی ہوئی ایک بُرجی بنائی گئی تھی۔ اور اُس بُرجی کے اندر زرّین کام کے قیمتی قالین بچھے ہوئے تھے۔ اور ان قالینوں پر ایک نہایت بڑھیا چاندی اور سونے کی بنی ہوئی کُرسی جس کے بازوؤں پر دونو طرف دو شیر بنے ہوئے تھے۔ حضور وائسرائے کے بیٹھنے کے لئے تھی۔ اور دوسری اسی قسم کی چوکی برادر قیصر حضور ڈیوک آف کناٹ کے لئے تھی۔ حضور وائسرائے کے عقب میں ان کی پرم پیاری لیڈی کرزن کی چوکی جو چاندی کی بنی تھی اور جس پر نیلے رنگ کی مخمل منڈھی تھی۔ موجود تھی۔ اور حضور ڈیوک کناٹ کے عقب میں ڈچز آف کناٹ کی اسی قسم کی چوکی تھی۔ صحن کے درمیان ایک چبوترہ بنا ہؤا تھا۔ جس پر شاہی جھنڈا گڑا تھا۔ اور اسی چبوترے پر ایک بینڈ ماسٹر کھڑا تھا۔ جو بینڈ باجہ والوں کی کثیر جماعت کو اشارہ کرکے اُن سے بینڈ باجہ بجوا رہا تھا۔ دربارگاہ کے سامنے دور دراز فاصلے تک تقریبًا چالیس ہزار فوج کھڑی تھی۔ جس کے ہتھیاروں اور وردیوں کی چمک اور اس کا عالیشان مجمع عجیب نظارہ پیدا کرتا تھا۔ اُتر کی طرف گورہ اور دیسی پلٹنیں اور فوجِ سواراں اِستادہ تھی۔ اور اس کے ساتھ ملا ہؤا کچھ فاصلے پر توپخانہ تھا۔ دربار کی صدر سڑک پر دو میل تک گورہ فوج کا رسالہ تھا۔ اور باقی دو سڑکوں

پر پولیس کے افسر اور سپاہی تھے ٭

بارہ بجنے پر سب لوگ حضور شہزادہ ڈیوک آف کناٹ اور حضور وائسرائے بہادر کی تشریف آوری کا کمال اشتیاق کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں توپوں کی سلامی ہوئی۔ جس سے حاضرین دربار نے سمجھا۔ کہ حضور ڈیوک آف کناٹ تشریف لا رہے ہیں۔ اس سے پاؤ گھنٹہ بعد پھر توپوں کی آواز ہوئی۔ جس سے معلوم ہؤا۔ کہ حضور وائسرائے بھی دربارگاہ میں تشریف لانے کو اپنے ڈیرے سے روانہ ہو گئے ہیں۔ غرضیکہ سوا بارہ بجے حضور ڈیوک آف کناٹ بمع ڈچز صاحبہ کے اور ان کے بعد ٹھیک ساڑھے بارہ بجے حضور وائسرائے مع جنابہ لیڈی کرزن صاحبہ دربار گاہ میں تشریف لائے۔ جس وقت حضور ڈیوک آف کناٹ ایمفی تھیئٹر کے دروازے سے اندر آئے۔ سب حاضرین دربار نے اپنی اپنی نشستوں سے استادہ ہو کر خوشی کے چیئرز دئے۔ اور جب تک حضور ممدوح اپنی چوکی پر بیٹھ نہ گئے۔ سب درباری اور حاضرین کھڑے رہے۔ حضور ڈیوک آف کناٹ کے آگے ایک سکواڈرن گورہ سواروں کا تھا۔ اور ان کے پیچھے پیچھے ایک سکواڈرن ہندوستانی سواروں کا تھا۔ ان کے بعد جب حضور وائسرائے تشریف لائے۔ تو ان کی گاڑی کے آگے ایک رسالہ ہندوستانی سواروں کا تھا۔ اور ان کے پیچھے امپیریل کیڈٹ کور یعنی فوجِ شہزادگاں کے راجکمار تھے۔ اور گاڑی کے پیچھے باڈی گارڈ اور ایک رسالہ گورہ سواروں کا تھا۔ عالی جناب مہاراجہ میجر جنرل پرتاب سنگھ صاحب والئے ایدر بحیثیتِ کمانڈر فوج شہزادگاں کے حضور وائسرائے کی گاڑی کے برابر تھے۔ حضور وائسرائے کے ساتھ ان کے تخت تک صرف امپیریل کیڈٹ کور کے راجکمار اور ان کے کمانڈر مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بھی اپنی اپنی چوکیوں پر جو حضور وائسرائے کے پیچھے تھیں۔ جا کر بیٹھ گئے۔ یہ راجکمار بڑے خوش نما خالص مشکی رنگ کے چمکتے ہوئے گھوڑوں پر جن پر برفیلے چیتوں کے نہایت خوبصورت سفید زین کسے ہوئے تھے۔ سوار تھے۔ اور زری کے

سفید ریشمی کوٹ اور سر پر نیلے رنگ کے صافے نہایت دلکش معلوم ہوتے تھے۔ شاہی جلوس اور اس دربار کے موقع پر جن لوگوں نے اس راجکمار فوجی دستے کو دیکھا ایک آواز ہوکر ان کی چستی اور زینت کی تعریف کرتے تھے۔ اور چاروں طرف سے نعرہ ہائے خوشی بلند ہوتے تھے۔ جب حضور وائسرائے ایمفی تھیٹر کے دروازے سے آگے بڑھے۔ اس وقت کُل حاضرینِ دربار نے استادہ ہوکر بڑے زور کے ساتھ چیئرز دئے۔ اور جب اپنی شاہی نشست کے قریب پہنچے۔ تو سامنے کھڑی ہوئی گھاگرا پلٹن ہائی لینڈز فوج نے سلامی دی۔ اور بینڈ باجے نے قومی راگ گایا۔ ۱۰۱ توپوں کی سلامی اس وقت پھر ہوئی۔ حضور وائسرائے چند منٹ تک اپنی نشست کے پاس کھڑے ہوکر کل والیانِ ریاست اور درباریوں کے عالیشان نظاروں کو چاروں طرف نظر پھراتے ہوئے ملاحظہ فرماتے رہے۔ جو سب اتنی دیر تک استادہ رہے۔ حضور کے تخت شاہی پر بیٹھ جانے کے بعد سب حاضرینِ دربار بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ اس موقع پر فارن سکرٹری حضور وائسرائے نے حضور وائسرائے کے پیش ہوکر ان سے دربار افتتاح کرنے کی درخواست کی۔ اور بینڈ باجے کی آواز کے ذریعے شاہی ہیرلڈ یعنی نقیب طلب کیا گیا۔ حضور وائسرائے کی تشریف آوری کے پانچ منٹ بعد شاہی نقیب مع ایک دھونسہ بجانے والے اور بارہ ٹرم بجانے والوں کے جو نہایت قیمتی اور چمکتی ہوئی پوشاکیں پہنے تھے۔ اور چاندی کی ٹریں اُن کے ہاتھ میں تھیں۔ آگے آئے۔ اور دروازے پر کھڑے ہوکر دو دفعہ ذرا ذرا وقفے کے بعد دھونسہ اور ٹریں بجائیں۔ اس کے بعد نصف پورب کی طرف سے اور نصف پچھم کی طرف سے چلکر حضور وائسرائے کے سامنے حاضر ہوئے۔ یہاں پہنچکر پھر دھونسہ اور نفیریاں بجائیں۔ اور پھر سب ایک قطار میں کھڑے ہوگئے۔ اس کے بعد گھوڑے پر سوار شاہی نقیب نے شاہی اعلان ایسی اونچی آواز کے ساتھ پڑھا۔ کہ سب کو بخوبی سنائی دیا۔ اس

اعلان کے پڑھے جانے کے بعد پھر نفیریاں اور وہی دھونسا بجایا گیا۔ ساتھ ہی نہایت عظیم بینڈ باجہ بجایا گیا۔ اور حضور قیصر ہند کی تعظیم میں ایک سو ایک توپوں کی سلامی ہوئی۔ اُس کے بعد شاہی نقیب یعنی دھونسا اور طُرمیں بجانے والوں کا گروہ دروازے پر آکر کھڑا ہوگیا۔ جس وقت سلامی کی توپیں چل رہی تھیں۔ دربارگاہ کے کچھ فاصلے پر جو پلٹنیں کھڑی تھیں۔ اُن سب نے مل کر ایکبارگی بندوقوں سے خوشی کی باڑھ چلائی اور تین دفعہ یہ باڑھ چلائی گئی۔ جن کی آوازوں سے دربارگاہ گویا کہ جنبش کھانے لگی۔ سلامی کے ہوچکنے پر ہیرلڈ کے ہمراہیوں نے پھر طُرمیں اور باجہ بجایا۔ اور اس کے بعد حضور وائسرائے کے سامنے حاضر ہوکر کھڑے ہوگئے۔ اُس وقت پھر سب نے طُرمیں اور باجہ بجایا۔ جس کے بعد شاہی نقیب نے اپنے سر پر سے ٹوپ اُتار کر نہایت بلند آواز کے ساتھ حضور شہنشاہ قیصر کے لئے ۳ چیئرز دئے۔ اس کے ساتھ ہی دربار میں جمع شدہ کُل صاحبان نے بلند آواز کے ساتھ نعرہ ہائے خوشی بلند کئے۔ اس کے بعد باہر جمع شدہ فوج کے کمانڈر نے کُل ۴۰ ہزار فوج کے جوانوں سے شہنشاہ قیصر ہند کے لئے ۳ چیئرز دلائیں۔ جن کی آواز سے آسمان گونج اُٹھا۔ اس کے بعد پھر بینڈ باجے میں قومی راگ گایا گیا۔ اور شاہی نقیب اور طُرم بردار وہاں سے باہر کو چلے گئے۔ یہ ہوچکنے کے بعد فارن سکرٹری صاحب پھر حضور وائسرائے کے سامنے حاضر ہوئے اور ادب کے ساتھ جُھک کر حضور وائسرائے سے والیانِ ریاست کو پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ اس اجازت کے عطا ہونے پر کُل والیانِ ریاست اپنے اپنے درجے کے مطابق حضور ڈیوک آف کناٹ سے ہاتھ ملانے اور شہنشاہ ہند کو پیغامِ مبارکباد دینے کے لئے سامنے حاضر آئے۔ اِس موقع پر حضور وائسرائے اور شہزادہ ڈیوک آف کناٹ اپنی نشست سے ایک سیڑھی نیچے اُتر کر استادہ ہوگئے۔ اور والیانِ ریاست اِس سے نیچے کی سیڑھی پر حاضر ہو ہو کر ہاتھ ملاتے اور مبارکباد عرض

کرتے تھے۔ سب سے پہلے حضور نظام حیدر آباد معہ اپنے ولیعہد اور مدار المہام کے پیش ہوئے۔ اور حضور وائسرائے وحضور ڈیوک آف کناٹ سے ہاتھ ملانے کے بعد قریب پانچ منٹ تک ایڈریس مبارکبادی کا پڑھتے رہے۔ اِن کے بعد مہاراجہ صاحب والئے بڑودہ آئے جو کہ ہاتھ ملاکر ایک ہی منٹ میں رخصت ہوگئے۔ اِن کے بعد جتنے مہاراجے۔ راجے اور نواب صاحبان آئے۔ جُھک جُھک کر سلامیں کرتے اور ہاتھ ملا ملاکر رخصت ہوتے گئے۔ جس وقت جنابہ بیگم صاحبہ بھوپال نفیس اور خوشنما بُرقعہ اوڑھے ہوئے سامنے پیش ہوئیں۔ بہت سے حاضرین دربار نے کمال مسرت کے ساتھ چیئرز دے کر نعرہ ہائے خوشی بلند کئے۔ لیکن کئی صاحبان خاصکر اہل اسلام متعجب بھی ہوئے۔ بیگم صاحبہ حضور وائسرائے کے سامنے ہوتے ہی کوئی چیز زمین پر رکھنے کو جُھکیں۔ جس سے کسی کسی نے یہ سمجھا کہ وہ حضور وائسرائے اور شہزادہ ڈیوک آف کناٹ کے قدموں کو چھونے کے لئے جُھکی ہیں۔ لیکن دراصل اُن کے ہاتھ میں ایک ایڈریس مبارکباد خوشنما کاسکٹ میں بند تھا۔ اسی کو حضور وائسرائے کے قدموں میں پیش کرنے کو جُھکی تھیں۔ جنابہ بیگم صاحبہ نے تقریباً تین چار منٹ تک ملاقات فرمائی۔ اور برقعہ میں سے حضور وائسرائے اور شہزادہ ڈیوک آف کناٹ کے ساتھ ہاتھ ملایا۔ مزاج پُرسی فرمائی اور اُس کے بعد حضور لیڈی کرزن اور ڈچز آف کناٹ صاحبہ نے بھی ان کے ساتھ ہاتھ ملایا۔ اور بڑی مسرت کے ساتھ اُن کو باتوں میں مشغول کر لیا۔ جس وقت میجر جنرل مہاراجہ سرپرتاب سنگھ صاحب والئے ایدر اور کمانڈر امپیریل کیڈٹ کور (فوج راج کماران) حضور وائسرائے اور شہزادہ ڈیوک آف کناٹ کے سامنے پیش ہوئے۔ تو کُل انگریزی افسران نے اُن کی چُست اور جنگی وضع پر خوب چیئرز دئے۔ کُل والیانِ ریاست کے اس طرح پیش ہو چکنے کے بعد فارن سکرٹری نے حضور وائسرائے سے دربار ختم کرنے کی اجازت

چاہی جو عطا کی گئی اور اس طرح پر یہ عالیشان دربار ختم ہوا + دربار کے خاتمے پر اسی ترتیب سے سب صاحبان رخصت ہوئے جس طرح پر کہ آئے تھے۔ لیکن بوقت واپسی بوجہ جم غفیر کے کئی ایک دیسی رؤسا کو اپنی سواریاں جلدی دستیاب نہ ہو سکیں۔ جس سے قدرے تکلیف ہوئی۔ باقی انتظام ہر طرح کا اچھا رہا +

دربارگاہ کے اندر سوائے انگریزوں کے کسی دیسی صاحب کو کسی قسم کا کوئی انتظام سپرد نہیں کیا گیا تھا۔ سب کو اپنی اپنی جگہ پر بٹھانے کے لئے ہائی لینڈ سپاہی مقرر ہوئے تھے جو کہ نہایت تہذیب کے ساتھ سب کو اُن کی جگہ پر لے جا کر بٹھاتے تھے۔ دربارگاہ کے اندر ۱۲ ہزار حاضرین جمع تھے۔ جن میں سے قریباً ایک تہائی انگریز تھے۔ دربار کیمپوں میں دیگر بڑے میلے کی طرح بڑا بازار نہیں بنایا گیا تھا۔ ایک جگہ پر مختلف قسم کے اسباب کی صرف پچیس یا تیس دُکانیں تھیں +

اس موقع پر دہلی میں سب چیزوں کا بھاؤ سستا رہا۔ بعد میں جب شہر کے مکانوں کو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ تو سب کے کرائے بہت سستے ہو گئے گاڑیوں کا کرایہ بھی واجبی رہا۔ دہلی کی سڑکیں نہایت خراب تھیں۔ سب پر دُھول اُڑتی تھی۔ سردی بھی دربار کے دنوں میں نہایت شدت کے ساتھ پڑی۔ جس سے قریباً ۷۵ فی صدی لوگ زکام و کھانسی میں مُبتلا ہوئے۔ بیچارے بنگال۔ مدراس اور بمبئی کے لوگ تو سردی کی وجہ سے نہایت تنگ آ گئے تھے۔ کیمپوں میں رہنے والوں میں سے بہتیروں کی تو تندرستی بھی بگڑنے لگی تھی۔ غربا لوگ سردی کی وجہ سے بہت سے کیمپوں میں فوت ہوئے۔ لیکن آسمان کی طرف سے بڑا فضل رہا۔ کہ بارش نہ ہوئی۔ ورنہ حد درجے کی خرابی وقوع میں آتی۔ اور کسی قسم کی وبائی بیماری کی طرف سے بھی خیریت رہی۔ جس میں پرماتما کے فضل کا بھی ہاتھ سمجھنا چاہیئے +

اب ذرا اَور تفصیلی حالات سُنئیے! کہ والیانِ ملک سے یکے بعد دیگرے حضور وائسرائے
کے روبرو پیش ہوئے۔ جنہوں نے شہنشاہ کو تاج پوشی اور تختِ نشینی کی مبارک باد
عرض کرنی تھی۔ پہلے ہر ایک والئے ریاست حضور وائسرائے کے روبرو پیش ہوتا۔
زاں بعد دوسرے دروازے میں جہاں حضور ڈیوک آف کناٹ کھڑے تھے پیش ہوتا۔
چند کلمات شوقیہ ہوتے اور پھر بعض اعلےٰ رئیس تو رجعت قہقری کرتے۔ اور اکثر
دوسرے راہ سے نیچے اُتر جاتے۔ یہ نظارہ پُرشوکتِ شاہانہ تھا۔ مشرقی درباروں کا
غالباً یہی وتیرہ ہوتا ہوگا۔ ہاں وحشیانہ سلام کا دستور یہاں نہیں ہؤا۔ میں نے نہیں
دیکھا کہ والیہ بھوپال حضور وائسرائے کے قدموں پر گری ہو۔ وہاں بیگم صاحبہ سے
لیڈی کرزن صاحبہ اور ڈچز صاحبہ دونوں نے اُٹھ کر مصافحہ کیا۔ جو اَور کسی سے نہیں ہؤا۔
ہم کو معلوم نہیں ہے اور نہ ہم یقین کر سکتے ہیں کہ حضور وائسرائے نے والیانِ ملک
سے اپنا طواف کرانا چاہا ہو۔ یہ من گھڑت ڈھکوسلے ہیں۔ انگریزی باجوں کی یک آہنگی
اور اس قدر کثرت کہ دو ہزار باجہ نواز متواتر یا باری باری سے باجہ بجاتے دیکھے جائیں۔
شاید پھر ہماری زندگی میں ایسا موقع کبھی نہیں آئیگا۔ ۴۰ ہزار فوج کا تین دفعہ ادھر
سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر برابر بندوقوں کا فیر کرنا بھی عجیب ترین نظارہ تھا۔ شاملینِ
دربار کو تو ضرور اپنی زندگی میں یہ بے نظیر دربار شاہی فراموش نہیں ہوگا۔ کیونکہ ۱۸۷۷ء
کا قیصری دربار اِس سے کم ہؤا۔ اور یہ اُس سے زیادہ وسیع پیمانے پر منعقد ہؤا ہے۔
دربار ہال میں ڈیڑھ سو آدمیوں کی سیٹیں جو خالی رہیں۔ سُنا ہے کہ وہ معمولی سے معمولی
اہلکاروں کے ذریعے پُر کی گئیں۔ بیٹھے ہوؤں سے کھڑے ہوؤں کی تعداد اگر زیادہ
نہ تھی تو مساوی ضرور ہوگی۔ یہ دربار ہال بالکل معمور تھا۔ اور شاملین نے بڑے
پُرتکلّف لباس سے اپنے آپ کو آراستہ کیا ہؤا تھا۔ حضور وائسرائے فوجی وردی
سے خوب آراستہ معلوم ہوتے تھے۔ شاہزادہ صاحب تاجدار کُلاہ زیب سر کیئے ہوئے تھے۔

سب سے پہلے وائسرائے اور پھر ڈیوک صاحب اور پھر نظام حیدرآباد علےٰ ہذا القیاس جس ترتیب سے آئے تھے سب کے سب روانہ ہونے شروع ہو گئے۔ مَیں تو مع اپنے ہمراہی دوست کے سنٹرل پوسٹ آفس تک پاپیادہ آیا۔ پھر میرے پہلے ہمراہی آئے اور مجھے گاڑی پر بٹھا کر اپنے ڈیرے پر لے گئے۔ پھر خبر نہیں یہ کیسے شہرہ ہُوا کہ اخیر پر برخاستگئ دربار کے وقت انضباط میں گڑبڑ پڑ گئی تھی۔ شاید یہ نکتہ چین دماغوں کا واہمہ ہی ہو۔ یا جمِ غفیر کے باعث رؤسا کی سواریوں کو نمبروار آگے نکلنے میں موقع نہ ملتا رہا ہو۔

اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اب میں بصدق ارادت حضور لامع النور ملک معظّم کے اعلان کی حرف بحرف نقل پیش کروں۔

اس موقع مسعود کے خلاف چند ناگوار پیشین گوئیاں بھی اخباروں میں مشتہر ہوئی تھیں مگر اقبال شاہی کے روبرو سب خاک دھول ہو گئیں۔ اور کُل رسوم ٹھیک وقت پر حسب پروگرام درست عمل میں آئیں۔ خاک بدہن حاسداں۔ جہاں پر ماتما کے فضل و کرم کا اپنا ہاتھ ہو۔ پھر وہ ایسا بے نظیر کام رزم و کٹھن کیوں سرانجام نہ ہوتا۔

از پیشگاہ اعلےٰ حضرت والا مرتبت جناب شہنشاہ ذی جاہ ادام اللہ اقبالہم

اعلان شاہی

بہ غرض تعیین یوم مسعود برائے ادائے رسم تاجپوشی اعلےٰ حضرت شہنشاہِ عالم پناہ ایڈورڈ ہفتم۔ از نقیب شاہی میجر میگسویل صاحب بہادر

ہرگاہ حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا مرحومہ مغفورہ جن کا اسم گرامی ہمیشہ نیکی اور محبت

سے صفحۂ ہستی پر یادگار رہیگا۔ اُن کی وفات حسرت آیات کے بعد بتاریخ ۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء
ما بدولت بخطاب و القاب ایڈورڈ ہفتم بفضل خدا بادشاہ سلطنت متحدہ برطانیہ عظمےٰ
و آئرلینڈ حامئے دین قیصر ہند تختِ سلطنت پر جلوس فرما ہوئے۔ اور ہرگاہ بذریعۂ
اعلان ہائے شاہی مشتہرۂ مابدولت مؤرخہ ۲۶ جون و ۱۰ دسمبر ۱۹۰۱ء مطابق اوّل
سال جلوس مابدولت اپنے شاہی مُبلاوے کی تشئیع اور اعلان کر دیا تھا کہ بلطف و عنایتِ
ایزدِ متعال مابدولت اپنی شاہانہ تاج پوشی کی رسم مبارک کو بتاریخ ۲۶ جون ۱۹۰۲ء
ادا فرمائینگے۔ اور ہرگاہ رسمِ مسعود متذکرۂ بالا کو مابدولت نے بہ لطف و کرم ربِّ
ذوالجلال یوم شنبہ بتاریخ ہشتم اگست گزشتہ ادا فرمایا۔ اور ہرگاہ مابدولت کی
مرضیٔ مبارک و منشائے دلی یہ ہے کہ ایک دربار عام میں ہماری تمام محبت کیش
رعایائے سلطنت ہند کے سامنے مراسمِ تاج پوشی کا اعلان کیا جائے اور مابدولت
کی سلطنت ہند کے گورنروں اور لفٹننٹ گورنروں اور حُکّام صوبجات کو اور اُن
ہندوستانی ریاستوں کے شہزادوں اور والیانِ مُلک اور امرا کو جو مابدولت کے
زیر سایہ ہیں۔ اور اس سلطنتِ ہند کے کُل صوبجات کے سرگروہ معززین کو اِس
تقریب سعید کی شرکت کا موقع دیا جائے۔ لہٰذا مابدولت اِس اپنے شاہی اعلان کے
ذریعے امر متذکرۂ بالا کو مشتہر فرماتے ہیں۔ اور اپنے راستی کیش معتمد علیہ منظورِ نظر
مشیر جارج ٹھنیئل لارڈ کرزن آف کڈلسٹن نائب السلطنت و گورنر جنرل کشور ہند
کو ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو بمقام دہلی ایک شاہانہ دربار اس
مبارک رسم تاج پوشی کی تکمیل کے اعلان کی غرض سے منعقد کریں۔ اور مابدولت
یہ بھی ہدایت فرماتے ہیں کہ متذکرۂ صدر دربار کے موقع پر اعلانِ عام حاضرینِ
دربار کی اطلاع کے لئے پڑھ کر سُنایا جائے جس سے یہ متعلق ہے۔ مابدولت کی
بارگاہ سینٹ جیمز سے آج بتاریخ یکم اکتوبر ۱۹۰۲ء مطابق سال دوم جلوس

صادر ہوا۔

جناب باری اعلےٰ حضرت والا مرتبت شہنشاہ معظم کو تا دیر سلامت با کرامت رکھے !!!

دربار دہلی میں حضور لارڈ کرزن کی تقریر

اب سے چھ مہینے پیشتر اعلےٰ حضرت شاہ ایڈورڈ ہفتم ملک معظم انگلستان و قیصر ہند کو شاہانِ انگلشیہ کا تاج و عصا عطا کیا گیا تھا۔ سلطنت ہند کے صرف معدودے چند رئیسوں کو اُس تقریب میں شریک ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ آج کے دن حضور ملک معظم نے اپنی عنایاتِ خسروانہ سے اپنی تمام رعایائے ہند کو اسی قسم کی خوشیوں میں شریک ہونے کا موقع دیا ہے۔ اور یہاں اور تمام مقاماتِ ہندوستان میں اِس مبارک جشن کے موقع پر خواہ راجگان و نوابان و رئیسان و سرداران ہند جو حضور ممدوح کے تخت کے ستون ہیں۔ خواہ یورپین اور ہندوستانی حُکّام جو حضور عالی کی سلطنت کا انتظام بحُسن و خوبئ تمام و جانفشانی مالاکلام بجالاتے ہیں۔ خواہ انگریزی اور ہندوستانی افواج جو اس قدر نمایاں بہادری کے ساتھ حضور عالی کی حدودِ ممالک کی حفاظت و نگاہبانی کرتی اور حضور ممدوح کی طرف سے میدانِ جنگ میں جان فدا کرتی ہیں۔ خواہ ہندوستان کی تمام اقوام کے وفاداد باشندوں کی ایک جماعت بے شمار۔ جو باوجود ہزاروں قسم کے اختلافاتِ حالات و خیالات و عادات کے بہ طیبِ خاطر سلطنتِ عظمےٰ کی اطاعت میں متحد اور متفق ہیں۔ سب کے سب یکجا مجتمع ہیں۔ اپنی تاج پوشی کی تقریب کو اِس طور پر ہندوستان میں انجام دینے کی غرض خاص سے حضور ملکِ معظم نے

مجھے بحیثیتِ نائب السلطنت ہونے کے اِس دربار عالیشان کے انعقاد کا حکم دیا ہے۔ اور خاص کر کے اس جشن کی عظمت و وقعت کے اظہار کی غرض سے اعلےٰ حضرت نے اپنے برادر حقیقی شاہزادہ والا تبار عالیجناب ڈیوک آف کناٹ کو اس تقریب میں شامل ہونے کا ارشاد فرما کر ہم لوگوں کی عزت افزائی فرمائی ہے۔ اب سے ۲۵ برس پیشتر اسی مہینے کے اسی دن میں اسی قدیم شہر میں جو یادگار شاہانِ نام آور و کارہائے قابل الذکر ہے۔ اور عین اِسی مقام پر حضور ملکہ معظمہ وکٹوریا اوّل قیصرہ ہند کے خطاب کے ساتھ مشتہر کی گئی تھیں۔ یہ کام حضور ممدوحہ کی اُن کی ہندوستانی رعایا کے ساتھ بے انتہا ہمدردی کی دلیل میں اور اُن کے ممالک متصرفہ ہند کے دولت برطانیہ کے زیر اطاعت و انقیاد متفق ہونے کے ثبوت میں کیا گیا تھا۔ اُس سے رُبع صدی (یعنی ۲۵ برس) بعد آج کے روز اُس سلطنتِ وسیع کے اتحاد میں کچھ کمی نہیں۔ بلکہ زیادتی ہو گئی ہے۔ وہ بادشاہ جس کی اطاعت کے اظہار کے واسطے ہم لوگ مجتمع ہوئے ہیں۔ اپنی رعایائے ہند کے درمیان کچھ کم ہر دل عزیز نہیں ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے اس کی شکل اپنی آنکھوں دیکھی اور اس کی آواز اپنے کانوں سُنی ہے۔ وہ اپنی نوبت پر ایک ایسے تخت کا مالک ہوا ہے جو دُنیا میں نہ صرف سب سے زیادہ نامی و گرامی ہے۔ بلکہ سب سے زیادہ محکم اور پائدار بھی ہے۔ اور وہ نکتہ چین جنہیں اس بات کی تصدیق سے انکار ہو کہ سلطنتِ ہند کا قبضہ اور حضور ملک معظم کی رعایائے ہند کا وفادارانہ تعلق اور خدمت اُس تخت کے استحکام کے لئے ادنےٰ بُنیادوں میں سے نہیں ہے۔ غلط خبریں سُنے ہوئے ہونگے بلکہ میری دانست میں یہ باتیں اس کے استحکام کی شروطِ لازمی میں سے ہیں۔ جس طرح ہندوستان اپنے ذاتی اور موروثی فخر سے معمور ہے۔ اُس طرح اس وفاداری و نمک حلالی کی روشنی سے منوّر ہے۔ جس کی از سرِ نو جانبِ غرب سے افزائش کیگئی ہے۔ اپنے اُلوالعزم طالبوں کی بڑی جماعت میں سے جو قرناً بعد قرنٍ اس کی طلب

اور تلاش میں آتے گئے۔ اُس نے صرف اُسی سے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ جس نے اُس
کے نزدیک اپنا اعتبار بھی پیدا کیا۔ دُنیا کے کسی دوسرے حصے میں ممکن نہیں ہے کہ ایک
ایسا منظر جس کا ہم آج یہاں مشاہدہ کر رہے ہیں دیکھنے میں آئے۔ میں اس بڑے
اور باوقعت مجمع کا ذکر نہیں کرتا۔ ہرچند کہ اس کے لاثانی ہونے کا مجھے یقین ہے۔
میں اُس حقیقت کی طرف جس کا یہ مجمع گویا مجاز ہے۔ اور اُن لوگوں کی طرف جن کی
کیفیاتِ قلبی کا یہ مجمع اظہار کرتا ہے۔ اشارہ کرتا ہوں۔ مختلف ریاستوں کے سَو سے
زیادہ والی جن کی مجموعہ آبادی چھ کروڑ آدمیوں کی ہے۔ اور جن کے ممالک ۵۵ درجہ
طول تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اپنے مشترک حکمراں کی اطاعت کا اظہار کرنے کے لئے
یہاں آئے ہیں ۔ ہم اُن کے اِس جوشِ وفاداری کی نہایت قدر کرتے ہیں۔ جو اُنہیں
اس قدر فاصلوں سے دہلی تک کھینچ لایا ہے۔ اور جس کے لئے اکثر کو بہت کچھ تکلیف
اور اخراجات بھی برداشت کرنا پڑا ہے۔ اور ابھی تھوڑی دیر میں مجھے اُن کی خاص
زبانوں سے حضور ملک معظم تک اُن کی طرف سے مبارکبادی پہنچانے کا پیغام سُننے
کی عزت حاصل ہوگی۔ وہ عہدہ دار اور سپاہی جو یہاں موجود ہیں۔ ہندوستان کے
قریب قریب دو لاکھ تیس ہزار جوانوں میں سے منتخب کر کے بُلائے گئے ہیں۔ اور
اُنہیں خاص کر اس بات پر فخر ہے کہ وہ حضور ملک معظم کی سپاہ ہیں۔ سربرآوردگانِ
جماعت ہائے ہند عہدہ دار اور غیر عہدہ دار جو یہاں موجود ہیں۔ ۲۳ کروڑ سے زیادہ
آدمیوں کی جماعت کی وکالت کرنے والے ہیں۔ اس لئے حقیقت میں اس بات کا
دعوےٰ کیا جا سکتا ہے کہ اس تماشا گاہ میں روحانی طور پر بلکہ حکمرانوں اور نائبوں
کے اعتبار سے جسمانی طور پر بھی تمام انسانی آبادی کا قریب قریب ایک خُمس یہاں
موجود ہے۔ سب کے سب میں ایک ہی جوشِ دل کی رُوح پھونکی گئی ہے۔ اور
سب کے سب ایک تخت کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ اگر کوئی سوال کرے کہ

یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک ہی دلی جوش نے ان کثیر التعداد اور منتشر جماعتوں کو ایک جگہ کھینچ بلایا اور انہیں متحد کر دیا ہے - تو جواب اس کا یہ ہے کہ بادشاہ کے ساتھ وفاداری اور اس کے عدل اور کریمانہ حکومت پر اعتماد دونو مترادف الفاظ ہیں + یہ نہ صرف ایک دلی جوش کا اظہار ہے - بلکہ ایک تجربے کی گویا لوحِ منقش اور اعتقاد کا اقرار ہے - اس لئے کہ ان کروڑوں آدمیوں میں سے اکثر کو حضور ملک معظم کی گورنمنٹ نے باہر کے حملہ آور اور اندر کی بدعملی سے آزادی بخشی ہے - بعضوں کو اُن کے حقوق و اختیارات کی حفاظت کی کفالت عطا کی ہے - بعضوں کے لئے باعزت مشغولیوں کی راہیں فراخ وکشادہ کر دی ہیں - عامہ خلائق کے حال پر مصیبت کے وقت نظر ترحم مبذول کرتی ہے - اور سب کے ساتھ عادلانہ انصاف برتنے - انہیں ظلم وستم سے نجات دینے اور تربیت وتعلیم اور امن وامان کے فیوضات عطا کرنے کے لئے کوشش کرتی ہے - ایک ایسے ملک پر فتح حاصل کرنا ایک بڑی کامیابی ہے - عادلانہ اور منصفانہ برتاؤ سے اس ملک پر قبضہ قائم رکھنا - اس سے بھی بڑھ کر کامیابی ہے - عاقلانہ تدابیر ملکی سے اس کے اجزاے منتشرہ کو ایک مجموعۂ مستحکم بناکر برقرار رکھنا - سب سے بڑی دلیل فیروزی ہوگی بلکہ ہے - اس تاج پوشی کے دربار کے انعقاد کے یہی اغراض و مقاصد ہیں +

اب میرا یہ فرض ہے کہ حضور ملکِ معظم کے اس شفقت آمیز فرمان کو جو حضور ممدوح نے اپنی رعایاے ہند تک پہنچائے جانے کی فرمائش کی ہے - آپ لوگوں کے سامنے پڑھ کر سناؤں +

حضور ملک معظم و قیصرِ ہند کا پیغام مبارک فرجام

"مجھے نہایت خوشی ہے کہ اس پُر شوکت موقع پر جبکہ میری ہندوستانی رعایا

میری تاج پوشی کی خوشیاں کر رہی ہے ۔ مَیں اُنہیں خوشنودی و مبارکبادی کا پیغام بھیجتا ہوں ۔ اُس تقریب میں جو لندن میں سرانجام پائی ۔ صرف معدودے چند والیانِ ریاست و وکلاے ہند شریک ہو سکے ۔ اس لئے میں نے اپنے نائب السلطنت گورنر جنرل بہادر کو ہدایت کی کہ وہ دہلی میں ایک بڑا دربار منعقد کریں ۔ تاکہ تمام والیانِ ریاست و باشندگانِ ہند اور سرکاری حُکّام اس مبارک موقع پر خوشیاں منا سکیں ۔ جب مَیں ۱۸۷۵ء میں ہندوستان کی سیر کو گیا تھا ۔ تب سے اُس ملک اور اُس کے باشندوں کی محبّت میرے دل میں جانشین ہو گئی ۔ اور میرے خاندان اور تخت کی اُن میں جو ذلی اور وفادارانہ ہوا خواہی ہے ۔ اُس سے میں پوری طرح باخبر ہوں ۔ گذشتہ چند برسوں میں اُن کی محبّت اور وفاداری کی بہت سی دلیلیں ظہور میں آ چکی ہیں ۔ اور میری سلطنتِ وسیع کے محاربات و فتوحات میں میری ہندوستانی افواج نے نمایاں خدمتیں کی ہیں ۔ مجھے امید قوی ہے کہ میرے فرزندِ دلبند پرنس آف ویلز بہمراہیئے پرنسس آف ویلز صاحبہ عنقریب اس ملک ہندوستان سے شخصی طور پر واقفیّت حاصل کر سکینگے ۔ جس کی نسبت ہمیشہ سے میری یہ خواہش رہی ہے کہ وہ دیکھتے ۔ اور وہ خود بھی اُس کی سیر کے اُسی درجہ مشتاق ہے ۔ اگر ممکن ہوتا تو مَیں اس مہتم بالشان موقع پر بخوشی خود بہ نفسِ نفیس ہندوستان آتا ۔ بہرکیف میں نے اپنے برادرِ عزیز ڈیوک آف کناٹ بہادر کو جو ہندوستان میں بہت کچھ شہرت حاصل کر چکے ہیں ۔ بھیجا ہے ۔ تاکہ اُس جشن میں جو میری تاج پوشی کی خوشیاں منانے کے لئے انجام دیا جائے ۔ میرے خاندان کی طرف سے کوئی شخص موجود رہے ✦

جب سے میں اپنی والدہ مکرّمہ عالی جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا مرحومہ اول قیصرہ ہند کے تخت کا مالک ہؤا ہوں ۔ میری یہی خواہش رہی ہے کہ رحیمانہ اور منصفانہ انتظام

سلطنت کے وہ اصول جنہوں نے ایک تعجب خیز طور پر رعایائے ہند کے دلوں میں جناب ممدوحہ کی عظمت و محبت پیدا کر دی تھی۔ بے کم و کاست برقرار رہیں۔ تمام باشندگانِ ہند کو خواہ وہ رئیسِ معاون ہوں یا رعیتِ مطیع۔ میں پھر از سر نو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں اُن کی آزادیوں کا خیال رکھونگا۔ اُن کے مدارج اور حقوق کا لحاظ کرونگا۔ اُن کی ترقی مدِّ نظر رکھونگا۔ اور اُن کی فلاح و بہبودی میں کوشاں رہونگا۔ اور میری حکومت کے یہی اعلےٰ اغراض اور مقاصد ہیں۔ اور یہی مقاصد انشاء اللہ تعالےٰ میری ہندوستان کی رعایا سلطنتِ وسیع کی روز افزوں مرفہ الحالی اور اُس کے باشندوں کی مزید شادمانی و کامرانی کا باعث ہونگے*"

(بقیہ تقریر لارڈ کرزن بہادر)

حضرات والیانِ ریاست و باشندگانِ ہند! یہ اُس شہنشاہ عالی جناب کے الفاظ ہیں جس کی تاج پوشی کی خوشیاں منانے کے لئے ہم لوگ جمع ہوئے ہیں۔ یہ اُن افسروں کے دلوں میں جو اُس کی خدمت بجالاتے ہیں۔ تحریک پیدا کرتے اور اُن کے لئے آوازِ غیب کا کام دیتے ہیں۔ اور عامہ رعایا کے روبرو اُلوالعزمی اور شفقتِ خسروانہ کی مثال پیش کرتے ہیں۔ ہم میں سے اُن لوگوں کے دلوں میں جو میری اور میرے ہم منصبوں کی طرح۔ حضور ملکِ معظم کی سلطنت کے مدار سیاست ہیں ایسی نیت پیدا کرتے ہیں جس کو ہماری حرکات و سکنات کا رہنما اور ہماری سیاستِ مُلکی کا دستور العمل ہونا چاہیئے۔ ایسا زمانہ کبھی نہیں گزرا۔ کہ ہمیں اس بات کی زیادہ خواہش ہوئی ہو۔ کہ فیاضی اور نرم دلی کو اِس سیاست مُلکی کے اوصافِ ضروریہ میں سے ہونا چاہیئے جنہوں نے زیادہ تکلیفیں سہی ہیں۔ وہ عنایت و کرم کے بھی زیادہ مستحق ہیں۔ جنہوں نے پوری طرح سے خدمتگزاری کی ہے۔ وہی انعام وصلہ کے بھی پوری طرح سے سزاوار ہیں * اس سلطنتِ وسیع کی پچھلی لڑائیوں میں

والیانِ ریاست ہائے ہند نے اپنی سپاہ اور اپنی تلواریں، ہماری تائید و تقویت کے لئے پیش کی ہیں - اور دوسری مشکلوں میں بھی مثلاً جو خشک سالی و قحط کے مقابلے میں اُٹھانی پڑی - اُنہوں نے اپنی کارروائیوں میں اُسی قسم کی شجاعت و عالی ہمتی کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے - جو آرام اور سہولتیں اُنہیں اس وقت حاصل ہیں - اُن میں اضافہ کرنا مشکل ہے - اور اُس سلامتی میں جس کے استحکام میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا - زیادتی کرنی ایک غیر ممکن امر ہے - بااین ہمہ ہم اس بات کے بیان کرنے سے خوش ہیں کہ گذشتہ قحط کے متعلق گورنمنٹ ہند نے جو جو قرضے دیسی ریاستوں کو دئے ہیں - یا اُن کی ذمہ واری کی ہے - سرکار دولت مدار تین برس کی میعاد تک اُن کا سود لینے سے باز رہیگی - اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ ریاستیں جن پر یہ عنایت کی جاتی ہے - اس سے بخوشی تمام استفادہ کرینگی - اس بڑے ملک میں اور بھی زیادہ کثیر التعداد جماعتیں ہیں - جن کے حق میں امداد کو وسعت دینے سے ہمیں خوشی حاصل ہوگی - اور ہمیں اُمید ہے کہ عنقریب ہم اُن کی عافیت اور بہبودی میں کچھ اضافے کا اعلان کر سکینگے - سال حال کے درمیان ارادوں کا اظہار قرینِ مصلحت - اور حسابوں کے نقشوں کا تیار کرنا آسان نہیں ہوتا - بہرکیف اگر موجودہ صورت قائم رہی - اور اگر ہمیں ہندوستان کی مالی حالت کی ترقی کا زمانہ ہاتھ آیا - جس کے ہاتھ آنے کی ہمیں بہمہ وجوہ اُمید ہے - تو میں امید قوی رکھتا ہوں - کہ حضور ملک معظم کے عہدِ حکومت کے سالہائے اوّلیں گذرنے نہ پائینگے - کہ گورنمنٹ ہند کچھ مالی امداد کے ذریعے سے اُن کے ساتھ اپنی ہمدردی اور توجہ کا اظہار کر سکیگی - اُن کا وفادارانہ صبر سالہائے تکلیف و عسرت میں اس قدر نمایاں ہوا ہے - کہ میں نہایت ہی خوشی کے ساتھ اُس امداد کو پیش نظر رکھتا ہوں +

اب میں عنایت اور مہربانی کی اُن دوسری کارروائیوں کا ذکر کرتا - جنہیں

ہم نے موجودہ تقریب کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ ضروری نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ وہ باتیں اَور جگہ مندرج ہیں۔ لیکن مجھے عہدہ دارانِ فوج کے حق میں اس امر کے اعلان کا اختیار مفوّض ہوا ہے۔ کہ آئندہ سے انڈین سٹاف کور کا لقب منسوخ ہو جائیگا۔ اور کہ وہ حضور ملک معظم کی افواج متحدہ ہند کے ایک ہی طبقے میں شمار کئے جائینگے ٭

حضرات والیانِ ریاست و باشندگانِ ہند! اگر ہم ایک لحظے کے لئے زمانۂ مستقبل کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھیں۔ تو بلا شُبہ اس مُلک کے واسطے ایک بہت بڑی ترقی کے آثار ظاہر ہونگے۔ ہندوستان کے متعلق کوئی مسئلہ ایسا نہیں خواہ وہ آبادی۔ تعلیم۔ اسبابِ روزگار یا معیشت کے خصوص میں ہو۔ جس کا حل تدبیر ملکی کی طاقت سے باہر ہو۔ ان میں سے بہتیروں کا حل اِن دنوں ہماری نگاہوں کے سامنے کیا جا رہا ہے۔ اگر برطانیۂ عظمےٰ اور ہندوستان دونو کی مجموعی قوت سے ہماری سرحدوں پر امن و امان برقرار رہے۔ اگر اُن کے درمیان۔ رئیسوں اور رعایا کے درمیان۔ فرنگیوں اور ہندوستانیوں کے درمیان۔ حاکم و محکوم کے درمیان رشتۂ یگانگی و اتحاد مضبوط و محکم رہے۔ اور اگر فصل و موسم بھی اپنی فیاضیوں میں کوتاہی نہ کریں۔ تو ترقی کی تیز رفتار کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ اگر خداوند تعالےٰ نے چاہا ہے تو ہندوستان آئندہ زمانے میں وہ ہندوستان نہ ہوگا جس کی زرخیزی رُو بہ تنزل ہو۔ جس کی آئندہ اُمیدیں مفقود ہوں۔ یا جس میں بجا شکایت یا ناراضی کی بُو پائی جائے۔ بلکہ یہ وہ ہندوستان ہوگا۔ جس میں جد و جہد کو وسعت ہوگی۔ قابلیتیں عالمِ خواب سے بیداری کی حالت میں ہونگی۔ بہبودی اور مرفہ الحالی رو بہ ترقی ہوگی۔ اور آسائش و دولت زیادہ تر پھیل جائیگی۔ مجھے اپنے ملک کی ایمانداری اور خلوصِ نیّت پر اعتماد کُلّی ہے۔ اور اس ملک ہند کی نامحدود قابلیتوں پر

بھروسہ رکھتا ہوں - لیکن اُن آئندہ صورتوں کے ظہور میں آنے کے واسطے ایک شرط لازم ہے - یعنی کہ دولتِ عظمیٰ کے اختیار و تسلط میں کسی کو اعتراض کا موقع نہ ملے - اور یہ صورتِ حال سوائے دولتِ ضخیمۂ برطانیہ اَور کسی کی سرداری میں پائدار و برقرار نہیں رہ سکتی ❊

اب میں اِن بیانات کو ختم کرنا چاہتا ہوں - میری دلی خواہش ہے کہ باشندگانِ ہند اِس بڑے اجتماع کو مُدّتوں یاد رکھینگے - کہ اسی کے ذریعے ایک نہایت پُرشوکت موقع پر انہیں اپنے شہنشاہِ عالیجاہ کے خصائل ذاتی کو دریافت کرنے اور اُن کے نیک خیالات کے سُننے کی عزّت حاصل ہو - میں امید کرتا ہوں کہ اس کی یاد خوشی اور مسرت کا باعث ہوگی - اور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کا عہدِ حکومت جو ایسے سعید و مبارک طور پر شروع ہؤا ہے - ہندوستان کے صفحاتِ تاریخ اور اُس کے باشندوں کے صفحاتِ دل پر تا ابد باقی اور منقش رہیگا ❊ ہم دعا کرتے ہیں کہ اُس قادرِ مطلق مالکِ ارض و سما کے فضل و کرم سے شہنشاہِ ممدوح کی سلطنت اور حکومت سالہا سال قائم رہے - آپ کی رعایا کو روز افزوں بہبودی اور ترقّیٔ خیالات ہو - آپ کے عہدہ داروں کی نظم و نسق ملکی پر عقلمندی اور نیکی کی مُہر ثبت رہے - اور آپ کی سلطنت کی سلامتی اور برکتیں تا ابد قائم رہیں ❊

حضور ملک معظم و قیصر ہند کی عمر دراز ہو !

ریزولیوشن بمُراد رہائی قیدیاں

(۱) جناب نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل نے اعلےٰ حضرت ملک معظم و

قیصر ہند کی تاج پوشی کے مبارک موقع پر نیچے لکھے ہوئے حکم براہ ترحّم و عنایت. برٹش انڈیا کے کُل جیل خانوں میں اور پورٹ بلیر کے قیدیوں کی بستی میں بعض قیدیوں کی رہائی کے لئے جن میں فوجداری اور دیوانی دونو قسم کے قیدی ہیں۔ اور دوسرے قیدیوں کی میعاد ہائے سزا کا کچھ حصّہ معاف کرنے کے لئے صادر فرمائے ہیں +

(۲) لوکل گورنمنٹوں اور منتظمانِ ملک کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ آج کے دن کُل قیدیوں میں سے دس فی صدی کو رہا کر دیں۔ بشرطیکہ اُن کا چال چلن قید کے زمانے میں اچھا رہا ہو۔ اور اُن کی رہائی سے قتل کے جھگڑوں کے پھر پیدا ہو جانے یا عادی مجرموں کے جُرموں کا پھر ارتکاب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اس حکم کے بموجب ۹۱۲۳ مجرم رہا کئے جائینگے۔ ملک برہما کے اُن لوگوں کی رہائی کے مسئلے پر خاص لحاظ کیا گیا ہے۔ جو اُس ہنگامہ و فساد کے زمانے میں جو شمالی برہما کے لئے جانے کے بعد ہوا۔ ڈکیتی اور اسی قسم کے دوسرے جُرموں کی بابت سزایاب ہوئے۔ اور ایسے قیدیوں میں سے ۱۲۷ کا رہا کرنا تجویز کر لیا گیا ہے +

اوپر کی رعایتوں کے علاوہ عالی جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے بطور زائد اظہار ترحّم و عنایت کے یہ حکم دیا ہے کہ

(۱) ۱۲۳۸ قیدی عورتیں جن کے جُرم سخت قسم کے نہ تھے رہا کی جائیں۔ اور

(۲) ۴۹۰۶ آدمی جن کی میعاد قید ایک مہینہ یا اس سے کم تھی۔ اور جو آج کے دن اپنی میعادِ سزا کا نصف حصّہ بُھگت چکے ہیں۔ رہا کر دئے جائیں۔ اور

(۳) ۲۷۶ ایسے آدمی جن کی قید چھ مہینے سے زیادہ کی نہ تھی۔ اور جن کے

جُرم کم و بیش حالت گرانے سے منسوب ہو سکتے تھے رہا کئے جائیں ٭
جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ جزائر انڈیمن میں ۳۵۲ مرد اور عورت قیدی بغیر کسی قسم کی شرط کے رہا کر دئے جائیں - اور ۱۳۱ قیدی جو ڈکیتی کی سزا بھگت رہے ہیں۔ شرطیہ طور پر رہا کئے جائیں ۔ پس پورٹ بلیر میں کُل تعداد ہر قسم کے قیدیوں کی جو بہ تعلق اعلانِ تاج پوشی اعلیٰ حضرت ملک معظم و قیصرِ ہند کے رہا کئے جائینگے - قریب ...۵ کے ہوگی ٭

(۱۳) جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے عنایت اور ترحم کا اظہار ملک ہند کے جیلخانہ جات کے اُن قیدیوں کی نسبت بھی جو بلحاظ امن رعایا اس وقت رہا نہیں کئے جا سکتے ہیں - اس طور پر کیا ہے - اور یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ اُن کی سزا کی میعادوں میں کم و بیش مطابق نوعیت سزا کے جو ہر صورت میں ہو تخفیف کیجائے - جس کی حد بابت ہر ایک سال قید کے جو جیلخانے میں گزرے - ایک مہینے تک کی معافی ہو سکتی ہے ٭ اس کے علاوہ نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے پورٹ بلیر کے قیدیوں کی بستی میں کُل اچھے چال چلن کے قیدیوں کے لئے بعض ایسی رعایتیں منظور فرمائی ہیں - جن سے اُن کی سزاؤں کی سختی کم ہو جائیگی - اور اگر ان کا اچھا چال چلن جاری رہیگا - تو اُن کو اور رعایتیں حاصل کرنے کا زیادہ موقع ملیگا ٭

(۱۴) جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے کُل ایسے آدمیوں کی رہائی کا حکم صادر فرمایا ہے جو بعلت اجراے ڈگری عدالت ہاے دیوانی کے جیل خانے میں قید ہوں - اور جن کے ذمہ کا قرضہ ایک سو روپیہ سے زیادہ

نہ ہو۔ بشرطیکہ وہ غریب ہوں اور فریبی نہ ہوں۔ اور یہ بھی حکم دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ وہ قرضہ یا قرضے ادا کرے۔ جن کی بابت وہ قید ہوں۔ اس طور پر ۱۳۲ قیدی رہا کئے جائینگے۔ اور اُن کے قرضے جن کی کُل تعداد ۵۹۰۸۵ روپیہ ہے۔ گورنمنٹ ادا کریگی ✣

(۵) کُل تعداد قیدیوں کی جو آج کے دن ملکِ ہند کی انگریزی عملداری کے جیلخانوں سے بشمول جزائر انڈیمن کے رہا کی جائیگی۔ ۱۶۱۸۸ ہے ✣

نظمِ تاج پوشی

از منشی رام سہائے صاحب تمنّا لکھنوی

آج وہ دن ہے کہ ہے سارا زمانہ شادماں
آج وہ موقع ہے ہیں مرغوب جس کی خوبیاں
آج وہ ساعت ہے جسکی نیکنامی ہے عیاں
آج جشنِ تاج پوشی ہے نشانِ عز و شاں
آج کا ہے روز دل افروز یکتائے زماں
آج کا دن خاصکر ایسا ہے جس کے واسطے
یہ وہ دن ہے جسکو پہلی جنوری کہتے ہیں لوگ
آج وہ دن ہے کہ سب شہروں پہ ہے دہلی کو فخر
آج وہ دن ہے کہ مہر لطف روشن ہوگیا
آج وہ دن ہے کہ ہیں محکوم و حاکم دونو خوش

جس طرف دیکھو نظر آتا ہے راحت کا سماں
آج وہ منظر ہے جس پر ہے فدا چشمِ جہاں
وقت وہ ہے جس نے دکھلایا ہے لُطفِ جاوداں
ہے مبارکباد کا غُل از زمیں تا آسماں
خوبیاں اُس کی قلم سے ہو نہیں سکتیں بیاں
منتظر تھے شوق دل سے کودک و پیر و جواں
سنہ بھی ہے اُنیس سَو تین اسکی آمد سے عیاں
آج وہ دن ہے کہ خوش ہے خاطرِ ہندوستاں
روشنی سے ہوگئی ہے روز روشن شب کی شاں
آج وہ دن ہے کہ ہیں شیر و شکر اہلِ جہاں

آج وہ دن ہے کہ جاگ اُٹھا ہے بخت اہلِ ہند
قابلِ اعزاز جو ہیں آج پاتے ہیں خطاب
ہندیوں کی قدر آج اس سے زیادہ ہوگی کیا
والیانِ ملک بھی ہیں آج جلسے میں شریک
خیرخواہی جس نے کی سرکار کی اُس کے لئے
آج وہ دن ہے کہ ہیں توپوں کی آوازیں بلند
آج وہ دن ہے کہ فوجیں بھی قواعد کرتی ہیں
آج وہ دن ہے کہ دیکھی سب نے بزمِ خسروی
راجوں مہراجوں کی پوشاکیں ہیں نظروں کو عزیز
ہاتھیوں کے جھمگھٹے گھوڑوں کے جھرمٹ چارسُو
فوجِ شاہی کے رسالے ہیں جو ہمراہِ رکاب
فوج کے باجے اِدھر۔ یہ شورِ مبارکباد اُدھر
آج وہ دن ہے کہ جشنِ تاجپوشی کی ہے دُھوم
ملکۂ وکٹوریا کا ہے جو فرزندِ بزرگ
ہے وہی ایڈورڈ ہفتم قیصرِ ہند آجکل
آج وہ دن ہے کہ جس کی رات بھی دن ہوگئی
چھُوٹی آتشبازی بہرِ فرحتِ ہر ناظرین
قلعہ آتشباز نے ایسا چھُڑایا رات کو
نور مہتابوں کا مہتابِ فلک سے بڑھ گیا
ایسے غُبارے اُڑے پہنچے جو بامِ چرخ پر
آج وہ دن ہے کہ محفل کو ہے زیبائش پہ ناز
خیرخواہوں کو عطا ہوتا ہے عزّت کا نشاں
پھر نہ کیوں ذی ہوش ہوں مداحِ فضلِ حکمراں
دعوتِ شاہی کے آکر ہوگئے ہیں میہماں
عہدہ داراں کا بھی مجمع ہے میانِ حکمراں
آج کا دربار ہے عزّت فزا و قدرداں
ہے سلامی کی صدا آویزۂ گوشِ جہاں
جنگ کے موقع کی آتی ہیں نظر نیرنگیاں
بزمِ جمشیدی میں ایسی شان و شوکت تھی کہاں
ہے چمک سے اُنکی روشن روئے خورشیدِ جہاں
آج کے سامانِ شاہی کا دکھاتے ہیں سماں
بج رہا ہے رُعب کا ڈنکا بصد اعزاز و شاں
اس صدا سے کان راحت آج ہے گوشِ جہاں
آج وہ دن ہے کہ ہے اعلانِ شاہی کا بیاں
اُس کی خوش بختی ہوئی ہے دستگیرِ بیکساں
آج جس کے حکم سے ہے جلسۂ اعلےٰ یہاں
روشنی سے جگمگا اُٹھا ہے ہر قصر و مکاں
چرخِ چکر میں ہوا دیکھیں جو رنگیں چرخیاں
جاکے پہنچیں قلعۂ افلاک پر چنگاریاں
ہوگیا صحنِ زمین خورشیدِ انور کا مکاں
ہوگئے تاروں سے یہ لاکھوں ستارے ہم عناں
ہر طرف ہے رونقِ تازہ زمانے میں عیاں

ہے نشستِ مہماناں کا مناسب انتظام
اک طرف فرمانروا ہیں ایک جانب حکمراں

آج وہ دن ہے کہ سب کی آرزو پوری ہوئی
آج وہ دن ہے کہ بر آئی تمنّائے جہاں

آج وہ دن ہے کہ دیکھی سب نے شانِ سلطنت
آج کا موقع ہے اظہارِ حکومت کا نشاں

آج کا سا جلسۂ یکتا کہاں پہلے ہوا
حال ایسا پچھلی تاریخوں میں دیکھا ہے کہاں

آج ہر خطّے میں یکساں ہے خوشی کا انتظام
ہر جگہ ہے وردِ لب لطف و طرب کی داستاں

آج وہ دن ہے کہ صدقِ دل سے سب مدّاح ہیں
عہد یہ ہے خوبیوں میں اپنی یکتائے زماں

ضلع کیا تحصیل کیا دیہات کیا ہر سُو ہے لُطف
جس کو دیکھو ہے خدا کے فضل سے شادی کناں

الغرض یہ آج کا دن ہے خوشی کی یادگار
ہے فدا اس پر تہِ دل سے خوشی جاوداں

ہے تمنّا کی دُعا بھی صدقِ دل سے پیشِ حق
یہ حکومت دائما قائم رہے باعزّ و شاں

بوستانِ سلطنت دائم تر و تازہ رہے
اُس کے سائے تک نہ آئے گردشِ دورِ خزاں

آفتابِ سلطنت یونہی رہے روشن مدام
کاروبارِ امن کی یونہی رہیں سرگرمیاں

خانۂ دولت رہے آباد۔ حاصل ہو مُراد
شانِ خوش نظمی بڑھے۔ قائم رہے امن و اماں

ہوں عدو پامال تازہ ہو دلِ ہر خیر خواہ
تا قیامت امن کا ساماں رہے راحت رساں

اے تمنّا اب یہ لکھ تاریخ جشنِ قیصری
آج کا دربار ہے دہلی میں مرغوبِ جہاں
۱۹ ۶ ۰۳

آتش بازی کی سیر

میرے ہمراہیوں نے زور ڈالا۔ کہ ہم کو اس تقریب کے دیکھنے کے واسطے ٹکٹ ضرور خریدنے چاہئیں۔ مگر میری رائے سب کے خلاف تھی کہ آتش بازی کوئی ایسی

چیز نہیں کہ چھپائے سے چھپ سکے۔ یہ تو ایسا نظارہ ہوگا۔ کہ لوگ دور دور اپنے گھروں کی چھت پر بآسانی دیکھ سکینگے۔ چونکہ میں مہاراجہ کشمیر کے کیمپ میں واقعہ ۲ جنوری ۱۹۰۳ء دن کو اپنے ایک مہربان سے حسب الارشاد اُن کے نیاز حاصل کرنے گیا تھا جہاں سے شام کو واپس آیا۔ میرے ہمراہی موقع پر گئے۔ اور خوب تحقیق کے بعد اُن کی رائے بھی میری رائے کے موافق ہوگئی۔ ہم ۸ بجے شام کے ہی ایک ایسی جگہ جا کر بیٹھ گئے جن کے آگے اور پیچھے گورہ لوگ کھڑے ہوگئے۔ اُن سے آگے والیان ملک اور حکام ذی شان اور پیچھے ہم سے اُن کی گاڑیاں و سواریاں تھیں۔ جو لطف آتشبازی کا ہم کو آیا۔ غالباً اُن کو ہم سے زیادہ نہ آیا ہوگا جنھوں نے سات سات روپے اس کام کے ٹکٹ حاصل کرنے میں خرچ کئے ۔

آتشبازی کیا تھی۔ ماشاءاللہ اہل ہند نے اُس سے پہلے کب دیکھی ہوگی۔ ساڑھے بائیس ہزار روپے کی آتشبازی کے ختم کرنے کے واسطے ایک گھنٹہ سے کچھ زیادہ کافی مہلت تھی۔ ہمارے ملک کی چرخیاں اور چکر بھی ہماری اپنی کاریگری کا ثبوت دیتے تھے۔ جس طرح ہم علم کی برکتوں سے مالا مال ہوئے بغیر تجارت۔ زراعت وغیرہ میں ترقی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اسی طرح عملی سائنس کی قابلیت حاصل کئے بغیر ہم پیشہ وری کے کُل کاموں میں پس ماندہ رہینگے۔ کہیں تو یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بے تار کے برقی ٹیلیگراف جاری کی جائے۔ بغیر دوائی کے بیماروں کا معالجہ ہو۔ سُورج کی شعاعوں کو جمع کرکے اس سے طاقت حاصل کیجائے۔ اور اُس طاقت سے مفید کام لئے جائیں (مثلاً گاڑی چلانا)۔ کاغذ سے لوہے کا کام لیا جائے۔ کاغذی پیے گاڑیوں کے ہوں۔ ایسے جہاز یا کشتیاں تیار ہوں جن کے ذریعے دن بھر زیر آب رہ کر اندرون آب کا فوٹو لیا جائے۔ چھپے خزینے تلاش کئے جائیں۔ دریاؤں کے پانی سے برقی طاقت حاصل کرکے اُن سے اور مفید کام لیا جائے۔ ہمچو قسم سائنس کے کرشمے ہیں جو ظہور ہو رہے ہیں اور ہونگے

مگر میں کہتا ہوں کہ ہم کو تو صرف آتشبازی بنانے کا نہ تو ڈھنگ آتا ہے اور نہ علم ہے۔ اس کی تعلیم بھی آتشبازوں کے بچّوں کو بذریعۂ ولایت ہونی چاہئیے۔ ورنہ جو نادر چیزیں اور عجائبات ہم نے دیکھے۔ ہم یقین نہیں کر سکتے۔ کہ کوئی ہندوستانی آتشباز ایسی تعجب انگیز اشیا تیار کر سکے۔ آتشبازی ½ ۱۰ بجے رات کے شروع ہوئی مقابل جامع مسجد۔ اور ¾ ۱۱ بجے ختم ہوگئی ✤

آتشبازی ایسی عمدہ کہ نہ اس میں دُھوآں اور نہ بُو۔ سراسر آگ اور روشنی کے نقشے اور رنگ برنگ بارودی کرشمے۔ حضور ڈیوک و ڈچز صاحبہ اور حضور بادشاہ اور بیگم صاحبہ۔ لارڈ کرزن ولیڈی صاحبہ کی بڑی بڑی اونچی صاف تصویریں دکھائی دیں۔ درخت نظر آئے۔ جن کے پتّے پتّے سے آواز سُنائی دی۔ گولے اور ہوائیاں آسمان پر تیس چالیس اکٹھی چھوڑی جاتی تھیں۔ اور وہ بالکل نور کی لکیر نظر آتیں۔ ایک گولے سے کئی رنگ نکلتے۔ اور ہر ایک رنگ سے جُدا جُدا آواز آتی۔ اسی طرح ہوائیاں۔ مگر لطف یہ ہے کہ زمین پر نیچے کچھ نہ گرتا نظر آتا۔ بارہا آسمان پر چاند کی طرح چاند نظر آئے۔ بڑا تیز اور روشن اُجالا دکھائی دیا جس سے کُل مخلوق موجودہ لاکھوں کی تعداد میں معلوم ہوتی۔ ہوائیاں پھینکی جاتیں تو اُن سے جانوروں کی بولیاں سُنائی دیتیں۔ بہرصورت ہمارا قلم اس نادر نقشے کے کھینچنے سے قاصر ہے۔ میرے ہمراہی کا یہ قول صحیح ہے۔ کہ ہمارا جس قدر روپیہ اس سفر میں خرچ ہؤا۔ صرف آتشبازی دیکھنے سے سُپھل ہوگیا۔ اور اس ناگوار سردی کی تکلیف بھی اس فرحت افزا نظارے کے آگے ہیچ ہے ✤

(تفصیلی حالات)

دربارِ دہلی کے موقع پر جو نظارہ آتشبازی کا عیاں ہؤا۔ وہ ایسا عظیم الشان

دل فریب اور بے نظیر تھا۔ کہ جن اشخاص نے اسے نہیں دیکھا۔ وہ تو خیر۔ مگر جنہوں نے ایک مرتبہ دیکھ لیا ہے۔ اُن کی آنکھیں سالہا سال تک اس کی دلچسپی کے لئے ترستی رہینگی۔ بے شک یہ دلفریب طلسم آمیز نظارہ آج تک ہندوستان میں کبھی وقوع پذیر نہیں ہوا لہذا اس کی کیفیت از سرتا پا مجسم دلچسپی ہے جو حسب ذیل ہے۔ اس آتشبازی کا خرچ تو گورنمنٹ ہند کو ساڑھے بائیس ہزار روپیہ نہیں۔ بلکہ تیئس ہزار روپیہ ادا کرنا پڑا۔ مگر اس کی فہرست سے۔ جو ذیل میں دی جاتی ہے۔ دیکھنے والوں کے لطف کا اندازہ مشکل نہیں :-

(۱) شہنشاہی سلامی *

(۲) کرسٹل پلیس کی پچھتر متمیز روشنیوں سے بہت بڑی روشنی۔ جس کا رنگ بار بار بدلتا تھا *

(۳) روشنی کے وقت پچیس پچیس بانوں کی مختلف باڑہیں *

(۴) ہوائی ستارے۔ جو بڑی بلندی پر جا کر پھٹتے تھے۔ اور وہاں سے ایک اشارہ ہوتا تھا *

(۵) دس رنگ کی آگ جادو کی روشنی جس سے گرد و نواح کے پھول اور پتوں کا رنگ دم بدم بدلتا تھا *

(۶) دو غباروں کا اُڑنا جس پر میگنیزیم روشنی اور آتشبازی تھی۔ غبارے اُڑتے جاتے تھے۔ اور اُن میں سے نہایت عمدہ آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی *

(۷) سیٹی بجانے والے کبوتر اور تا دے کرنے والے کبوتر *

(۸) پچیس بڑے بڑے بانوں کا چھوٹنا جن میں سے طرح طرح کے ستارے گرتے تھے *

(۹) رائن بی آرگنٹ کا ابر جو اٹھارہ اٹھارہ انچ بدور دس شل گولوں سے جن سے

ہزارہا ستارے گر رہے تھے ✦

(۱۰) نہایت ہی پُر آب و تاب آفتاب جس کا قطر ۳۰ فٹ تھا۔ اور جس میں رنگارنگ آتشبازی کے چکر گھوم رہے تھے۔ اور سنہری روشنی اور رنگ رنگ کے شرارے اور اس کے گرد سے آگ کی سنہری رنگ کی لپک نکلتی تھی ✦

(۱۱) پھلیوں کا بہت بڑا ول چوبیس بانوں کے چھوٹنے سے آناً فاناً پیدا ہوگیا تھا ✦

(۱۲) اٹھارہ اٹھارہ انچ مدوّر مشل گولوں کے چھوڑنے سے ایک لکہ ابر میں سے یاقوت باری ✦

(۱۳) چرخ زن آفتاب جن کے گرداگرد دُہرے دُہرے ستارے تھے۔ یہ کیفیت ایک بہت بڑے چوکھٹے میں معلوم ہوتی تھی جس کے گرد آگ کی جھالر تھی ✦

(۱۴) زیور تاج کے ہوائی گچھے جو بیس جدید خاص پار اٹسنٹ کے بانوں سے گرتے تھے۔ اور بانوں کی بہت بلندی پر پہنچنے کے وقت بصورتِ زنجیر مسلسل ستارے گرتے تھے۔ اور زمین پر پہنچنے تک طرح طرح کے رنگ بدلتے تھے ✦

(۱۵) مشل گولوں کے ایک باڑھ جس میں پانچ ۲۵ انچ مدوّر اور چار ۳۲ انچ مدوّر جن میں سُنہرے پروم (پر) اور خوب چمکتے ہوئے ۔اور آتشبازی میں سانپ اور لیلی مجنوں کے درخت وغیرہ پیدا ہوتے تھے ✦

(۱۶) بڑے بڑے شل کے گولوں کی باڑھ جس میں ایک گولہ ۳۸ انچ مدوّر جس میں کئی گولے تھے۔ اور ایک پچاس انچ مدوّر جس سے رنگیں گیندوں یا رنگریزوں کی طرح کارروائی ہوئی تھی ✦

(۱۷) تمغہ سٹار آف انڈیا جس میں ۵ دُمبالوں کا ستارہ تھا۔ اور اس کے گرد سُنہری جھالر تھی۔ اور پھر اس کے دونو جانب سے بندوقوں کی باڑھ چلی۔ یہ آتشبازی نہایت کیفیت کی تھی ✦

(۱۸) یاقوت و زمرد کا ابر جو اٹھارہ اٹھارہ انچ مدوّر دس شل گولوں کے یکدم اُڑنے سے پیدا ہُوا تھا ◆

(۱۹) جب ۳۵ بڑے بڑے بان چھوڑے گئے تو اُن میں سے ہر رنگ کے نہایت عمدہ عمدہ ستارے گرے ◆

(۲۰) دو سو رومی شمعوں کی ایک باڑھ تھی۔ جس سے مختلف رنگ کی روشنی پیدا تھی۔ اور وہ سب طرف حالت رقص میں تھی ◆

(۲۱) آگ کی پانچ بڑی بڑی کانیں جس میں طرح طرح کے سانپ اور بچھو اِدھر اُدھر نظر آ رہے تھے ◆

(۲۲) بیجنی اور رنگوں کا ابر جو آٹھ آٹھ مدوّر دس شل گولوں کے چلنے سے پیدا ہوتا تھا ◆

(۲۳) تاڑ کے درختوں کا ایک نخلستان جن کے پتّے سنہری رنگ کے مُرصّع تھے۔ اور اُن میں سے ہر قسم کے پھل گرتے تھے ◆

(۲۴) پکھراج اور زمرّد کا ابر آٹھ آٹھ مدوّر دس شل کے گولوں کے چلنے سے پیدا ہوتا تھا ◆

(۲۵) بڑے بڑے بان جن میں سے ہر قسم و رنگ کے ستارے جھڑتے تھے ◆

(۲۶) بیس بیس فٹ قطر کی دو چادریں جن میں آتشبازی کے چکر گھوم رہے تھے۔ اور ہر زور پر اِن کا رنگ بدلتا تھا۔ اور اُن کے گرد سُنہری آتشی جھالر ◆

(۲۷) پانچ خاص سُرنگوں کے اُڑنے سے مقناطیسی روشنی کا ہونا ◆

(۲۸) ۲۵ بڑے بڑے بان جس میں سے مختلف رنگ کے ستارے گرتے تھے ◆

(۲۹) بڑے بڑے شل گولوں کی باڑھ جس میں ۵ گولے پچیس پچیس انچ اور چار گولے بیس بیس انچ مدوّر تھے۔ جس سے نقرہ باری ہوئی ۔ اور دُنبالہ دار

ستارے گرے ٭

(۳۰) ۳۸ انچ مدوّر بڑے بڑے شل گولے جن میں سے عمدہ عمدہ ستارے سُنہری اور سُرخ رنگ کے گرے - جن کا رنگ ہر وقت بدلتا تھا - اُن میں ایک گولہ پچاس انچ مدوّر تھا - جن میں سے بجلی گری ٭

(۳۱) ہز ایکسیلنسی رائٹ آنریبل لارڈ کرزن بہادر وائسرائے و گورنر جنرل ہند اور رائٹ آنریبل لیڈی کرزن کی بہت بڑی آتشی تصویریں ایک نہایت تیز آگ سے پیدا ہوئیں ٭

(۳۲) دو سو رومی شمعوں کی باڑ جس میں سے ہزارہا چمکدار ستارے گر رہے تھے ٭

(۳۳) ۲۵ بڑے بڑے بان جس میں سے ہر رنگ کے ستارے گر رہے تھے ٭

(۳۴) پٹاقوں کی ۵ سرنگوں کا اُڑنا جس میں سے پٹاقوں کے چلنے اور آتشبازی چھوٹنے کی وہی کیفیت پیدا ہوئی ٭

(۳۵) یاقوت اور تاروں اور زمردوں کا ڈھیر دفعتہً واحداً اٹھارہ اٹھارہ انچ مدوّر شل گولوں کے چلنے سے پیدا ہوتا تھا ٭

(۳۶) تاج پوشی کی مقناطیسی قوت کا فوارہ جو چالیس فٹ بلند چھوٹتا تھا اور نہایت عمدہ روشنی اس سے مترشّح ہوتی تھی ٭

(۳۷) بیس بڑے خاص بانوں کے چلنے سے زمرد باری ٭

(۳۸) کاذرلین اور فرگٹ مینبائٹ کے پھولوں کا گلدستہ اٹھارہ اٹھارہ انچ مدوّر دس شل گولوں کے چلنے سے ٭

(۳۹) سرنگوں میں آگ دینے سے پھولوں کے گملے پیدا ہونا ٭

(۴۰) بڑے بڑے شل گولوں کی باڑھ جس سے گیہوں کے خوشے اور طاؤسی پروں کے مُٹھے اور غول بیابانی کی کیفیت پیدا ہوتی تھی ٭

(۴۱) بڑے شل کے گولوں کی باڑ جس میں سے ایک گولہ بیس انچ مدور تھا۔ ان میں سے سُنہری اور زمردی ستارے نکلنا *

(۴۲) دس دس انچ مدور شل گولوں کی تاجپوشی میں ترشح ہونا *

(۴۳) ڈیوک اور ڈچز آف کناٹ کی آتشی تصویریں *

(۴۴) الگزنڈرا سٹار ۲۰ بڑے بڑے خاص بانوں کے اُڑنے سے پیدا ہؤا تھا *

(۴۵) سُرخ و سفید و نیلے رنگ کا ابر جو اٹھارہ انچ مدور دس شل کے گولوں کے اُڑنے سے پیدا ہؤا تھا *

(۴۶) ۳۰ فٹ قطر کے بڑے بڑے گیند جن میں آتشبازی کے چکر تھے۔ اور اُن کے گرد آگ کی سُنہری پتّیاں تھیں *

(۴۷) مقناطیسی بارش کا ترشح اور ہزاروں روپہلے ستارے گر رہے تھے *

(۴۸) پانچ خاص سرنگوں کے اُڑنے سے پھولوں کے گملوں کا پیدا ہونا *

(۴۹) تیس تیس انچ مدور ۵ شل گولوں سے ابر کا پیدا ہونا *

(۵۰) لارڈ کچنر کی آتشی تصویر *

(۵۱) آتشبازی کا ستارہ جو بلندی پر جاکر شق ہؤا۔ اور وہاں سے اشارہ ہؤا *

(۵۲) کرسٹل سپیس کی بڑی بڑی ۵۷ شمعوں کی روشنی جس کا رنگ بار بار بدلتا تھا *

(۵۳) روشنی میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ۲۵ بانوں کا چلنا جن میں سے ہزارہا خوبصورت ستارے گرتے تھے *

(۵۴) ایک ہوائی ستارہ اُڑایا گیا۔ جو بلندی پر جاکر پھٹا۔ اور وہاں سے اطلاع ملی *

(۵۵) دس رنگین گولوں کے ذریعے جادو کی دوسری روشنی جس سے گرد و نواح

کے پھول پتّوں پر اثر پڑتا تھا ✤

(۵۶) دو غباروں کا اُڑنا جس پر میگنزیم روشنی و آتشبازی تھی جو بلندی پر جاکر چھوٹی ✤

(۵۷) بڑے بڑے شل کے گولوں کی باڑھ جس میں سے سُنہری ستارے گرتے تھے جو پھر زمردیں ہو جاتے ✤

(۵۸) مقناطیسی ترشح جو ایک سو خاص رومی شمعوں سے پیدا ہوئی تھی - اور اس میں سے نہایت خوبصورت ستاروں کا پیدا ہونا ✤

(۵۹) زمرد اور پکھراج کا ابر دس شل کے گولوں سے ✤

(۶۰) ایک عجیب و غریب فوّارہ ۵۰ فٹ کا اور ۲ فٹ قطر کا ایک حلقہ میں گھومتا ہؤا جس سے معلوم ہوتا تھا - کہ زمین پر رنگ برنگ کے زمرد برس رہے ہیں ✤

(۶۱) ہوائی گیہوں کے پولے جو تین سو بانوں کے چلانے سے پیدا ہوتے تھے جن میں سے اُلٹے درخت معلوم ہوتے تھے ✤

(۶۲) پانچ مدوّر شل کے گولوں کے الہ دین کی پہاڑی خزانے کے سُنہری جواہر گرے ✤

(۶۳) ایک ۳۸ انچ اور ایک ۵۰ انچ کے گولوں سے ایک بگولا پیدا ہؤا جس میں تارے چمک رہے تھے ✤

(۶۴) دریاے نیاگرا پر آتشزدگی - اور سو فیٹ لمبی سونے کی دھار کا پانی کی طرح زمردیں کا گرنا - اور زمین پر گر کر ستاروں کا نکلنا ✤

(۶۵) پچیس پچیس ناڑیون کے چلنے سے مختلف ستاروں کا پیدا ہونا ✤

(۶۶) ۲۵ انچ کے دس شل کے گولوں سے سُنہری اور نارنگی رنگ کا ابر ہونا ✤

(۶۷) ۵ سرنگوں کے چلنے سے پھولوں کے متعدد گملے نکلے ٭

(۶۸) پانچ شل کے گولوں سے گیہوں کے پولے و طلائی زیور وغیرہ پیدا ہونا ٭

(۶۹) ایک ۳۸ انچ دور کے گولے سے آتشی مینڈکوں کا نکلنا ٭

(۷۰) بیس سنسناتے ہوئے بانوں کے چلنے سے عجیب کیفیت پیدا ہوئی اور ہنسی آئی ٭

(۷۱) ہز مجسٹی شاہ ایڈورڈ ہفتم و ہر مجسٹی ملکۂ الگزینڈرا کی نہایت تابان آتشی تصویر کا نمایاں ہونا جس کے نیچے لکھا تھا - کہ یہ مدت تک حکمرانی کریں ٭

(۷۲) تاج پوشی کی ۳۰۰ ہوائیوں کا چلنا جن میں نہایت عمدہ ستارے تھے ٭

(۷۳) تاج پوشی کے ستارے جو ایک سو خاص شمعوں سے پیدا ہوئے تھے ٭

(۷۴) پچیس یادگار بانوں کا اڑنا جن میں سے ستارے گر رہے تھے ٭

(۷۵) رائل آئرش ابر کا ایک دم سے پیدا ہونا ٭

(۷۶) سو فٹ لمبا اور بڑی بلندی سے گرنے والا آتشبار تاج پوش ٭

(۷۷) بتیس تینتیس انچ دور کے دس شل گولوں سے یاقوت و زمرد و طلا کا ترشح ٭

(۷۸) ایک ہزار سرخ و سفید بانوں سے آسمان پر کروڑوں ستارے پیدا ہو گئے تھے ٭

(۷۹) تیس انچ مدور پانچ شل گولوں سے پرستان کی جھلک اور روشنی کا پیدا ہونا ٭

روشنی

اگرچہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کی رات کو کُل سرکاری مکانات پر انڈیا بھر میں روشنی ہوئی۔ لیکن دہلی میں ۲۔جنوری کو بھی بڑی بھاری روشنی ہوئی۔قلعہ گویا تھا۔بقعۂ نور تھا۔مسجد کا نظارہ اور عام مکانات کا بھی دلکش تھا۔قلعہ میں تو ۳ جنوری کی رات کو بھی جلسۂ عطاے خطابات میں وہ روشنی ہوئی کہ باید و شاید۔ قلعہ کی دیواروں پر دس لاکھ چراغ روشن ہوئے۔اور برقی روشنی نے رات کو دن بنا دیا تھا۔اسی طرح سے والیانِ ریاست کے کیمپوں میں تھی۔ الغرض یہ شاہی پُرعظمت نظارہ مُدّتوں خلق اللہ کو یاد رہیگا ⁘

جلسۂ تاجپوشی کے خطاب

کارونیشن اور سالِ نو کی خوشیوں میں ہندوستان میں جو خطابات اور اعزاز عطا کئے گئے ہیں۔اُن کی کُل تعداد ۲۳۶ پائی گئی ہے جن کی تفصیل نیچے لکھی گئی ہے:۔ فوجی اعزاز اور ترقیاں ان سے علاوہ ہیں ⁘

طبقہ باتھ ہیں	۳	طبقہ قیصر ہند کے نقرئی	۱۹	مہارانی	۱	شمس العلما	۳
طبقہ ستارہ ہند کے	۲۹			نواب بہادر	۱	مہا مہوپادھیاے	۱
طبقہ سلطنت ہند کے	۵۷	صابوہ	۱	راجہ	۵	دیوان بہادر	۳
طبقہ نائٹ کے	۸	مہاراج ادھیراج	۱	نواب	۲	سردار بہادر	۲
طبقہ قیصر ہند کے طلائی	۱۵	مہاراجہ	۱	نواب بیگم	۱	دیوان	۱

خان بہادر ۱۱	رائے بہادر ۱۴	راؤ صاحب ۴	موروثی خطاب ۷
راؤ بہادر ۱۹	خان صاحب ۹	رائے صاحب ۱۸	کل ۲۳۶

اس کے علاوہ سات صاحبان کو جاگیرات عطا کی گئی ہیں - ان کی تفصیل آگے درج ہوگی ٭

اس مبارک اور عالیشان تقریب کی خوشیوں میں سات رؤسا کی سلامی توپ میں ترقی کی گئی ہے - چار رؤسا کی مستقل سلامیاں اور تین رؤسا کی سلامیاں صرف ذاتی طور پر حسب ذیل مقرر کی گئیں :-

اول الذکر کی ذیل میں نواب صاحب جنجیرہ کے لئے مستقل سلامی گیارہ توپ کی قرار پائی ہے - اور باقی تین برمی ریاست ہائے کنگ ٹونگ - مونگ نائی اور ہسی پا کے صابوہ یعنی والیانِ ریاست کے لئے نو نو توپوں کی مستقل سلامی مقرر کی گئی ہے ٭

آخر الذکر مد میں صرف ذاتی سلامیاں نو نو توپوں کی صاحبان ذیل کے لئے مقرر کی گئی ہیں - یعنی :-

(۱) نواب سر امیر الدین احمد خان بہادر کے - سی - آئی - ای والئے ریاست لوہارو -

(۲) شینکر راؤ چھنا جی ریاست بھور کے پانت سچیو - اور

(۳) مہارانا جسونت سنگھ جی ہری سنگھ جی والیان ریاست دنتہ ٭

عالیشان طبقہ باتھ کا اعزاز کل تین صاحبان کو دیا گیا ہے - یعنی :-

جی - سی - بی کا اعزاز عالی حضور آصف جاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ نواب میر سر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ جی - سی - ایس - آئی والئے ریاست حیدر آباد دکن کو عطا کیا گیا - اور

سی۔بی کا اعزاز دو انگریز صاحبان کو دیا گیا ہے۔جن میں سے ایک پنجاب فرنٹیر فورس اور سرحدی ڈسٹرکٹ کے کمان افسر جنرل سی۔سی ایجرٹن صاحب بہادر بالقابہ ہیں ÷

طبقۂ ستارۂ ہند میں کُل ۲۹ صاحبان شامل ہیں۔ان میں سے ۲ کو جی۔سی۔ایس۔آئی کا اعزاز ملا۔۱۲ کو کے۔سی۔ایس۔آئی کا اور ۱۵ صاحبان کو سی۔ایس۔آئی کا عطا ہؤا۔

جی۔سی۔ایس۔آئی کا صاحب وزیر ہند بہادر لارڈ جارج ہملٹن صاحب کو اور عالیجناب راجہ سر رام وِکرم صاحب کے۔سی۔ایس۔آئی والئے ریاست کوچین کو ÷

کے۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب پانے والوں میں عالیجناب کنور رنبیر سنگھ صاحب چچائے عزیز سری حضور پٹیالہ کو اور عالیجناب راجہ کیرتی شاہ صاحب سی۔ایس۔آئی والئے ریاست ٹہری گڑھوال کو اور نیز منڈی راج کے مرحوم والی یعنی عالیجناب راجہ بجے سنگھ بہادر کو بھی عطا کیا گیا تھا۔لیکن افسوس کہ عمر نے آپ کے ساتھ وفا نہ کی۔اور ۱۰ دسمبر کو اس جہان سے روانۂ خلد ہو گئے۔باقی نو صاحبان یورپین ہیں۔جن میں عالیجناب مسٹر ڈنزل ابٹسن صاحب ممبر کونسل حضور وائسرائے۔اور عالیجناب اے۔ایچ فریزر صاحب پریسیڈنٹ پولیس کمیشن و آئندہ لفٹنٹ گورنر بنگالہ اور عالیجناب مسٹر ایچ۔ایس بارنس صاحب فارن سکرٹری و آئندہ لفٹنٹ گورنر برما اور عالیجناب لفٹنٹ کرنل ڈی۔رابرٹسن صاحب بہادر رزیڈنٹ میسور و چیف کمشنر کورگ بھی شامل ہیں ÷

سی۔ایس۔آئی کا خطاب پانے والوں میں تین دیسی صاحبان ہیں یعنی

(۱) راجہ بن بہاری کپور صاحب بردوان -
(۲) نواب ممتاز الدولہ محمد فیاض علی خان پھاسو ضلع بلند شہر - اور
(۳) سردار بدن سنگھ صاحب رئیس ملود ضلع لدھیانہ پنجاب ٭
اور باقی تیرہ صاحبان یورپین ہیں جن میں لفٹننٹ کرنل جے - اسے - ایل
منٹگمری صاحب بہادر کمشنر قسمت راولپنڈی بھی ہیں ٭
طبقۂ انڈین امپائر میں کُل ۵۹ صاحب شامل تھے جن میں سے دو
صاحبان فوت ہو گئے - اور باقی ۵۷ صاحبان کو یہ اعزاز دیا گیا یعنی جی - سی - آئی - ای
کا خطاب ۲ صاحبان کو - کے - سی - آئی - ای کا ۱۵ صاحبان کو اور سی - آئی - ای
کا خطاب ۴۰ صاحبان کو دیا گیا ہے - چنانچہ :-
جی - سی - آئی - ای کا خطاب (۱) عالیجناب فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولتِ
انگلشیہ برار بنس سرمور راجۂ راجگان راجہ سر ہیرا سنگھ صاحب ملوندر بہادر
جی - سی - ایس - آئی والئے ریاست نابھہ اور (۲) عالیجناب سری پدم ناتھ
واسبا وانجی سربالا رام وریا کل شیکھر کیرتی پتی منی سلطان مہاراجہ راجہ رما
راجہ بہادر شمشیر جنگ جی - سی - ایس - آئی والئے ریاست ٹراونکور کو
عطا کیا گیا ہے ٭
کے - سی - آئی - ای والوں میں سات دیسی صاحبان ہیں - یعنی :-
(۱) مہاراجہ پیشکار کشن پرشاد صاحب مدار المہام ریاست حیدر آباد دکن ٭
(۲) راجہ ادھیراج ناہر سنگھ جی والئے شاہ پورہ راجپوتانہ ٭
(۳) گنگا دھر راؤ گنیش المعروف بالا صاحب پٹوردھن والئے میراج (شاخ کلاں)
جنوبی علاقہ ٭
(۴) مرہٹہ سردار غوث بخش رائے سانی اعلےٰ سردار ساراوان بلوچستان ٭

(۵) مہاراجہ ہربلب نرائن سنگھ بہادر سی-آئی-ای سومبرار بنگالہ پورن *

(۶) نرسنگھ راؤ کرشن مورتی سی-آئی-ای دیوان میسور *

(۷) مہاراجہ اودے نرائن گنج پتی سی-آئی-ای وزیگاپٹم *

باقی آٹھ یورپین صاحبان میں عالیجناب مسٹر سی-ایل ٹپر صاحب بہادر سی-ایس-آئی فنانشل کمشنر پنجاب اور مسٹر اے-یوفنشا صاحب بہادر سی-ایس-آئی ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند اور مسٹر ڈبلیو-آر لارنس صاحب بہادر پرائیویٹ سکرٹری حضور وائسرائے ہیں *

یہی خطاب جناب سر جان وڈبرن صاحب مرحوم لاٹ صاحب بنگالہ کو بھی دیا گیا تھا-جن کو ملاکر اس خطاب کے پانے والے کل ۱۶ ہوتے تھے-لیکن اب صرف پندرہ ہیں *

سی-آئی-ای کے خطاب پانے والوں میں ۵۱ صاحبان ہندوستانی ہیں اور ایک صاحب برمی ہیں اور ۴۳ یورپین صاحب ہیں-ہندوستانی صاحبان کے نام یہ ہیں:-

(۱) آنریبل مسٹر پرتول چندر چٹرجی رائے بہادر جج چیف کورٹ پنجاب *

(۲) ہرجی بھائی مانک جی رستم جی شیرف کلکتہ *

(۳) جگدیش چندر بوس ایم-اے پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ *

(۴) نواب محمد شریف خاں والئے دیر *

(۵) مہتر شجاع الملک والئے چترال *

(۶) میر محمد ناظم خاں والئے ہنزہ *

(۷) راجہ سکندر خاں والئے ناگر *

(۸) خان بہادر مولوی خدا بخش رئیس پٹنہ *

(۹) راؤ بہادر شیام سندر لال دیوان کشن گڑھ ٭

(۱۰) رائے بہادر منشی بالمکند داس دیوان بہادر ممبر کونسل الور ٭

(۱۱) نواب حافظ محمد عبد اللہ خاں علی زئی ڈیرہ اسمٰعیلخاں آنریری کمانڈر پانزدہم رسالہ بنگالہ ٭

(۱۲) میر مہراللہ خاں راہے سانی ناظم میکران بلوچستان ٭

(۱۳) نواب فتح علی خاں قزلباش رئیس لاہور ٭

(۱۴) مہامہو پادھیائے پنڈت گنگا دھر شاستری پروفیسر سنسکرت کالج بنارس ٭

(۱۵) فریدوں جی جمشید جی صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضور مدار المہام صاحب حیدرآباد دکن ٭

یورپین صاحبان میں اخبارات مدراس میل - انگلش مین کلکتہ ٹائمز آف انڈیا اور بمبئی کے ایڈیٹر صاحبان بھی شامل ہیں - اور مسٹر ایچ - آر ہل صاحب اعلے افسر سررشتۂ جنگلات ہند بھی تھے - جو افسوس کہ ولایت میں رُخصت کے ایام میں فوت ہو گئے - جن کو ملا کر اس خطاب کے پانے والے ۱۴ صاحبان ہوتے تھے ٭

نائٹ ہُڈ ہَیڈ کا خطاب کُل آٹھ صاحبان کو عطا کیا گیا ہے جن میں ایک دیسی ہیں یعنی ہرکشنداس نروتم داس صاحب سابق شریف بمبئی - اور باقی سات صاحبان میں آنریبل مسٹر ڈبلیو او کلارک صاحب بہادر چیف جج چیف کورٹ پنجاب بھی ہیں - نیز ڈاکٹر واٹ صاحب ڈائرکٹر نمائش دہلی ٭

قیصر ہند کا طلائی تمغہ پندرہ صاحبان کو اور نقرئی تمغہ اُنیس صاحبان کو عطا کیا گیا ہے -

طلائی تمغہ پانے والوں میں صرف ایک دیسی صاحب ہیں - یعنی پنڈت

جوالاپرشاد مجسٹریٹ وکلکٹر جالون - اور یورپین صاحبان میں حضور لیڈی کرزن صاحبہ بھی ہیں *

نُقرئی تمغہ پانے والوں میں آٹھ صاحب دیسی ہیں - یعنی :-

(۱) بھائی رام سنگھ وائس پرنسپل آرٹ سکول لاہور *

(۲) میرعزیز حسین آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ *

(۳) بابو بیج ناتھ گوئنکہ ساہوکار زمیندار مونگیر *

(۴) راؤ بہادر چاند سنگھ - کاہن سنگھ آنریری مجسٹریٹ حیدرآباد سندھ *

(۵) ٹھاکور درجن سنگھ ممبر سٹیٹ کونسل الور *

(۶) سنتوکھ سنگھ کورمی مالگذار رائے پور - صوبجات وسطی *

(۷) بی بی سوگرہ صاحبہ بہار پٹنہ *

(۸) محمد ظہور الحسین ممبر میونسپل بورڈ الٰہ آباد *

مہاراج ادھیراج کا پشتینی خطاب بردوان کے زمیندار صاحب کو عطا کیا گیا ہے - اور اس خطاب کا تعلق اسی زمینداری کے ساتھ سمجھا جائیگا *

مہاراجہ کا خطاب اُڑیسہ کی ریاست موہر بھنج کے راجہ سری رام چندر بھنج دیو جی صاحب کو عطا کیا گیا ہے - یہ بطور ذاتی اعزاز کے ہے *

مہارانی کا خطاب وسط ہند کی ریاست بردوانی کی رانی دھن کوربا صاحبہ کو عطا کیا گیا ہے - یہ بطور ذاتی اعزاز کے ہوگا *

نواب بہادر کا خطاب نواب خواجہ سلیم اللہ صاحب ڈھاکہ ملک بنگالہ کو عطا کیا گیا ہے - اور یہ بھی بطور ذاتی اعزاز کے ہے *

راجہ کا خطاب بطور اعزاز ذاتی کے پانچ صاحبان کو عطا کیا گیا ہے - یعنی :-

(۱) راؤ بہادر چھترپتی سی - ایس - آئی جاگیردار علی پورہ وسط ہند *

(۲) راؤ بہادر ٹھاکر منگل سنگھ لاوہ ملک راجپوتانہ *

(۳) یوکاہن سنگھ صاحب رئیس کوہ خاص ملک آسام *

(۴) راؤ جوگندر نرائن رائے زمیندار لال گوڈا ضلع مرشد آباد *

(۵) لال رگھوراج سنگھ منکاپور ضلع گونڈہ صوبجات متحدہ *

نواب کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے ۲ صاحبان کو عطا کیا گیا ہے :-

(۱) خان بہادر سردار خیر بخش سردار قوم ماڑی - بلوچستان *

(۲) سردار قیصر خاں سردار قوم مگاسی ملک بلوچستان *

نواب بیگم کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے ایک صاحبہ کو عطا کیا گیا ہے - یعنی بسم اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ نواب محمد غوث صاحب خان بہادر برادر جناب پرنس آف ارکاٹ کو *

شمس العلما کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے تین صاحبان کو عطا کیا گیا ہے :-

(۱) خان صاحب مولوی سعادت حسین کلکتہ مدرسہ *

(۲) مفتی مولوی عبداللہ اورینٹل کالج لاہور *

(۳) مولوی عبدالحکیم اورینٹل کالج لاہور *

مہامہوپادھیائے کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے ایک صاحب کو عطا کیا گیا ہے - یعنی پنڈت رشو چندر سرو بھوم صاحب بھٹ پورہ واقع چوبیس پرگنہ بنگالہ کو *

دیوان بہادر کا خطاب ۳ صاحبان کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا کیا گیا ہے :-

(۱) بیکانیر کے رائے بہادر سیٹھ کنتور کو چند ڈاگہ *

(۲) راؤ بہادر امبالہ نکسٹ و رامنہ قائم مقام ڈسٹرکٹ و سشن جج کرونال مدراس *

(۳) این سوبرا نائم کمشنر میونسپلٹی مدراس *

سردار بہادر کا خطاب دو صاحبان کو عطا کیا گیا ہے :-

(۱) رسالدار پرتاب سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب - اور

(۲) رائے بہادر گوپال سنگھ نائب کمانڈر بھامو بٹالین برما ملٹری پولیس *

دیوان کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے ایک صاحب کو عطا کیا گیا ہے یعنی رائے بہادر مہتا جگ جیون صاحب دیوان ریاست جیسلمیر کو *

خان بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے گیارہ صاحبان کو عطا کیا گیا ہے :-

(۱) خان صاحب دین محمد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر قصور (لاہور)

(۲) خان صاحب حاجی قلندر گنڈاپور سرحد شمال مغرب *

(۳) حاجی محمد عبد الہادی بادشاہ صاحب کمشنر مدراس میونسپلٹی *

(۴) مولوی شمس الضحےٰ آنریری مجسٹریٹ بیر بھوم بنگالہ *

(۵) جان محمد نواز ولد غلام محمد داہر زمیندار ضلع سکھر *

(۶) اردیشر دراب جی داویئر والا زمیندار عمرگاؤں ضلع تھانہ بمبئی *

(۷) چودھری امیر حسین خاں ضلع بجنور *

(۸) مولوی مجید بخش موزم دار سلہٹ ملک آسام *

(۹) ہرمزجی مانک جی ٹھیکہ دار آبکاری و تاجر نمک بمبئی *

(۱۰) نوردجی کاؤس جی اسسٹنٹ سرجن احمد آباد *

(۱۱) اردشیر نبشاجی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر برار *

راؤ بہادر کا خطاب ۱۹ صاحبان کو دیا گیا ہے :-

(۱) چوبے جگت راج جاگیر دار پالدیو (وسط ہند) *

(۲) راؤ صاحب بلونت راؤ - کھوسکیٹ چیئرمین میونسپلٹی برہان پور *

(۳) راؤ صاحب نربھے سنگھ مندلوی سوہاگ پور *

(۴) بابو سنسار چندر سین ممبر سٹیٹ کونسل جے پور ✦

(۵) تنکنگنی کو ٹھنڈہ راما نا ایڈو دیوان ریاست سندور ✦

(۶) دیا بھائی ہرجیون داس اکونٹنٹ جنرل برودہ ✦

(۷) لال جنار دن سنگھ سکرٹری مہاراجہ دیوان پنا مالئی۔ صوبہ جاری کرشن ✦

(۸) راؤ ڈسٹرکٹ جج بنگلور ✦

(۹) پی۔ وی کرشنیہ نائنڈو گار چیئرمین میونسپلٹی گنٹور ✦

(۱۰) کے گلاب بھائی ویسائی ریٹائرڈ اگنرکٹوان جنر سررشتۂ تعمیرات بمبئی ✦

(۱۱) وودھومل چندے لرم ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر ٹانٹی بمبئی ✦

(۱۲) بیلارام سچانند ریٹائرڈ اسسٹنٹ جج شکارپور ✦

(۱۳) سی ہنومنتھ گوڈ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ بلارسی ✦

(۱۴) اے کرشن سوامی آئنگر اسسٹنٹ کمشنر نمک و آبکاری مدراس ✦

(۱۵) ڈی شیشاگری راؤ پنتلو گارد ہائی کورٹ وکیل کوکونا ڈا مدراس ✦

(۱۶) جناب رنگا چاریار پروفیسر سنسکرت پریسیڈنسی کالج مدراس ✦

(۱۷) ایم راگھو باتلپدے سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات بمبئی ✦

(۱۸) پنڈت وشنو سدا شیو بابت سررشتۂ تاربرقی ✦

(۱۹) نرائن کیشو سٹیشن ماسٹر جی۔ آئی۔ پی ریلوے ✦

رائے بہادر کا خطاب ۱۴ صاحبان کو عطا کیا گیا ہے :-

(۱) رائے صاحب بنمالی چکر بتی کلکتہ ✦

(۲) رائے صاحب بھیک چند آنریری مجسٹریٹ کوئٹہ ✦

(۳) صوبہ دار میجر ہر سنگھ تھاپہ برما ملٹری پولیس انسپکٹر ✦

(۴) ہری سنگھ ملٹری پولیس انڈمان ✦

(۵) بابو جوگیش چندر متر ڈھاکہ ٭
(۶) لالہ نند کشور انسپکٹر مدارس حلقۂ جالندھر ٭
(۷) لالہ موتی رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ملتان ٭
(۸) اننت لال اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ناگ پور ٭
(۹) بابو سیتا ناتھ رائے کلکتہ ٭
(۱۰) بابو راجیندر چندر شاستری بنگال لائبریری ٭
(۱۱) منشی تخت سنگھ ہیڈ ممالک وسطی ٭
(۱۲) بابو سوریہ کمار چودھری بنگالہ ٭
(۱۳) بابو کدار ناتھ مکرجی کلکتہ ٭ (۱۴)

خان صاحب کا خطاب ۹ صاحبان کو دیا گیا ہے :-

(۱) مولوی محمد مجیب اللہ گورکھ پور ٭ (۲) محمد نعیم خاں کیلاسپور - سہارنپور ٭
(۳) میر رحیم خاں قوم کرد - بلوچستان ٭
(۴) حاجی ملا مستک جوگی زئی ملک زوب ٭
(۵) منشی محبوب عالم سپروائزر الہ آباد فیض آباد ریلوے ٭
(۶) میر عالم قاضی ہری پور ضلع ہزارہ ٭
(۷) شیخ امام الدین سپرنٹنڈنٹ پولیس جموں ٭
(۸) میر اکبر شاہ ریٹائرڈ تحصیلدار پشاور ٭
(۹) پستن جی دوراب جی انجن ڈرائیور جی - آئی - پی ریلوے ٭

راؤ صاحب کا خطاب ۴ صاحبان کو عطا کیا گیا ہے :-

(۱) گنپت رام گوری شنکر شاستری احمد آباد ٭
(۲) گنیش ہری سوگویکار وئیش پریسیڈنٹ لوکل بورڈ کرجت (بمبئی) ٭

(۳) اتند راؤ لوکارام امراوتی برار * (۴) دجیارام گھوچٹی انسپکٹر مدراس ریلوے *

رائے صاحب کا خطاب ۱۸ صاحبان کو عطا کیا گیا ہے :-

(۱) بابو ہرن چندر رکشت کلکتہ * (۲) درشن سنگھ زمیندار پیلی بھیت *

(۳) دینڈیال آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ * (۴) لالہ رلارام آنریری اسسٹنٹ اگزیمینر پنجاب *

(۵) لالہ شوپرشاد مالیہ نمک شمالی ہند * (۶) لالہ رادھاکشن میونسپلٹی پشاور *

(۷) لالہ گنج بہاری تھاپر سکرٹری پبلک لائبریری لاہور *

(۸) بابو سرندرناتھ گپت آسام * (۹) بابو چاروچندر متر خزانچی سررشتۂ فارن *

(۱۰) بابو فنیندر موہن بوس کلکتہ *

(۱۱) لالہ جانکی پرشاد سپرنٹنڈنٹ سررشتۂ تعمیرات شملہ *

(۱۲) رکھی رام نائک مالگذار بلہری - ممالک وسطی *

(۱۳) ترک ناتھ گھوس اسسٹنٹ سرجن بنارس *

(۱۴) بابو کیلاس چندر داس سلہٹ آسام *

(۱۵) کومڈ بہاری سمنتو سول ہاسپٹل اسسٹنٹ بنگالہ *

(۱۶) بابو دُرلبھ چندر موزم دار سابق ملازم ایسٹ انڈین ریلوے *

(۱۷) بابو ہری چند سب انجنیر شملہ کالکا ریلوے *

(۱۸) منشی گودمڈ جیون خزانچی و میر منشی اول رجمنٹ بنگال لانسرز *

برمی خطابات تین اقسام کے سات برمی صاحبان کو عطا کئے گئے ہیں - جن کے نام اور خطابوں کے نام اردو میں ناقابل تلفّظ پائے جاتے ہیں *

خاص مراعات - سات صاحبان کو خاص رعایتیں بطور مراحم خسروانہ عطا کی گئی ہیں :-

(۱) آنریبل سریا شیام آئنگر نائٹ سی - آئی - ای جج ہائی کورٹ مدراس

کو پانچ ہزار روپیہ سال کی جاگیر تا حیات ⁂

(۲) بی۔سری نواس ریٹائرڈ پولیس انسپکٹر مدراس کو ۱۲۰۰ روپیہ سال کی جاگیر تا حیات ⁂

(۳) بی مادھو راؤ پوئینس سردار درجہ اوّل دکّن کو تین ہزار روپیہ سال کا ایک سر انجام تا حینِ حیات ⁂

(۴) مسٹر جے۔پی واربرٹن صاحب سابق پولیس افسر پنجاب کو نہر چناب میں ۲۰ مُربّع اراضی دی گئی ہے۔اس کا نذرانہ معاف کیا گیا ⁂

(۵) رائے بہادر دولت رام صاحب سی۔آئی۔ای سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات شملہ ڈویژن کو نہر جہلم میں ۱۵ مُربّع اراضی عطا کی گئی ہے۔اس کا نذرانہ معاف کیا گیا ⁂

(۶) خان بہادر احمد یار خاں صاحب وزیر جام صاحب لُس بیلہ کو نہر جہلم مین ۱۵ مُربّع اراضی حاصل ہے۔اُس کا نذرانہ معاف کیا گیا ⁂

(۷) خان بہادر قاضی جلال الدین خاں سی۔آئی۔ای پولیٹیکل مشیر خان صاحب قلات کو ضلع پشین میں ۱۲۵۰ روپیہ سال کی جاگیر تا حیات عطا کی گئی ⁂

دربار کے متعلّق متفرق باتیں

(۱) ملازمانِ محکمہ ڈاک کو یہاں سب سے زیادہ سخت دن رات بے آرامی کے ساتھ کام کرنا پڑتا تھا۔ لالہ ہیرانند جی۔ بابو منگول جی۔ بخشی صاحب۔ میر صاحب اور بابو منشی رام صاحب اور خود پنڈت پران ناتھ جی صاحب۔ بابو بھگوان سنگھ۔ لالہ گوکل چند۔ لالہ دیوان چند۔ پنڈت رام جی لال۔ بخشی گنپت رائے وغیرہ اصحاب جو ملے۔ سب نے کثرت کاروبار اور بے آرامی کی شکایت کی۔ بعض نے کہا کہ ہم کو یہ ساتواں فیلڈ ہے۔ اور یہ سب سے زیادہ مشکل ہے۔ اگر اس فیلڈ سے ہم عزّت لے کر اپنے اپنے مقامات کو گئے۔ تو ہم پرمیشر مہاراج کا دھنباد کرینگے۔ ساتھ ہی یہاں صحت کا قائم رہنا بھی تو ایک فضل الٰہی ہے۔ نہانا دھونا۔ حجامت بنوانا تو درکنار۔ سونے کھانے کا تو کوئی قابلِ اطمینان انتظام ہی نہیں ہو سکتا۔ ایک صاحب نے مذاقیہ کہا۔ کہ محکمۂ ڈاک میں تو مرنے کی بھی فرصت نہیں۔ مگر واہ بابو دولت رام ہاتم نے تو مرنے کی فرصت نکال لی۔ یہ نمونیہ کا شکار ہؤا۔ بٹالہ کا باشندہ یہاں کلرک۔ اچھے گھر کا چراغ تھا جو گُل ہو گیا +

(۲) کہتے ہیں کہ جب یہاں مصنوعی جنگ ہو رہی تھی۔ تب سردی کے سبب صدہا فوجی لوگ اینٹھے اور بیمار ہوئے۔ اس وقت عارضی ڈاک خانوں کی تعداد ۴۳ تھی۔ اب ۱۰ کم ہو گئی ہے۔ اور اسی قدر ٹیلیگراف آفس سمجھئے +

(۳) دربار کے چٹھی رسانوں کی وردی دل پسند تھی۔ پگڑیاں اور کوٹ چمکیلے +

(۴) بابو ایشر سنگھ ٹیلیگراف ماسٹر نے کہا کہ میں ۲ بجے رات تک بھی بمشکل روزانہ کلم

سے فارغ ہو سکتا ہوں۔ حالانکہ میرے پاس چار کلرک بھی ہیں (میڈن ہوٹل ٹیلیگراف آفس) +

(۵) دربار کے دنوں میں بعض کیمپوں میں آتشزدگی سے بھی نقصان پہنچا۔ سردی کی وجہ سے ملازم آگ تاپتے تھے۔ غفلت سے ایسا ہؤا ہوگا +

(۶) ریل کا ایک انجن تپانے والا نہایت دلسوزی سے کہہ رہا تھا۔ کہ بھائی! لوگوں کو جلسہ اور آرام اور ہمارے لئے گویا مصیبت۔ نہ دن کو آرام نہ رات کو۔ ملازمانِ ریل سب ایسے ہی مصروف پائے گئے +

(۷) پولیس کے ایک کنسٹیبل نے کہا کہ ہم کو کم سے کم آٹھ گھنٹے روز کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ تو کوئی قابل اعتراض امر نہیں +

(۸) فوجی لوگوں کی تگا دو قابل قدر ہے۔ مگر اُن کو حسب کارکردگی صلہ عطا ہو چُکا ہے +

(۹) لاہور کے نواب غلام محبوب سُبحانی صاحب دہلی میں فوت ہو گئے۔ جن کی لاش لاہور میں لے آئے ہیں۔ دکن کے پرنس ارکاٹ بھی وہیں ریلوے سٹیشن پر انتقال فرما گئے۔ جن کی بھی لاش دکن میں لے گئے ہیں +

(۱۰) راولپنڈی کے رائے بہادر سردار بوٹا سنگھ جی کے ڈیرے میں بمقام دہلی اُن کے ملازموں کی زبانی معلوم ہؤا۔ کہ قریباً چھ سو مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ۷ ہزار روپے میں دو مکان کرائے پر لئے ہیں۔ سب آدمیوں سے اٹے پڑے ہیں علاوہ بریں خیمے بھی اسی غرض کے پورا کرنے کو میدان میں لگائے گئے ہیں۔ ایک ایک خیمہ میں کئی کئی آدمی ہیں۔ لنگر دو جگہ ہوتا ہے۔ شب و روز کھانا تیار ہوتا رہتا ہے۔ اور چائے گرما گرم ملتی ہے۔ سردار صاحب کا حکم ہے کہ جو اس ڈیرے پر آئے۔ اس کی خوب خاطر تواضع کیجائے اور یہ نہ پوچھا جائے کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے + واہ اولوالعزمی اور فیاضی!

(۱۱) محکمۂ ڈاک ہند نے یکم جنوری سال نو اور کارونیشن کی یادگار میں پوسٹل گائیڈ بہت خوبصورت چھاپ کر اور اس پر بقول بعض ۱۴ روپے کے یادگاری ٹکٹ ڈاک لگوا کر کے ایک ایک جلد ایک ایک روپے کو فروخت کی ہے۔ جس کی بیس ہزار جلدیں دو تین روز میں فروخت ہو گئیں۔ خود جناب ڈائرکٹر جنرل ہند اور اور پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب یہ کام آپ کرتے رہے۔ پھر سنا جاتا ہے کہ یہ جلدیں پانچ پانچ روپے کو بھی نہیں ملیں۔ پھر اس کی قیمت فی جلد دس روپے تک سنی گئی پس سستا سودا بر موقعہ نہ خریدتے پر اکثر لوگ پچھتاتے رہے ٭

(۱۲) میجر میکسویل صاحب شاہی نقیب کی آواز بہت صاف اور پر زور بلند تھی کسی شخص کو اُن کی آواز کا شاکی نہ پایا ٭

(۱۳) رؤسائے عظام کو حضور وائسرائے کے اور ہنرڈیوک صاحب کے ہمراہ مبارکباد تاجپوشی پیش کرنے میں جناب فارن سکرٹری آف انڈیا نے استعانت کی تھی ٭

(۱۴) کہا جاتا ہے کہ صرف دربار ہال کے عارضی مکان (چبوترہ مع مسقف) کے بنانے پر دو لاکھ روپیہ صرف آیا تھا۔ چونکہ فرش سُرخ تھا اس لئے چھت بوجہ منعکس ہونے اس کپڑے کے گلابی رنگ کی نظر آتی تھی۔ دراصل رنگ چھت کا نیچے سے بھی سفید تھا ٭

(۱۵) حضور وائسرائے پریس کیمپ میں بھی تشریف لے گئے تھے۔ بابو نرندر ناتھ سین صاحب نے منجانب پریس ایسوسی ایشن ایڈریس خیر مقدم پڑھکر سُنایا تھا ٭

دیسی کیمپ نے بھی ایڈریس پیش کرکے تین درخواستیں کیں:۔

۱۔ آٹھ تولہ وزن تک ایک پیسہ محصول اخبار لگے ٭

۲۔ اہل اخبار کے مقدمات سشن جج سُنا کریں ٭

۳- لائیبل کیس اُسی جگہ کی عدالت میں سُنے جائیں جہاں سے اخبار نکلتا ہو ٭

(۱۶) دربار دہلی کا فالتو سامان برابر تین یوم نیلام ہوتا رہا ٭

(۱۷) سرِی حضور مہاراجہ جموں وکشمیر کا دربار دہلی کی وجہ سے دس لاکھ نہیں آٹھ لاکھ روپیہ کہتے ہیں کہ صرف ہؤا ٭

(۱۸) مہارانا اودے پور تندرست نہ تھے یا اپنی اہلیہ کی فوتیدگی کا غم ہوگا کیونکہ یکم جنوری کے دربار میں حاضر نہیں ہوئے ٭

(۱۹) مہارانی جے پور نے ملک معظم کی تاج پوشی کی خوشی میں ایک لاکھ روپیہ قحط فنڈ میں عطا کیا- آفرین ٭

(۲۰) جمعۃ الوداع کے روز اہل اسلام سے تقریباً ایک لاکھ آدمی بہر نماز جامع مسجد میں جمع ہؤا تھا- دربار کے باعث ایسی رونق ہوئی ٭

(۲۱) لارڈ کچنر صاحب کمانڈر انچیف محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں گئے- اور نواب محسن الملک کی تقریر سُنی- مقاصد سے ہمدردی فرمائی - اب اُن کے نام سے اہل اسلام سکالرشپ جاری کرینگے ٭

(۲۲) یکم جنوری ۱۹۰۳ء سے انڈیا کی کُل ریلوے لائنوں کے سٹیشنوں پر دُکانداروں سے ٹھیکہ لینے کی رسم قطعی موقوف کر دی گئی- مسافروں کو فائدہ ہوگا- چیزیں آزادی و مقابلہ سے سستی ملینگی- سٹیشن ماسٹروں کی چاندی ٭

(۲۳) حضور وائسرائے نے ترحم خسروانہ سے کُل انڈیا و برہما کے قیدیوں سے دس فی صدی چھوڑ دیا- ۶ مہینے والے قیدی- ایک مہینے والے قیدی- دیوانی کے قیدی جنہوں نے ایک سو روپے تک قرض دینا ہے- سب ملاکر ۱۸۸ ۶ اکہس رہا ہوئے- ان میں چار سو آدمی قیدیان دائم الحبس بھی شامل ہیں اور ۱۳۲ دیوانی کے قیدی جن کا ۸۵۹۰ روپیہ سرکار نے خزانے سے ادا کر دیا ہے ٭

(۲۴) نصیب اعدا مہاراجہ جموں و کشمیر دہلی میں کچھ بیمار ہو گئے تھے۔ پھر روانہ متھرا و بندرابن ہوئے۔ اسی طرح مہاراجہ دربھنگہ بھی۔ اور مہارانا ے اودے پور بھی علیل ہو گئے تھے یہ شنید ہے +

(۲۵) دربار دہلی کی کامیابی کی خوشی میں حضور وائسراے نے اُس کے تمام منتظمان کے نام شکریے کا خط نافذ فرمایا یہی مناسب تھا +

(۲۶) دربار دہلی کی یادگار میں کُل والیانِ سلطنت کو طلائی اور دیگر رؤسا کو نقرئی تمغے ملینگے۔ بعض سفیرانِ ممالکِ غیر کو بھی عطا ہونگے۔ دو ہزار نقرئی تمغے بنینگے۔ حضور قیصر ہند نے منظور فرمایا +

(۲۷) دہلی کے دربار میں جو فوجی پریڈ ہوئی۔ اُس کو دیکھ کر حضور وائسراے نے خاص خوشی ظاہر کی۔ اور مبارکباد دی +

(۲۸) بمقام دہلی کیمپ صوبہ بنگالہ میں اسی صوبے کے کُل سربرآوردہ رؤسا اور زمیندار جمع ہوئے۔ راجہ سر ہربلب نرائن سنگھ جی پریزیڈنٹ تھے۔ مسئلہ تعلیم پر غور اور مباحثہ ہو کر تجویز ہؤا کہ ملک بنگال میں راجکماروں کی تعلیم کے لئے ایک کالج ملک بنگالہ میں قائم کیا جانا بہت ضروری ہے +

(۲۹) قلعے کے خاص محل میں جلسۂ تقسیم خطابات منعقد ہؤا تھا۔ خود حضور ڈیوک آف کناٹ نے نظامِ دکن کو دستِ مبارک سے تمغۂ جی۔سی۔بی پہنایا اور مہاراجہ صاحب کولھاپور کو طبقۂ وکٹوریا کا اعزاز جی۔سی۔وی۔او عطا فرمایا۔ اور والیانِ کولھاپور۔ کوچ بہار۔ ایدر اور تقدّس مآب سر آغا خاں کو طلائی تمغے کارونیشن کے عنایت کئے۔ والیانِ جے پور۔ بیکانیر اور گوالیار کو بھی یہی تمغے مرحمت ہوئے +

(۳۰) حضور وائسراے واقعہ ۲۱ جنوری کو کارونیشن دربار کلکتے میں منعقد کرینگے۔

جہاں ایک لاکھ روپیہ طلبا کی شیرینی - روشنی اور غریبوں کی خوراک پر خرچ ہوگا *

(۳۱) جو عالیشان کوٹھی حضور وائسرائے نے دہلی دربار کی یادگار میں وہاں پختہ تعمیر کرائی ہے عجب نہیں کہ دہلی میں پھر دارالحکومت کا پیش خیمہ تصور کیا جائے - ایوانِ گورنری سے اس کی عمارت کم نہیں *

(۳۲) حضور وائسرائے کے حکم سے راجگان و حکام اعلےٰ کے کیمپوں میں ہر ایک سڑک پر سُرخ ریگ ابرک سے ملی ہوئی بچھائی گئی جس کا عجیب اور پُر لطف نظارہ دن اور رات یکساں ہؤا کرتا تھا *

(۳۳) ۱۸۵۷ء کے پنشن خوار جو دربار دہلی میں مدعو ہوئے وہی شخص تھے جو محاصرۂ لکھنؤ و دہلی دونوں میں موجود تھے - جن کی تعداد ۳۲۱ کس تھی - حضور وائسرائے نے اِن بوڑھے سپاہیوں کی زبانی عرضیں بڑے غور سے سُن لیں - عجب نہیں کہ ان کی بعض عرضیں زیب اجابت حاصل کریں - ان کی خاطر و مدارات جو دہلی میں ہوئی اِس کے سبب مدّاح پائے جاتے ہیں - کھانے ایسے خوشگوار اور لاتعداد کھائے کہ نام تک نہیں بتا سکتے - دو روپیہ یومیہ نقد جیب خرچ جُدا ملتا رہا - آنے جانے کا کرایہ مل گیا - اور وردی کے لئے اَور روپیہ بعد میں ملیگا - شاہی اکرام اِسے کہتے ہیں *

(۳۴) کشمیری دروازہ دہلی پر ۱۸۵۷ء کے نشانِ گولہ ہائے توپ برابر نمایاں دکھائی دیتے ہیں - اس کی مرمّت نہیں کی جاتی کہ تواریخی نشان ہے - اسی کے قریب جان نکلسن صاحب فاتح دہلی کی یادگار تعمیر ہوگی - بہت مناسب تجویز ہے *

(۳۵) جلسۂ کارونیشن کی خوشی میں کُل ممالک محروسۂ ہند میں ہر ایک قصبہ و شہر میں منجانب سرکار و لوکل بورڈ ہا اور پرائیویٹ اصحاب اور عام رعایا ملک معظم

کی طرف سے خوشی کے سامان پورے کئے گئے۔ روشنی۔ آتشبازی۔ غربا کو کھانا اور بعض جگہ کپڑا بھی اور طلبا‌ے مدارس کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ عالمگیر خوشی منائی گئی *

(۳۶) گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے طالب علموں کے لئے کارونیشن کی یادگار میں وظائف عطا ہونے منظور ہوں تو تعجب نہیں۔ پھر لوکل باڈیاں بھی حسب مقدرت اس میں پورا حصّہ لینگی *

(۳۷) حضور نواب صاحب رامپور نے کارونیشن کی یادگار میں پونے دو لاکھ بقایا مالیہ غریب رعایا کو معاف کر دیا *

(۳۸) کچھ تعجب نہیں کہ خود سرکار ہند انگریزی بھی مالی امداد اہل ہند کو کرے۔ کاغذات مکمل ہولیں۔ خود حضور وائسرائے نے اپنی قیمتی تقریر میں اشارہ فرمایا ہے۔ دیکھئے انکم ٹیکس معاف ہو۔ یا محاصل نمک میں رعایت ہو۔ یا مالیہ زمین میں *

(۳۹) نواب صاحب ڈھاکہ نے بعض رؤسا اور حکّام کو دہلی میں پُرتکلف دعوت دے کر ناموری حاصل کی *

(۴۰) دہلی میں کشمیر اور پٹیالے کے بینڈ باجوں کی تعریف کی گئی۔ کام بھی بہت دیا *

(۴۱) یکم جنوری سے فرنگستان کے ٹیلیگرام میں بقدر ایک روپیہ فی لفظ کے تخفیف منظور کی گئی ہے۔ اب ۱۱؍ عہ فی لفظ لیا جائیگا *

(۴۲) یکم جنوری کو لندن میں علیگڈھ ایسوسی ایشن نے بصدارت سر چارلس لائل صاحب کارونیشن کی خوشی میں جلسہ کر کے حضور وائسرائے کو خاص پیغام مبارکباد ارسال کیا *

(۴۳) دہلی کے جلوس شاہی کے موقع پر حضور ڈچز صاحبہ کو خدا نے بچایا۔ ورنہ ہاتھی

سے پھسل پڑنے لگی تھیں۔ پہلی دفعہ سوار ہوئی ہونگی ولایت میں ہاتھی کہاں +

(۴۴) حضور نظام دکن نے لڈلو کاسل میں ۴ جنوری کو مکلّف جلسہ گارڈن پارٹی دیا۔ جس میں سری حضور والئے بڑودہ۔ مہاراجہ کپور تھلہ اور سلطان مسقط بھی شامل ہوئے تھے +

(۴۵) حضور ڈیوک آف کناٹ نے شاہی دعوت کے موقع پر فرمایا کہ ولایت میں ہندی افواج کی قدر عالمگیر پائی جاتی ہے +

(۴۶) دربار دہلی میں سب سے سادہ لباس حضور نظام دکن کا تھا۔ یا سری حضور مہاراجہ جموں و کشمیر کا +

(۴۷) یہ خبر اخباری ہے کہ حضور نظام نے کُل والیان ریاست کو حضور وائسرائے کے طواف کی بدعت سے محفوظ رکھا +

(۴۸) صوبۂ پنجاب میں کُل ۲۹ صاحبان کو خطاب و اعزاز و جاگیرات کارونیشن میں عطا ہوئیں +

(۴۹) دیسی فوجوں کے اعلٰے افسران کو بطور آنریری اعزاز کے کپتان اور لفٹنٹ کہا کرینگے جبکہ وہ ریٹائر ہونے پر ہوں +

(۵۰) ایام دربار دہلی میں کئی تقریبیں ہوئیں۔ علاوہ کھتری و اسلامی کانفرنسوں کے آریہ سماج کا اجلاس ہوا۔ اور ایک برہمن سوسائٹی سنا دھیہ کا بصدارت پنڈت ہیت رام سی۔ آئی۔ ای برکنارہ دریائے جمنا۔ ساتھ ہی دربار کے روز اہلِ اسلام کی عید سعید بھی تھی۔ ڈبل مبارک کام +

(۵۱) اُمید کیجاتی ہے کہ جلسۂ کارونیشن دہلی کے بکامیابی اختتام کی خوشی میں حضور وائسرائے لارڈ کرزن صاحب کی سعید حکومت میں اضافہ کیا جائے۔ اور اُنہیں کوئی اعلےٰ ترین اعزاز منجانب قیصر ہند عطا ہو +

(۵۲) برقی روشنی جو قلعہ دہلی میں کیگئی تھی۔ اسمیں ایک ہزار گھوڑے کی طاقت تھی۔ روشنی
۱۲۱ قوسیں اور ۲۶۵ شمعیں تھیں ٭

(۵۳) ڈاکخانے نے ۱۵ لاکھ خطوط اور دس ہزار پارسل بانٹے۔ ولایتی ڈاک کی
ایک دن ۴۰ ہزار چیزیں بانٹیں ٭

(۵۴) دودھ مکھن کا جو فوجی کارخانہ تھا۔ اُسے بارہ ہزار کی خالص بچت ہوئی۔
ایک ہزار گیلن دودھ اور پانسو پونڈ مکھن ہر روز فروخت ہوتا تھا انتظام ابن ع

(۵۵) کیمپ لائٹ ریلوے پر ایک لاکھ سے بھی زیادہ مسافروں نے سفر کیا۔ سرکار
کا اس پر ۴۰ ہزار روپیہ خرچ آیا تھا ٭

(۵۶) ڈاکخانے والوں سے اس قدر کثرتِ خطوط سے صرف ایک ہزار خط اور صرف
۱۵ پارسل تقسیم نہ ہوسکے۔ عدم پتہ رہے۔ بعض نامے بھی عجیب تھے۔ ایک پر لکھا
تھا۔ "یہ خط اُسی پارٹی کو ملے جو ولایت سے آئی ہے" ٭

(۵۷) اہل لندن کا خیال ہے کہ دربارِ دہلی نے ثابت کر دیا ہے کہ ہندوستان پر
انگریزی حکومت محض انڈین کی مفاد کی غرض سے ہے۔ اس دربار کی کامیابی
سے لارڈ کرزن کی عام طور پر تعریف ہو رہی ہے۔ واقعی ایک بے نظیر دل
و دماغ کا انسان ہے۔ کیوں نہ ہو۔ لارڈ کرزن کی جے ٭

(۵۸) حضور وائسرائے کے سامانِ نیلام سے مفصلۂ ذیل رقم وصول ہوئی:۔
۱۲ گھوڑے ۱۰۵۲۰ روپے سے اور ۲۸ گاڑیاں ۲۸ سو روپے سے۔ باقی سامان
رکشا اور زین سے کل ۶۰ ہزار روپیہ آیا۔ گھوڑے راج بھرت پور نے اور
گاڑیاں مہاراجہ گوالیار اور کشمیر نے بھی خریدیں ٭

(۵۹) دربار دہلی کے متعلق سرکاری کتاب مسٹر سٹیفن ویلر صاحب تیار کرینگے۔ جو
معمولی ۳۲ روپے اور خاص ۱۶۰ روپے فی جلد کے حساب فروخت ہوگی۔ یہ

کتاب لنڈن میں مُرتّب ہوکر شائع ہوگی *

(۶۰) محکمۂ ڈاک نے کلرکوں کو ۳۰ روپے اور دیسی سب پوسٹ ماسٹروں کو ۵۰ روپے ماہوار علاوہ تنخواہ کے دربار دہلی میں الونس دیا تھا *

(۶۱) سری حضور کشمیر اور اُن کی کونسل کے لائق ممبروں کے حُسن اخلاق کا وہاں عام نیک شہرہ پایا گیا *

(۶۲) حضور نظام اور ان کے لائق مدارالمہام اور پھر مدارالمہام کے پرائیویٹ سکریٹری پارسی کی تعریف عام طور پر سُنی گئی *

(۶۳) پروسیشن کی تعریف میں کہا جاتا ہے کہ ایسا جلوس نہ پانڈوں کے عہد میں ہوا اور نہ عہد مغلیہ میں۔ واقعی بے نظیر تھا *

(۶۴) دربارِ دہلی پر جس قدر کثرت کے ساتھ سرکاری روپیہ صرف ہوا۔ اُس سے بہت زیادہ دیسی والیانِ ریاست کا خرچ ہوا *

(۶۵) دربارِ قیصری کی نسبت اس کارونیشن دربار میں والیانِ ریاست کے ساتھ رسم بازدید عام طور پر کم ہوئی۔ اور قسم کا بھی تفاوت پایا گیا بوجہ کثرت مشاغل حضور وائسرائے صاحب کے *

(۶۶) واقعہ ۴ مارچ کو دربار ایکٹ غیر مؤثر یعنی منسوخ ہوگیا *

(۶۷) بہ یوم دربارِ دہلی حضور نظامِ دکن سادہ ترین سفید لباس میں ملبوس تھے۔ جیسے کہ پروسیشن کے دن سری حضور کشمیر تھے *

(۶۸) دربار کے وقت اگرچہ کُل انتظام پر فوجِ ہائی لینڈ کے لوگ اندر و باہر متعیّن تھے۔ مگر پانچ دیسی پولیس افسران بھی عام اندرونی نگرانی پر تعینات بیان ہوئے *

(۶۹) پہاڑی کے پاس جو گورہ فوجی سپاہیوں اور دیسی پولیس کے چند مردمان میں فساد ہوا تھا۔ اور اُس میں ایک دیسی سارجنٹ کھیت رہا تھا۔ قاتل گورہ

کو عدالتِ دربار نے تین ہفتہ قید کی سزا دی - کیونکہ ارادہ قتل کا نہیں تھا محض اشتعال طبع پایا گیا *

(۷۰) محکمۂ ٹیلیگرام کے ملازمان کی بہادرانہ یادگار بھی متصل صدر ڈاک خانہ گزشتہ اپریل کو تیار ہو چکی ہے جن کی خدمات ۱۸۵۷ء میں قابل قدر نمایاں تھی *

(۷۱) محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس میں جا کر لارڈ کچنر نے اپنی ہر دلعزیزی کا سکّہ اہل اسلام کے دلوں پر بٹھایا *

(۷۲) حضور ڈیوک آف کناٹ کو جب دہلی میں شاہی دعوت دی گئی - تو اُس موقع پر حضور ممدوح نے ہندی فوج کی کمال تعریف فرمائی *

(۷۳) دیسی والیانِ ریاست سے بعض نے قابل تعریف فیاضی دکھائی - کہ غریب زمینداروں کو بقایا مالیہ معاف کر دیا *

(۷۴) پنجابی صنعت کا سجا سجایا کمرہ نمائش گاہ سے حضور نظام دکن نے دس ہزار روپے میں خرید لیا *

(۷۵) افتتاحِ نمائش کے وقت حضور وائسرائے نے والیانِ ریاست سے جو قیمتی اپیل کی - وہ یہ ہے کہ اپنی ضروریات متعلق سامان آرائش اپنی دیسی صنعت سے پوری کریں - تاکہ آپ کی سرپرستی میں دیسی حرفت میں ترقی ہو - کہ وہ تاہنوز قریباً زندہ - پائدار اور قیمتی بھی ہے *

(۷۶) سری حضور مہاراجہ صاحب کشمیر دہلی سے واپسی کے وقت متھرا بندرا بن کی جاترہ بھی کر آئے - اور پھر دوبارہ کنبھ کے باعث ہردوار کے اشنان بھی کئے - صحت مبارک رہے *

(۷۷) دہلی میں دربار کے موقع پر لوگ ایسے خوش و خرم پائے گئے کہ گویا اُن کے ہاں کسی عزیز کی شادی ہے *

(۷۸) دہلی تعلیمی کانفرنس اسلامیہ میں تعلیم کی فیس بڑھانے کی تجویز پُرزور دلائل سے مسترد کی گئی ٭

(۷۹) باوجود ماتم مہارانی صاحبہ کے مہارانا اودے پور دہلی تشریف تو لائے مگر بیماری کے باعث دوبار میں جا نہ سکے ٭

(۸۰) لاہور کے نواب غلام محبوب سُبحانی خاندانی رئیس اور پرنس آف ارکاٹ اور غدر کے دو بوڑھے بہادر سپاہی سردی کی شدّت سے دہلی میں جانبر نہ ہوسکے تھے ٭

(۸۱) دربار دہلی کی یادگار کے لئے ایک خاص تمغہ مسکوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چیدہ اصحاب کو عطا ہوگا۔ ولایت سے دو ہزار نقرئی تمغہ آگیا ہے ٭

(۸۲) پریس کیمپ میں حضور وائسرائے نے تشریف لے جاکر خاص اعزاز بخشا۔ اور پُر لُطف الفاظ سے اہل پریس کو گرویدہ بنایا ٭

(۸۳) دہلی کے جلسۂ شاہی ناچ میں چار ہزار کے قریب زن و مرد شامل تھے حضور ڈیوک آف کناٹ لیڈی کرزن کے ساتھ اور حضور وائسرائے ڈچز صاحبہ کے ساتھ مل کر ناچے۔ تھیئیٹر کے ایکٹروں کی طرح پوشیدنی لباس بار بار تبدیل کیا جاتا رہا۔ یہ نہایت دلکش نظارہ با نصیب اشخاص نے دیکھا ٭

(۸۴) دہلی میں ہندی فوج کے ہاکی کے کھیل کے کا پیالہ ۳۳ ویں پلٹن پنجاب نے جیتا۔ آفرین!

(۸۵) ہندی فوج کے مقابلۂ پولو کے انعام کا پیالہ فوج پونا ہارس نے جیتا بمقابلہ ۱۸ویں بنگال لانسرز کے شاباش ٭

(۸۶) ٹاؤن ہال دہلی میں فری میسنوں کا جلسہ بُدھ وار چار سو چیدہ اصحاب کی شمولیّت سے منعقد ہؤا۔ اس میں لارڈ کچنر پنجاب کے گرینڈ ماسٹر منتخب کئے گئے۔ انڈیا میں اتنا بڑا جلسہ فری میسنوں کا یہ پہلا ہؤا ہے ٭

(۸۷) دربار لائٹ ریلوے بھی دہلی کی قابل دید اشیاء میں ایک عجوبہ چیز تھی۔ قابل تعریف دور اندیشی کا نیک نتیجہ*

(۸۸) اگر غدر ۱۸۵۷ء کے بہادر سپاہیوں کی پنشنیں دو چند ہو جائیں۔ تو بہت خوشی کی بات ہے*

(۸۹) مہاراجہ صاحب کوٹہ نے ازراہِ دریادلی کارونیشن کی یادگار میں اپنی غریب رعایا کو پچاس لاکھ روپیہ مالیہ معاف کر دیا ہے۔

آفریں باد بریں ہمّتِ مردانۂ جناب!

(۹۰) دہلی میں برقی روشنی ایک ہزار گھوڑوں کی طاقت کی تھی۔ اور ۱۲۶ توپیں اور ۲۶½ ہزار شمعیں روشن ہوتی تھیں*

(۹۱) عجب نہیں کہ دربار کارونیشن کی یادگار میں سررشتۂ تعلیم بھی خاص فیاضی کا مستحق قرار پائے۔ مدرّسین کو پنشن عطا ہو۔ اور ان کی خدمات کی قدر کیجائے*

(۹۲) محکمۂ ڈاک کے ملازمان کو سردی سے بچانے کے لئے آگ تاپنے کی انگیٹھیاں اور کوئلے ایک موت کے بعد ملے۔ فی الواقعہ سردی ناقابل برداشت تھی*

(۹۳) دو ہزار نقرئی تمغے اُن اہلکاران سرکار یا ایسے اصحاب کو عطا کئے جائینگے۔ جنہوں نے کہ دربار دہلی میں خاص کوشش یا قابلیت سے کام کیا ہے۔ یہ تمغے تیار ہو چکے ہیں۔ عنقریب تقسیم ہونگے*

(۹۴) دہلی کے مقابلۂ چوگان میں متھرا ناگرہ والوں نے منی پور کی ٹیم پر صاف اور نمایاں فتح حاصل کی*

(۹۵) نواب صاحب ڈھاکہ نے دہلی میں بعض والیان ریاست اور افسران کو مکلف

دعوت دیکر اپنی مشہور خاندانی فراخ دلی اور فیاضی کا اعلےٰ ثبوت دیا +

(۹۶) کشمیر اور پٹیالے کے بینڈ باجوں نے دہلی میں باتعریف شہرہ حاصل کیا۔ کیوں اور کسی ریاست کے مقابلتاً ایسے بینڈ نہیں تھے +

(۹۷) پہلوانوں کا دنگل جو دہلی میں ہوا۔ اس میں ماتھری اور پنجابی مساوی درجے پر رہے۔ پنجابی باوجود ماس خور ہونے کے ماتھری گھاس خور کو گرا نہ سکا۔ سب پہلوانوں کو خاطر خواہ انعام ملے +

(۹۸) دہلی میں حضور وائسرائے کے ۱۲ گھوڑوں اور ۲۸ گاڑیوں اور دیگر سامان کے نیلام سے ۶۰ ہزار روپیہ وصول ہوا۔ راج بھرت پور۔ گوالیار۔ دیوان نابھہ اور کشمیر نے اس نیلام میں بہت حصہ لیا +

(۹۹) دربار دہلی کی مفصل کیفیت کتاب کی صورت میں سرکار کی طرف سے ایسی جلدی نہیں نکلیگی۔ جیسی کہ بے صبری سے اس کا انتظار کیا جائے گا ۔ کیونکہ یہ بڑا اہم کام سا غیر معمولی نہیں ہے +

(۱۰۰) نمائش دہلی مین جو تمغے و سندات دی گئیں۔ ۱۹ تمغے طلائی۔ ۵۰ نقرئی۔ نوے سندات تقسیم ہوئیں۔ منجملہ ۱۹ کے چار طلائی تمغے مہاراجہ کوچ بہار کیطرف سے ہیں۔ اور باقی ۱۵ گورنمنٹ انڈیا کی طرف سے +

سری حضور کشمیر۔ سری حضور ٹراونکور۔ بھرت پور۔ بھاؤنگر اور میسور نے بھی طلائی تمغے پائے + لاہور۔ بمبئی اور جے پور کے آرٹ سکولوں نے بھی طلائی تمغے حاصل کئے۔ نیز آگرہ جیل نے + دہلی کے فقیر چند۔ بنارس کے بھگوان داس اور لکھنؤ کے کدارناتھ اور بھگوان سنگھ کو بھی طلائی تمغے عطا ہوئے +

(۱۰۱) نمائش دہلی میں سری حضور مہاراجہ الور کی بے نظیر قلمی نسخہ کتاب گلستاں قیمتی پونے دو لاکھ روپیہ بھی موجود تھی۔ یہ کتاب بارہ برس میں لکھی گئی تھی۔ ایک ایک صفحے پر دو دو ہفتے خرچ ہوئے۔ طلائی کام۔ اعلےٰ درجے کی تصویریں قابل دید

ہیں۔ دہلی اور الور راج کے اعلیٰ صنّاعوں کی دستکاری ہے *

(۱۰۲) دہلی میں گرُو تیغ بہادر کے اُتسب پر گرنتھ صاحب کی سلامی نکالی گئی ۔ بعض کہتے تھے کہ یہ دن گرُو گوبند سنگھ جی کے جنم کا ہے ۔ سواری کے ہمراہ مہاراجہ پٹیالہ۔ جیند۔ نابھہ۔ کلسیہ مع بینڈ باجہ پاپیادہ تھے ۔ سوم رسالہ پنجاب کی لائینز میں خالصہ دیوان کا دھوم دھامی جلسہ ہؤا۔ سب کو کڑاہ پرشاد بانٹا گیا *

(۱۰۳) دہلی میں بھارت دھرم مہا منڈل کے جلسے میں اُپدیشکوں کے سوال پر ناگوار مباحثے سے رخنہ پڑ گیا *

(۱۰۴) حضور و الشعرانے کا بڑا درباری خیمہ ساڑھے چھ ہزار روپے میں نظام حیدر آباد دکن نے خریدا تھا *

(۱۰۵) کارونیشن کی خوشی کے باعث میدان کلکتہ میں ۳۶ ہزار طلبا کو ضیافت دی گئی:- جن میں پانچ ہزار یورپین تھے ۔ اُن کو غبارے کا تماشہ بھی دکھایا گیا۔ روشنی پر کمیٹی کا ۱۵ ہزار روپیہ خرچ ہؤا۔ چینی محلّہ نے سب سے عمدہ روشنی کی ۔ آتشبازی عجیب نمونے کی چین سے آئی تھی۔ ایک مارواڑی سیٹھ بھجن لال نے پچاس ہزار غربا کو اپنے پاس سے کھانا دیا *

(۱۰۶) جالندھر کے سردار پرتاب سنگھ سردار دلجیت سنگھ اہلووالیہ نے اپنے مزارعان کو دس ہزار روپیہ بقایا دربار کارونیشن کی خوشی میں معاف کردیا *

(۱۰۷) خفیہ پولیس کی قابلیت سے وزیر اعظم نیپال دربارِ دہلی سے آتے بنارس میں قتل ہونے سے بال بال بچ گئے ۔ جہاں جماعت قاتلان گورکھپور سے آکر ایک دھرم سالہ میں اسی غرض سے فروکش تھی۔ مع آلات حرب زیر حراست کئے گئے کہتے تھے کہ ہم جاتری ہیں ۔ تین متموّل نیپالی بھی اسی سازش کی شرکت کے الزام میں ماخوذ ہوگئے ۔ مقدمہ چل رہا ہے ۔ ملزم سنگین ضمانت پر رہا ہیں *

(۱۰۸) حضور وائسرائے کی سواری نے کلکتے کے اندر کارونیشن کے جلوس میں ۶ میل چکّر کاٹا۔ گیارہ مصنوعی محرابیں راستوں پر بڑی چمک دمک و عظمت سے بنی تھیں۔ جن میں سے حضور ممدوح کی سواری گزری۔ حضور کا لباس بالکل مارکوئیس ولزلی صاحب جیسا تھا ٭

(۱۰۹) کلکتے کے پوسٹ آفس میں کارونیشن کی خوشی میں عملہ بڑھایا گیا۔ اور ملازموں کی تنخواہ میں اضافہ منظور ہؤا ٭

(۱۱۰) سری حضور مہاراؤ راجہ بوندی بمقام دہلی سری حضور مہاراجہ ریوان کی ہمشیرہ کے ساتھ منسوب ہوئے۔ مبارک شادی فروری میں کمال دھوم دھام سے ہوئی ٭

(۱۱۱) اگر حفاظت اور نگرانی کا انتظام عمدہ نہ ہوتا۔ تو بدمعاش لوگ نمائش گاہ دہلی سے تیس چالیس لاکھ روپے کا مال اُڑا لے جاتے۔ مگر برموقع خبرداری کئے جانے سے ایک پیسے کا بھی نقصان نہ ہونے پایا ٭

(۱۱۲) مہاراجہ صاحب گائیکواڑ (بڑودہ) نے دہلی میں لوکل ہندو کالج کو گیارہ سو روپیہ عطا فرمایا تھا ٭

(۱۱۳) نمائش دہلی کی سیر تحصیلداروں کو سرکاری خرچ پر کرائی گئی۔ تاکہ وہ دیسی صنعت و حرفت کے لئے لوگوں کو ترغیب و تحریص دے سکیں ٭

(۱۱۴) حضور وائسرائے نے ازراہِ فیّاضی جامع مسجد دہلی کو دربار تاج پوشی کے شکریے میں نقد امداد ارسال کی ٭

(۱۱۵) راجپوت کانفرنس منعقدۂ دہلی میں مہاراجہ سر پرتاب سنگھ والئے ریاستِ ایدر پریزیڈنٹ تھے۔ آٹھ سو رئیس۔ زمیندار اور ٹھاکر اس جلسے میں موجود تھے۔ مہاراجہ سر امر سنگھ بالقابہ بھی بطور وزیٹر شامل تھے۔ مفید تجاویز ہوئیں ٭

(۱۱۶) موٹر گاڑی دو ہزار سے بیس ہزار تک قیمت کی دہلی میں مل سکتی تھیں - چار سواریوں کی گاڑی میں ایک گھنٹہ میں صرف نصف بوتل مٹی کے تیل کی خرچ ہوتی ہے جس سے برقی سٹیم پیدا کیجاتی ہے - جس کی طاقت سے اچھی سڑک پر چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے یہ گاڑی دوڑ سکتی ہے - اس کا کھڑا کرنا اور موڑنا صرف ایک ہینڈل پر ذرا سا ہاتھ رکھنے سے ہو سکتا ہے - ولایت میں ایسی بوجھ ڈھونے والی گاڑی یا چھکڑے چار پانچ ہزار روپے میں دستیاب ہو سکتے ہیں *

(۱۱۷) مفصلۂ ذیل اصحاب کی ایک سب کمیٹی پریس کیمپ کے وقائع نگاروں کے اجلاس سے بدیں مراد نامزد کی گئی - کہ حضور وائسرائے کے لئے اپنے مفید اغراض کے اظہار کے واسطے میموریل مرتب کرے :-

(۱) مسٹر این این سین ایڈیٹر انڈین مرر کلکتہ *

(۲) مسٹر سراندر ناتھ بنرجی ایڈیٹر اخبار بنگالی کلکتہ *

(۳) مسٹر محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور *

(۴) مسٹر کیخسرو ایڈیٹر بمبئی سماچار بمبئی *

(۵) مسٹر ویرا راگھو اچاری مدراس *

(۶) مسٹر سویرا مانیا آئر ایڈیٹر سٹینڈرڈ و یونائیٹڈ انڈیا مدراس *

(۷) مسٹر جے - پی ورما ایڈیٹر ایڈوکیٹ و ہندوستانی لکھنؤ *

آخر الذکر صاحب ہی اس کمیٹی کے سکرٹری قرار پائے *

(۱۱۸) اہل ہند کی کمال صدق ارادت سے درخواست ہے کہ حضور وائسرائے و گورنر جنرل لارڈ کرزن بالقابہ کی میعاد حکومت میں توسیع کی جائے - جو اپنے مشہور اور مفید کارناموں کے باعث بے نظیر وائسرائے ہیں - اور جنہیں خوش قسمتی سے ایسا

مبارک موقع دربار دہلی کرنے کا حاصل ہؤا ہے ۔ مُلک اُن کی جے مناتا ہے ۔

(۱۱۹) نظام حیدر آباد دکن نے نمائش دہلی سے کُل تین لاکھ روپے کا مال خریدا ۔ آپ ایسے خوش اعتقاد ہیں کہ جامع مسجد کے میدان میں جو سائیں ہرا بھرا صاحب کا مزار ہے وہاں سے پُرانا بوسیدہ چیتھڑا جو تبرّکاً ملا ۔ اُسے اپنے فرق مبارک پر رکھ لیا ۔ الحق ؎ نہد شاخِ پُر میوہ سر بر زمیں ۔

(۱۲۰) حضور وائسرائے نے پولیس کی کارگزاری نسبت انتظام دربار دہلی پر ازبس خوشنودی ظاہر فرمائی ۔ بلکہ ایک ہزار روپیہ اُن ملازمان پنجاب پولیس کی ضیافت کے لئے بھی عطا فرمایا ۔

(۱۲۱) باوجودیکہ حضور لارڈ کرزن صاحب نے بقول شخصے ؎

دہنِ سگ بہ لقمہ دوختہ بہ

اہل اخبار کو بطور شاہی مہمانوں کے مدعو کیا ۔ اور اُن کی خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا ۔ مگر پھر بھی بعض اصحاب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے سے نہ چوکے ۔ گُسائیں تُلسی داس جی کی تصنیف رامائن نہایت ہی اعلےٰ درجے کی ہندی نظم میں ہے ۔ اور ازبس رسیلی اور پیاری نظم ہے ۔ با ایں ہمہ گُسائیں جی مہاراج نے اپنی قابلانہ تصنیف مذکور کے دیباچے میں بڑی خوبی کے ساتھ اعتراف کیا ہے کہ ہم کو گُن گریہی یا نیک بین اصحاب سے مطلق کچھ اندیشہ نہیں ہے ۔ اگر ہے تو محض چھدر گریہی یا نکتہ چینوں ۔ عیب بینوں کا خوف ہے ۔ جن کے آگے ہم دست بستہ پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ ہم پر اپنی دیا درشٹی رکھیں گے ۔ اور ہماری ناچیز تصنیف کی دھجیاں نہ اُڑائینگے ۔ یہی حال بالکل اس اعلےٰ ترین دربار کارونیشن کے نکتہ چینوں پر صادق آتا ہے جنہوں نے ازراہ ذاتی بُغض کے اُسے کارونیشن نہیں بلکہ کرزنیشن دربار کہا ۔ کہ

لارڈ کرزن نے محض اپنی خود نمائی سے اس قدر زرِ خطیر صرف فرمایا۔ اور رؤسا اور رعایا کے کروڑوں روپیہ پر پانی پھیر دیا۔ اگر مشرقی رسوم سب وحشیانہ پاکھنڈ کی ذیل میں آ سکتی تھیں تو اِس میں کونسا سُرخاب کا پر لگا تھا۔ یہی روپیہ کیوں غربا میں نہ بانٹا گیا *

چونکہ نقل کفر کفر نباشد۔ اِس واسطے راقم نے یہ خراب ریمارک درج کیا۔ ورنہ یہ مبارک دربار ہر طرح قابلِ ستائش ہے۔ خود لارڈ جارج ہملٹن صاحب بہادر سکرٹری آف سٹیٹ نے دہلی دربار کی خوبیوں کے بیان کرتے ہوئے کمال خورسندی اور فراخ دلی سے اہل ہند کو بھی خوب سراہا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ ہند پر انگریزی سلطنت محض ہندیوں کے مفاد کی غرض سے نہیں بلکہ خود برٹش حکومت کے واسطے ملک ہند کا ماتحت ہونا ایک بڑی بھاری طاقت ہے۔ اہل ہند نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ خوشی اور غمی اور رنج و راحت میں ہمارے پورے شریک اور معاون ہیں۔ اور وہ ہماری حکومت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ملک معظم سے دلی خلوص کے اظہار میں اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ اور حضور لارڈ کرزن کی قابلیتوں کا اس خوبی سے بیان کیا کہ نادر و شاید۔ لارڈ موصوف کو اُن کمال درجے کے نیکنام اور اعلےٰ درجے کے گزشتہ وائسراؤں کے ذیل میں جگہ دی۔ جو اپنی خاص خوبیوں کے باعث نہایت شہرۂ آفاق ہوئے ہیں۔ اور گورنمنٹ ہند کو ایک خود مختار نیک حکومت کا جو اپنے اہم فرائض کی ذمہ واریوں کو ٹھیک محسوس کرتی ہے درجہ بخشا۔ اہل ہند کو اپنی کُل نیکیوں اور مہربانیوں کا مستحق گردانا۔ کیونکہ باوجود خود زراعتی مشکلات میں مبتلا ہونے کے سلطنت کا ہاتھ بٹانے کو ہر دم مستعد ہے۔ اور فرمایا کہ جو کچھ دربار دہلی کے باعث لارڈ کرزن سے ہو سکا۔ اب سے پہلے کسی جلیل القدر وائسرائے سے نہیں ہوًا *

اور بادشاہ انگلستان کے واسطے بھی یہ سب سے پہلا موقع ہے کہ انڈیا میں دربار کارونیشن (تاج پوشی) بمقام دہلی اس شان و شوکت سے منعقد کیا۔ اور یہ عمدہ ترین موقع لارڈ کرزن جیسے خوش نصیب وائسرائے کے عہد حکومت کی نہایت روشن نظیر تواریخ کے صفحوں میں تا دیر گاہ محفوظ رہیگی۔ اور ایسے نیک موقعے اتفاقاتِ زمانہ سے کبھی کبھی ہوا کرتے ہیں۔ ؎

ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے ٭

(۱۲۲) ملک ہندوستان میں کوئی شہر یا قصبہ یا مشہور گاؤں ایسا نہیں ہوگا جہاں دربار کارونیشن کی خوشی میں یکم جنوری کے دن اور رات کو پوری خوشی نہ منائی گئی ہو۔ طالب علموں کو کھانا نہ دیا گیا ہو یا مٹھائی نہ کھلائی گئی ہو۔ ہر ایک جگہ روشنی کی گئی۔ اور آتشبازی چلائی گئی۔ سرکاری مکانات پر منجانب سرکار روشنی ہوئی۔ غربا و مساکین کو کھانا دیا گیا۔ اور تن پوشی یا سردی سے بچنے کو کپڑے مفلسوں کو بعض شہروں میں دئے گئے ٭

اگرچہ کلکتہ میں یہ خوشی اخیر ماہ پر ہوئی جبکہ وائسرائے وہاں پہنچے۔ تاہم کُل اخراجات نکال کر پھر بھی دس ہزار روپیہ بچ رہا۔ جو چار آنہ فی کس کے حساب چالیس ہزار غربا کو نقد بانٹا گیا۔ اس کارونیشن کی خوشی میں لاکھوں کروڑوں روپیہ داد و دہش میں خرچ ہوا۔ تفصیلی حالات کُل ملک کے تحریر کرنے کسی فرد بشر کی توفیق سے بالاتر ہیں۔ گو واقعات کی تطبیق کم و بیش ہر جگہ یکساں پائی گئی ہے۔ حُسن خدمات کرنے والے اصحاب کو تمغے اور سندات ملیں۔ شاہی اعلان سُنایا گیا۔ جیلخانوں سے قیدی چھوڑے گئے ٭

(۱۲۳) امیر حبیب اللہ خان صاحب والئے کابل نے بھی بذریعہ مراسلہ ایک پُر تپاک مبارکباد دربار دہلی کے بخیر و خوبی سرانجام ہونے کی خوشی میں حضور وائسرائے کو

بھیجی ہے اور اپنے سفیر کو اعزاز ملنے کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا ہے۔ کیا تعجب ہے کہ امیر صاحب خود بہ نفسِ نفیس حضور لارڈ کرزن سے بمقام راولپنڈی آئندہ مناسب موسم آنے پر شرفِ ملاقات حاصل کریں ٭

(۱۲۴) ایک موقع پر لارڈ نارتھ کوٹ صاحب گورنر بمبئی نے ایک سپیچ میں کہا کہ یہ بلاشبہ قابل تسلیم امر ہے کہ لارڈ کرزن جیسا گورنر جنرل اور وائسرائے ان سے پہلے ہندوستان کو کبھی نصیب نہیں ہؤا۔ فی الواقع لارڈ موصوف خاص قابلیت کے انسان ہیں جو ہمیشہ نہیں پیدا ہؤا کرتے ٭

(۱۲۵) ایمفی تھیئیٹر میں جو چند نشستیں پردہ دار خواتین کے لئے تیار کی گئی تھیں محض بیگم صاحبہ بھوپال کے ایماسے بنائی گئی تھیں۔ جو بمع اپنی دو دختران نیک اختر کے رونق افروز ہوئی تھیں۔ دربارِ قیصری کے موقع پر اِن کی والدۂ محترمہ بھی بہ نفسِ نفیس خود تشریف لائی تھیں۔ اپنی والدہ کی طرح یہ بھی برقعہ پوش تھیں۔ شاہی چبوترے کے پلیٹ فارم پر اُن کے آتے ہی حاضرین دربار نے پُر زور چیئرز سے اِن کا خیر مقدم کیا تھا ٭

(۱۲۶) امریکہ کے اخبار خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ کہ لیڈی کرزن صاحبہ جو امریکن ہیں۔ ایلیفنٹ پروسیشن یعنی ہاتھیوں کے شاہی جلوس میں مثل ملکۂ انڈیا تسلیم ہوئیں۔ دراصل کارونیشن کا پورا اعزاز ملک ہند میں حضور لارڈ کرزن بالقابہ کو حاصل ہؤا تھا۔ اس لئے کہ خود قیصر ہند تو انگلینڈ میں براجمان تھے۔ انڈیا میں یہی اُن کے قائم مقام تھے۔ حضور ڈیوک آف کناٹ مع ڈچز صاحبہ تو مثل دیگر تماشائیوں کے رونق افروز ہوئے تھے۔ نہ بطور قائم مقام ملک معظم کے ٭

(۱۲۷) اگرچہ قبل ازیں دربار دہلی کے موقع پر قابل دید برقی روشنی کا ذکر آچکا ہے۔ مگر اس کے متعلق کسی قدر تفصیلی حالات ذیل میں اَور دئے جاتے ہیں۔ جو

ناظرین کی زیادہ دلچسپی کا باعث ہونگے۔
دربار دہلی کے ایام میں جو رونق برقی روشنی نے دکھائی۔ اور جس قدر کیفیت اُس کی دید سے پیدا ہوتی تھی۔ وہ کارونیشن کا علمی پہلو خیال کرنا چاہیئے۔ برقی روشنی نہ صرف سرکاری کیمپوں میں ہوئی۔ بلکہ دہلی کے تمام بڑے بڑے بازار اس سے منور کئے گئے۔ تمام کیمپوں میں قابل دید روشنی لال قلعہ اور سنٹرل کیمپ کی تھی۔ آخر الذکر جو حضور وائسرائے کا کیمپ تھا۔ برقی روشنی سے بقعۂ نور بن گیا تھا۔ یہاں آٹھ ہزار ان کینڈل سینٹ اور دو سو آرک لیمپ روشنی دے رہے تھے۔ سنٹرل کیمپ سے دوسرے درجے پر لال قلعے کی روشنی تھی۔ جہاں بائیس سو ان کینڈل سینٹ اور صرف ۲۸ آرک لیمپ تھے۔ انجنیئری اصطلاح میں ان کی طاقت دو سو گھوڑوں کی طاقت کے برابر تھی۔ دیوان عام اور دیوانِ خاص لال قلعہ میں منعقد ہوئے۔ اور یہیں رات کو خطابات بخشی کا دربار ہوا۔ اُس وقت خدا کی شان یاد آتی تھی۔ کہ جب آج سے دو سو سال قبل یہ عالیشان عمارت ہندوستان کے رنگین مزاج بادشاہ شاہجہان نے بڑے ذوق و شوق سے بنوائی تھی۔ تو کیا اُسے اس بات کا کبھی خیال بھی آسکتا تھا کہ اس عمارت کے اندر ایسے ایسے عالیشان جلسے منعقد ہونگے۔ اور اگر بالفرض انقلاب زمانہ پر یقین کرتے ہوئے اُسے یہ خیال آیا بھی ہو کہ یہاں کسی وقت اَور مذاق کے لوگ آئینگے۔ تو یہ خیال بھی اُسے سوجھا ہو گا کہ اس عمارت کی زینت کو برقی روشنی (بمصداق سونے پر سُہاگہ) بڑھا دیگی۔ سچ یہ ہے کہ نہ تو شاہجہان کو یہ روشن علمی خیال پیدا ہوا تھا۔ اور نہ اُس زمانے میں ایسی باتیں کسی دماغ میں آسکتی تھیں۔ برقی روشنی کی بہم رسانی معمولی کام نہ تھا۔ لنڈن کے میسرز اوسلر اینڈ کمپنی کا ٹھیکہ اس عمارت کی تعمیر کا تھا۔ جہاں برق خیز کلیں لگنے کو

تھیں۔ اور میسرز کلبرن اینڈ کمپنی کلکتہ و لنڈن کو برقی کلیں لگانے کا ٹھیکہ دیا گیا
تھا۔ نوابون اور والیان ریاست کے کیمپوں میں سب سے زیادہ روشن
کیمپ گائیکواڑ (بڑودہ) کا تھا۔ جو سولہ آرک اور دس ہزار اِن کینڈل سینٹ
لیمپوں کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ مہاراجہ صاحب کشمیر اور رزیڈنٹ کشمیر
کے کیمپوں میں ستر آرک لیمپ اور ۳۶۰۰ اِن کینڈل سینٹ لیمپ جل رہے
تھے۔ غرضیکہ دربار کی قابل دید اشیا میں سے برق بھی ایک قابل دید چیز
تھی۔ جس کے لئے گورنمنٹ کو کئی ہزار روپیہ کا بل ادا کرنا پڑا۔ جو اس عجوبۂ
روزگار روشنی کے مقابلے میں بالکل واجب تھا +

(۱۲۸) مہاراجۂ کپورتھلہ نے جو گاڑی چہار اسپہ برائے دربار دہلی خریدی تھی اس کی قیمت
۲۳ ہزار سے کم نہ تھی۔ مہاراجہ کشمیر کی گاڑی اس سے بھی زیادہ مالیت
کی تھی +

(۱۲۹) حضور وائسرائے نے جو تقریر دربار دہلی میں فرمائی۔ اس کا اُردو ترجمہ سرکاری
طور پر اُن تمام اصحاب مین جو ایمفی تھیئیٹر میں موجود تھے تقسیم کیا گیا تھا۔
قبل اس کے کہ حضور ممدوح سپیچ فرماتے۔ جو صرف انگریزی زبان میں تھی +

(۱۳۰) دربار دہلی کے موقع پر جو پہلوانوں کے دنگل کا بڑا بھاری انتظام سرکاری طور پر ہونیوالا
تھا۔ نامعلوم وجوہات کے باعث اس نے عملی صورت اختیار نہ کی۔ یا یہ کہو کہ
پہلوانوں کی غیر معمولی کُشتی والی تجویز سرسبز نہ ہوئی +

(۱۳۱) پریس کیمپ کی سپیچ میں خود حضور وائسرائے نے فرمایا کہ دربار کی لمبی سپیچ
کرنے کے باعث اُن کی آواز تھکی ہوئی ہے۔ اور اُن کی دانست میں اس
کیمپ میں بولنے کی ضرورت اُن کو فوری محسوس ہوئی تھی +

(۱۳۲) دربار دہلی کے بعد حضور وائسرائے صاحب بہادر نے سری حضور مہاراجہ کشمیر کو

خبر نہیں کیوں کلکتے مدعو فرمایا۔ عجب نہیں کہ محض دلجوئی کرنی ہو۔ یا اختیارات کامل دینے ہوں۔ یا رفع قحط کشمیر کا مشورہ۔ یا سفر کشمیر پر گفتگو ہو۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بھی سری حضور کے لئے خاص امتیاز کی بات پیدا ہوئی ہے۔ کہ وائسرائے صاحب نے اُن کی دعوت کی۔ عام قیاس یہ ہے کہ ممبران کونسل نہایت قابل آدمی ہیں۔ اور جناب پرائیویٹ سکرٹری صاحب بہت لائق اور انجام فرائض میں سرگرم ہیں۔ ان کے وجود باجود کا بھی اس اہم پولیٹیکل مصلحت میں بڑا حصّہ شامل ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ یہ پنڈت صاحب نامور راجہ پنڈت سورج کول مرحوم کے فرزند ارجمند رائے صاحب دیوان دیاکشن کول صاحب ایم۔اے ہیں ٭

(۱۳۳) دربار دہلی کے باعث ملازمان ریلوے پر بے حد کام کی بھرمار رہی۔ بالخصوص دہلی میں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو ایک ایک ماہ کی تنخواہ سرکار سے انعام عطا ہوگی۔ بےشک یہ مناسب اور ضروری ہے ٭

(۱۳۴) حضور ملک معظم قیصر ہند شاہِ ایڈورڈ ہفتم نے جن کی تاج پوشی کی خوشی میں دربار دہلی ایسا عظیم الشان منعقد ہوُا اور بخیر و خوبی سرانجام ہوُا۔ بوقت افتتاح پارلیمنٹ حضور ممدوح نے دربار دہلی کی بے نظیر عظمت و شان پر خوشی ظاہر فرمائی۔ اور والیانِ ریاست کی وفاداری کے ثبوت میں ازبس مسرت کا اظہار کیا۔ اور سب سے زیادہ وجہ اس مبارک جلسے کے وجود کی یہ بیان فرمائی۔ کہ اِدھر جلسے کا اختتام ہوُا۔ اور اُدھر غربی ہند قحط کی مصیبتوں سے نجات حاصل کر گیا۔ شُبھ کاموں کا انجام بھی شُبھ ہوتا ہے ٭

(۱۳۵) دربار دہلی کے موقع پر محکمۂ ٹیلیگراف سے پوسٹ آفس کے برابر ڈیلیوری کا کام قابل تعریف نہیں ہوسکا۔ اس کی وجہ کثرتِ کار کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے۔

کام کی بھرمار - اور کام کرنے والے ضرورت سے کم - میں نے یہ کام میڈن ہوٹل میں بابو ایشر سنگھ کے ماتحت ہوتے دیکھا تھا جہاں قریباً ایک سو یورپین - امریکن اور اینڈین جنٹلمین صرف وائسرائے کے مہمان فروکش تھے - ہوٹل والے فی کس ۵۰ روپے یومیہ چارج کرتے تھے ۳۵ روپے - کہتے ہیں کہ مہمانوں کو اپنے پاس سے دینا ہوتا تھا - جو کمروں کے باہر خیموں میں فروکش تھے - وہ صرف ۲۵ روپے یومیہ ادا کرتے تھے ❖

(۱۳۶) محکمۂ ڈاک - ٹیلیگراف اور محکمۂ ریلوے سے وہ زائد روپیہ طلب ہوا ہے - جو انہوں نے دربار کے باعث کمایا ہے - صرف پنجاب ناردرن سٹیٹ ریلوے نے کہتے ہیں کہ پانچ لاکھ روپیہ پیش کیا ہے - اسی طرح اور بھی ادا کرکے خرچ دربار کارونیشن کو ہلکا کرینگے ❖

(۱۳۷) محکمۂ ٹیلیگراف نے کوئی ہفتہ عشرہ میں دس لاکھ الفاظ اوسطاً یومیہ ایشو کئے - بذریعہ دو مشینوں کے جو فی منٹ ایک مشین اڑھائی سو الفاظ بآسانی روانہ کر سکتی تھی - اس سررشتے سے بھی اغلب ہے کہ ڈیڑھ لاکھ روپے تک خرچ دربار کا حصّہ لیا جائے اٹلی کے مارکونی کی مخترعہ تجویز چل نکلی تو آئندہ بے تار کے برقی پیغام آیا جایا کرینگے ❖

(۱۳۸) حضور گائیکواڑ (بڑودہ) ۳۱ دسمبر رات کو تشریف لائے - اسی واسطے وہ پروسیشن میں شمولیت کا اعزاز حاصل نہ کر سکے ❖

(۱۳۹) دربار دہلی کے موقع پر بہت سے شُرفا بمراد دیکھنے کارونیشن کے یورپ سے تشریف لائے تھے - ممکن ہے کہ بعض دوسری قسم کے اصحاب بھی اپنی کارستانیوں کے واسطے شامل ہوئے ہوں جن کے ناشائستہ اعمال کے متعلق کچھ نہیں سُنا - لیکن صاحبان انگریز کی ذاتی شرافت کے متعلق دو باتیں سُنی ہیں - گو وہ بہت وقیع نہ ہوں - تاہم ایک غور کرنے والے شخص کے لئے

اُن سے عمدہ نظیر نیک چلنی اور فیاضی کی مل سکتی ہے - ایک صاحب تارگھر میں ٹیلیگرام دینے آئے - تیس روپے خرچ ہوئے - اور بالعوض اس کے ایک سو روپے کا نوٹ دے کر چلے گئے - اور فرمایا کہ باقی روپوں کی ضرورت نہیں - لیکن تیسرے روز باقی ستّر روپے جب اُن کو تلاش کر کے پہنچائے گئے - تو وہ بہت کچھ متعجب ہوئے اور کہا کہ ہم نے روپے واپس لینے کی توقّع پر نوٹ نہیں دیا تھا - اور نہ ہمیں کچھ خیال تھا +

دوسرے ایک صاحب ممبر پارلیمنٹ انگلینڈ ٹیلیگرام کی فیس سے آٹھ آنے کم دے گئے - ٹیلیگراف آفس والوں نے مطلق کچھ خیال نہ کیا کہ ایسے معزز اصحاب سے رقم کم ملنے کی کب توقع کی جا سکتی ہے - اسی آفس کے نام ایک چٹھی بمبئی سے آئی - اور اس میں اسی صاحب بہادر نے اپنی فروگزاشت پر افسوس کیا - اور معافی مانگی - اور آٹھ آنے کے ٹکٹ ڈاک ملفوف کر کے بھیجے +

کہئے صاحب! ہمارے ملک کے بڑے آدمیوں کو بھی کبھی ایسی ادنٰے ادنٰے باتوں کی طرف توجہ ہوئی ہے - میرے خیال میں کبھی نہیں ہوئی - ہم اس قوم انگریزی کے دل سے مدّاح ہیں - خدا اس قوم کا ہمیشہ بول بالا رکھے - کیونکہ یہ ازبس نیک نیّت اور منصف ہے +

(۱۴۰) نمائش دہلی کی چیزیں احاطہ وار باقرینہ رکھی تھیں - چیزوں کے باقرینہ رکھنے کا کام بھی بڑی تعریف چاہتا ہے - جو ضرور قابلیت اور تجربہ کاری کا عمدہ ثبوت ہے +

سنگی اور چوبی عمارتوں کے جھروکے بلکہ کمرے قابل دید تھے - سنگ مرمر اور سنگ یشب کی مورتیں - سونے چاندی کے برتن - فولادی ہتھیار جواہر نگار -

شیشے کا کام مگر قدیمی صنعت کوئی ہو۔ طلائی دیویاں اور دیوتے جن کے قصص مہابھارت سے متعلق ہیں۔ ہر ایک صوبے کی چیز دوسرے صوبے سے بڑھ چڑھ کر قیمتی اور متمیز صنعت کا ثبوت دے رہی تھی۔ برہما کا چوبی کام حیرت انگیز قابلیت ظاہر کر رہا تھا +

مہاراجہ الور نے علاوہ طلائی گلستان کے بوستاں۔ قرآن شریف اور شاہنامہ بھی ہیچو قسم قیمتی صنعت کے نمونے کے طور پر نمائش گاہ میں رکھوائے تھے۔ یہ اُن کے علمی مذاق اور بے تعصبی کا بیّن ثبوت ہے +

مہاراجہ میسور نے زیادہ تر طلائی کام کے نمونے بھیجے تھے۔ ایک طلائی ہاتھی قابل دید تھا۔ شیشم۔ آبنوس اور صندل کا کام بے شک غور طلب تھا۔ ڈیڑھ لاکھ روپے کی قیمت کا قلمدان۔ اور ساڑھے چار لاکھ روپے کے مول کا ایک تاج۔ سنگ موسےٰ کی ایک میز اکیس ہزار روپے کی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ میز شہنشاہِ اکبر کے زمانے میں تیار ہوئی تھی +

(۱۴۱) نمائش صنعت و حرفت دہلی کا مال دو لاکھ پچانوے ہزار دو سو تراسی روپے سوا چار آنے میں فروخت ہوا۔ اور علاوہ ازیں ۳۴ ہزار ایک سو اکیاسی روپے ۱۰ آنے ۳ پائی نمائش گاہ دیکھنے والوں کی فیس ٹکٹوں سے آمدنی ہو گئی +

(۱۴۲) دربار دہلی پر خزانۂ سرکار کا کل اُنتالیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ گیارہ لاکھ روپیہ سال مقروض والیانِ ریاست کو برابر تین سال تک سرکار نے سُود معاف کر دیا +

(۱۴۳) نمائش دہلی کے انعامات حاصل کرنے والوں کی فہرست طولانی ہے۔ لوکل حالات کے لحاظ سے اور سودیشی وستو پرچار کرنے والوں کے واسطے حسب ذیل تفصیل دی جاتی ہے۔ ان ناموں کا معلوم کرنا ناظرین کی دلچسپی

سے خالی نہ ہوگا۔

پنجاب اور کشمیر کے انعام پانے والوں میں کشمیر دربار اور آرٹ سکول لاہور بھی ہے۔ کشمیر دربار نے کاغذی روغنی قلمدانی کام کے لئے ایک انعام اور نقرئی تمغہ حاصل کیا ہے۔ چاندی کے اناملِ کے لئے سری نگر کشمیر کے نقرہ گر جیب جُو کی تعریف کی گئی اور ملتان کے وسنہ رام کی۔ تانبے اور پیتل کے انامل کا پہلا انعام مع نقرئی تمغے کے سری نگر کے جیب جُو نے پایا۔ اور نیز یہیں کے نقرہ گر مسمّے لسو اور سُبحانا نے بھی ان کی تعریفی سندیں حاصل کیں۔ سونے اور چاندی کے پلیٹ کے کام میں سری نگر کے جیب جُو اور سُبحانا نے درجۂ سوم کے انعام اور برنجی تمغے حاصل کئے۔ اور اسی عمدہ کام کے لئے ہوشیار پور کے پربھو دیال ملاوا مل نے بھی سارٹیفکیٹ حاصل کیا ہے ٭

کوفت گری کے کام میں اول انعام سیالکوٹ کے دو کاریگروں یعنی غلام محمد اور حاجی محمد یار نے پایا۔ علاوہ انعام کے نقرئی تمغے بھی حاصل کئے۔ اور درجۂ دوم کا انعام اور نقرئی تمغہ پانے والے بھی سیالکوٹ کے دو کاریگر ہیں یعنی ملک امام دین اور قاضی گلاب دین۔ تیسرے درجے کا انعام مع برنجی تمغہ کے گجرات کے محمد عظیم کو ملا۔ اور اس کے علاوہ گجرات کے کاریگران عبد العزیز اور عبد الرحیم۔ اور سیالکوٹ کے کاریگران محمد بخش اور بُڈّھا اور فضل کریم نے بھی تعریفی سندیں پائیں ٭

تانبے اور پیتل کے کام کا پہلا انعام مع نقرئی تمغہ کے آرٹ سکول لاہور کو ملا۔ اور یہی انعام بمبئی اور مدراس کے آرٹ سکولوں نے بھی پایا ہے۔ لیکن آرٹ سکول جے پور نے اِس مد میں طلائی تمغہ حاصل کیا ہے۔ اور جے پور کے آرٹ سکول نے اَور بھی بہت سے انعام پائے۔ اس مد کا تیسرا انعام

سری نگر کشمیر کے سُبحانا نے پایا۔ اور یہیں کے کاریگر مسمی ستو کو بھی تعریفی سند عطا کی گئی۔ پیتل کے کام میں اوّل انعام مع نقرئی تمغہ کے امرت سر کے کاریگر مسمی دولو نے حاصل کیا۔ اور یہیں کے کاریگر غلام جیلانی کو بھی قابلیت کی سند عطا کی گئی ہے +

کشمیر و نیپالی پیتل میں اوّل انعام مع نقرئی تمغہ وزیر اعظم نیپال نے پایا ہے دوسرا انعام اور برنجی تمغہ سری نگر کشمیر کے کاریگر مسمی لسو نے +

پچھی کاری کے کام کا دوسرا انعام مع نقرئی تمغہ کے بھیرہ (شاہ پور) کے محمد امین نے پایا +

کوزہ گری (ظروف گلی) کے کام میں اوّل انعام اور طلائی تمغہ پانے والوں میں ملتان کے غلام حسین بھی ہیں۔ دوسرا انعام اور برنجی تمغہ پانے والوں میں یہیں کے محمد حسین بھی +

سیمنٹ پلسٹر کے کام میں دوسرا انعام مع برنجی تمغہ کے آرٹ سکول لاہور نے اور شیشہ جڑت کے کام میں بھی اس سکول نے ایک تعریفی سند حاصل کی ہے +

چوب تراشی میں بھی اوّل انعام مع طلائی تمغہ کے آرٹ سکول نے ہی حاصل کیا۔ اور تیسرا انعام مع برنجی تمغہ کے جالندھر کے برکت علی اور سہارنپور کے سُرجن سنگھ نے حاصل کیا۔ اور امرت سر کے دیوی سہائے اور چمبا مل صاحبان اور سری نگر (کشمیر) کے کاریگران حبیب جُو اور جبار خاں نے بھی چوب تراشی میں تعریفی سندیں پائیں۔ چوبی کاریگری کے درجہ دوم کا انعام مع نقرئی تمغہ کے ہوشیار پور کے آتمارام گنگارام صاحبان کو دیا گیا۔ اور تیسرا انعام مع برنجی تمغہ کے چنیوٹ (جھنگ) کے مولا بخش دوست محمد صاحبان کو دیا گیا۔ اور نیز

چنیوٹ کے بھگوانداس اور یہیں کے محمد حسین اور یوسف علی و پسران نے۔ اور ہوشیارپور کے جے رام داس و کرم چند۔ اور لاہور کے مسٹر جی۔ بی۔ بینرجی صاحبان نے بھی تعریفیں سندات حاصل کیں۔ چوب تراشی کے دیگر فن میں دوسرا انعام مع نقرئی تمغہ کے پشاور کے مول چند و پسران نے حاصل کیا۔ اور نیز وزیر اعظم نیپال نے۔ اور تیسرے درجہ کا انعام مع برنجی تمغہ کے امرتسر کے ٹھاکور سنگھ اور نیز کے یہیں کے دیوی سہائے چمبامل صاحبان نے پایا ہے۔ نیز امرتسر کے پالاسنگھ اور لاہور کے سنت رام صاحبان نے تعریفی سندات حاصل کیں *

چوبی نقاشی کا دوسرا انعام اور نقرئی تمغہ سری نگر (کشمیر) کے جبار خاں نے حاصل کیا۔ اور پہلا انعام مع نقرئی تمغہ کے کشمیر دربار کو دیا گیا *

(۱۴۴) ایک اخبار نے لکھا کہ ایک جگہ جلسۂ کارونیشن کی ضرورت کے واسطے مقامی تحصیلدار کو لکھا گیا۔ کہ پانسو گھوڑے (اسپ چہ گلی) بھیجو۔ اُس نے گھوڑوں کی جگہ گدھے بھیجدئے۔ جو خوب سُریں نکالنے لگے۔ بڑی ہنسی اُڑی۔ رسم خط یا شکستہ نویسی کا قصور *

(۱۴۵) راجۂ راجگان مہاراجہ کشن پرشاد صاحب مدار المہام حضور نظام حیدرآباد دکن جس کوٹھی میں فروکش تھے اُس کا معاہدہ ختم ہؤا۔ تو اُسے خالی کرنا پڑا۔ کیونکہ اُن کا منشا یہ تھا کہ آقائے نامدار ایک روز پہلے روانہ ہوں تو آپ دوسرے روز کُوچ فرمائیں۔ نظام صاحب تاریخ مقررہ سے ایک یوم بعد کسی وجہ سے ٹھیر گئے۔ مدار المہام صاحب کو ایک روز اور ٹھیرنا پڑا۔ حسب وعدہ پہلا مکان خالی کرنا تھا۔ صرف ایک یوم کے لئے اور مکان چار ہزار روپیہ یومیہ کرائے پر لے لیا۔ یا یہ کہ اُن کو ایک شب باشی کا چار ہزار روپیہ کرایہ دینا پڑا۔ ان کو اور

اُن کے پرائیویٹ سکرٹری مسٹر فردونجی صاحب کو گورنمنٹ عالیہ انگریزی سے
کارونیشن کی خوشی میں جو خطاب عطا ہوئے۔ اُن کی مبارکباد کے دو سو تار
اُن کے ملک کے ہر ایک حصے سے ہر قوم و ملت سے دو یوم کے اندر آئے۔ جن
سب کا جواب شکریئے کے ساتھ بذریعہ ٹیلیگرام ہی دیا گیا۔ مدار المہام صاحب
ممدوح کو دس ہزار روپیہ اور اُن کے پرائیویٹ سکرٹری موصوف کو اڑھائی ہزار
روپے ماہوار مشاہرہ سرکار نظام سے عطا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مہاراجہ صاحب
کی ذاتی جاگیر لاکھوں روپے کی ورثۂ بزرگان سے ریاست میں موجود ہے ÷
(۴۶) حضور لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ وائسرائے و گورنر جنرل نے مبلغ ۵۰۰ روپے
متولیان جامع مسجد دہلی کو اِس نیک سلوک کے صلے میں عطا فرمایا جو اُن کے
معزز مہمانان کے ساتھ بموقع جلوس و آتشبازی اچھی اونچی جگہ مسجد میں
دے کر کیا گیا ÷
ولایت کے اخبار ٹرتھ کو یہ خبر نہیں معلوم کس ذریعے سے پہنچی کہ وائسرائے
کے کسی مہمان نے وہاں بیٹھ کر کھانا کھایا جس میں کہ سؤر کا گوشت تھا۔
اس سے اہل اسلام میں سخت بدمزگی پھیلی جس سے آتشبازی کی رات کو
فوجی گوروں کا سڑکوں پر پہرہ ہوگیا۔ اور ہر ایک سپاہی کو ۳۰ گولیاں بشرط
ضرورت استعمال کرنے کو دی گئیں ÷ راقم ہر دو موقع پر مسجد کے قریب موجود
تھا۔ پہلے موقع پر بعد از جلوس مسجد کی اُسی چھت پر گیا جہاں حضور وائسرائے
کے معزز مہمان نشست فرما تھے۔ بلکہ کچھ عرصہ انہیں کرسیوں پر بیٹھے سیر دیکھا کئے
ایک کلمہ بھی ناراضگی کا کسی مسلمان کی زبان سے میں نے نہیں سُنا۔ اور نہ
اس واقعہ کی کوئی خبر اس وقت تک دہلی میں تھی۔ واللہ اعلم۔ اعلےٰ حلقۂ
اہل اسلام میں کچھ ذکر اذکار ہو تو ہو۔ میں اِس واقعہ کو اپنی معلومات کے مطابق

قطعی ایک صداقت طلب کہانی خیال کرتا ہوں *

دوسرے موقع آتشبازی پر ہم مسجد کے پاس ہی بیٹھے تھے - فوجی گوروں کا پہرہ ضرور تھا - مگر بالعموم جو گورے ہمارے پاس آگے پیچھے تھے - نشۂ شراب میں مسرور تھے اور خوش گپیاں اُڑا رہے تھے - کوئی آثار رنجش اور بدمزگی کے کسی طرف بھی معلوم نہ ہوتے تھے - صرف قدیمی نہیں - بلکہ زمانۂ حال کی مبالغہ آمیز کہانیوں سے بھی ڈرنا چاہئے *

(۱۴۷) حضور وائسرائے نے جو بموقع دربار تقریر کی تھی اور اس میں ایما کیا تھا کہ "اگر سرکاری نقشجات حساب اب تک تکمیل کو پہنچ گئے ہوتے تو ہم یہ کہ سکتے کہ کارونیشن کی خوشی میں ہم کونسی مالی امداد باشندگان ہند کو دینگے"۔ اب پتہ ملا ہے کہ بجٹ ہند میں نیشنل کانگریس کی متواتر باادب گذارشوں کو شرف منظوری بخشا گیا ہے - یعنی بجائے پانسو کے ہزار روپیہ آمدنی کی حد تک انکم ٹیکس لگایا جائیگا - اور محصول نمک میں بھی مناسب رعایت رکھی گئی ہے گویا لارڈ کرزن بالقابہ نے کیا راجہ کیا رنک سب کو سرکار ابدپائدار کا نمک خوار اور شکر گزار بنا دیا ہے - مقروض والیان ملک کو سُود سہ سالہ معاف کر دیا - لاکھوں روپیہ اور باقی کُل رعایا و برایا باشندگان ملک ہند کو تخفیف انکم ٹیکس اور تخفیف محصول نمک سے مستفید کیا *

چونکہ ہمارا ملک مشرقی بادشاہان کے داد و دہش کو وِردِ زبان رکھنے کا عادی تھا - سو کارونیشن کی خوشی میں لارڈ موصوف نے سلاطینِ ممالک مشرقی کی تقلید کر کے ملکِ ہند کو زیر بارِ احسان بے کراں کر دیا - پرمیشور برٹش گورنمنٹ کا ہمیشہ بول بالا رکھے *

(۱۴۸) دہلی کی نمائش گاہ کے متعلق ایک یوروپین پروفیسر نے مفصلۂ ذیل رائے

قائم کی ہے :-

اب تک بھی ہندوستان کو مایوس ہونے کا موقع نہیں ہے - بشرطیکہ ہندی کاریگر اور حرفت کی سرپرستی صرف ہندوستان ہی کے لوگ نہ کریں - بلکہ اس سے پڑھے لکھے لوگ بمعاش پیدا کرنے کی فکر میں مشغول ہوں - پُرانی چیزیں محض حیرت پیدا کرنے والی از قسم اسلحہ - ڈھال - مختلف وضع کی نمائشی اشیا اور اسی قسم کی دیگر چیزوں سے ہندوستان کی حرفت ترقّی نہیں کر سکتی ہے - مغرب چاہتا ہے کہ جو چیز خوبصورت بھی ہو اور مفید بھی - ہندوستان سے لے - مگر بغیر اعلٰی نمونے کے خرید نہیں سکتا ہے - مٹی کے کھلونوں اور تصویروں کی مانگ ولایت میں بہت ہے - دہلی کی تصویریں - لکھنؤ کے کھلونے اور میسور کی نقاشی کی مانگ ہے - میسور میں کاریگروں نے تین تین فٹ اونچی تصویریں بنائی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ آدمی بولا چاہتا ہے - ان کی بقول آپ کے خوب مانگ ہوگی - آپ کے خیال میں اعلٰی درجے کے کپڑے بھی پسند آئینگے - لیس کا کام اعلٰی درجے کا چاہیئے - یہی کیفیت چکن کے کام کی ہے - جو کمروں کی سجاوٹ کے کام میں لائی جا سکتی ہے - کپڑوں کے علاوہ فرش کی بھی ضرورت ہوگی - اس کے علاوہ اکثر لوہے اور پیتل کے کام کی بھی ضرورت ہوگی - مثلاً پلیٹیں - خوبصورت وضع کے برتن اور لوہے کے گملے خرید ہوتے ہیں - آپ لکھتے ہیں کہ یہ نہ ہونا چاہیئے - کہ ہندوستانی قلیوں کو انگریز نوکر رکھ کر کام بنوائیں اور لنڈن میں فروخت کریں - بلکہ ہندوستانی خود مال تیار کریں - اور خود ہی اس کے لیئے بازار تلاش کریں - خود ہندوستانیوں کو ولایت جاکر تجارت کا سلسلہ قائم کرنا چاہیئے - آپ لکھتے ہین کہ میرے علم میں اس وقت ایک انگریزی کارخانہ ہند کی طرف سے ولایت

میں ایک ہندوستانی نوکر ہیں جن کو ایک ہزار پونڈ یعنی پندرہ ہزار روپے سالانہ تنخواہ ملتی ہے - اس میں شک نہیں ہے کہ اس ہندوستانی کی خدمات کی اس سے زیادہ قیمت ہے - ہندوستانی خود اِس کا امتحان کر سکتے ہیں - کہ کیونکر تجارت سے روپیہ پیدا کیا جا سکتا ہے - اور اُن کو واقف ہونا چاہیئے کہ دُنیا میں بڑے کارخانجات ایسے ہی لوگوں نے قائم کئے ہیں - جن کے پاس سرمایہ تو بہت کم اور جوش بہت زیادہ تھا - اسی قسم کا ایک آدمی اچھی تجارت میں اپنے تئیں مشغول کر سکتا ہے - اور چند برسوں تک مستقل مزاجی سے کام کرے تو اُس وقت اُس کو راستہ صاف معلوم ہوگا - اور ترقی کا میدان کشادہ ملیگا +

(۱۴۹) حضور لارڈ کرزن صاحب بالقابہ نے جو ایما فرمایا تھا کہ ہم نقشجات مکمل ہونے پر دیکھینگے کہ ہم کونسی مالی امداد انڈیا کو دے سکتے ہیں - سو اس کے مطابق پہلے ذکر ہو چکا ہے - انکم ٹیکس میں رعایت کر دی ہے اور بجائے اڑھائی روپیہ کے دو روپے فی من محصول نمک رہنے دیا ہے - اس سے سرکاری خزانے میں ۲ کروڑ ۹ لاکھ روپیہ سالانہ اب کم آئیگا - یا بعبارتِ دیگر ملک ہند کو ۲ کروڑ ۹ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہر ایک درجے کو شاہانہ رعایت دی گئی ہے - اسی کو مکرمت شاہی کہتے ہیں - محصول نمک کی رعایت ۱۸ - مارچ اور انکم ٹیکس کی رعایت یکم اپریل ۱۹۰۳ء سے دی گئی ہے +

میری دُعا ہے کہ ہمارے شہنشاہِ فلک پایگاہ ملک معظم ایڈورڈ ہفتم جن کی تاج پوشی کا یہ عطیہ ملا ہے - تا دیر گاہ سلامت باکرامت رہیں - ؎

وہ سلامت رہیں ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

(۱۵۰) نمائش گاہ دہلی کا ذکر اِس کتاب میں بارہا آیا ہے۔ واقعی وہ ایسی برگزیدہ چیز ہے کہ جتنی دفعہ ذکر کرو دل شگفتہ ہوجاتا ہے اور دماغ روشن۔ اس کی دلچسپی اور دلبستگی کبھی کم نہیں ہوتی۔ اپنے ملک کی اعلےٰ دستکاری کے بہترین نمونے دیکھ کر دل باغ باغ ہوجاتا ہے +

سنگی اور چوبی جھروکے۔ سنگ مرمر اور سنگ یشب کی مورتیں۔ سونے چاندی کے برتن۔ پُرانے نمونے کے شیشے کا کام۔ طلائی دیویاں دیوتے۔ جواہرنگار ہتھیار۔ برہما کا بڑا نفیس چوبی کام۔ مہاراجۂ الور کی طلاکار کتب۔ مہاراجۂ میسور کا صندلی اور طلائی کام۔ مہاراجہ بڑودہ کا طلائی ہاتھی۔ اور انہیں کی طرف سے شیشم اور آبنوس کا نہایت عجیب وغریب کام دیکھ کر حیرت پیدا ہوتی تھی۔ ساڑھے چار لاکھ کا تاج۔ ڈیڑھ لاکھ کا قلمدان۔ اور شہنشاہ اکبر کے عہد کی ۲۱ ہزار روپے کی سنگِ موسے کی میز قابل دید تھی۔ کروڑوں روپے کا مال تھا۔ ہندوستانی صنعت وحرفت دیکھ کر بلاتحاشا یہی زبان سے نکلتا تھا کہ اب صرف قدردانی اور حوصلہ افزائی کی دیر ہے پھر روشن ہوجائیگا کہ ملک ہند پر کس قدر دولت وحشمت برستی ہے۔ مگر یہ صرف بقول وائسرائے صاحب مہاراجگان و دیسی رؤسائے عظام کے اختیار ہے۔ اگر وہ اپنے ملک کی بہتری چاہتے ہیں جیسا کہ اُن سے توقع کیجا سکتی ہے۔ تو ملک کی ڈوبتی ناؤ کو اپنی دستیاری سے بچائیں۔ اور لوک پرلوک میں اپنے لئے نیک نامی کا ذخیرہ جمع کریں +

اے خدا ہمارے ملک کو پھر وہ شائستگی اور خوبی دے جسے یہ صدہا سال سے کھو چکا ہے۔ اور باشندگان کو باثمر محنت کا عادی بنا۔ اور دولت و صحت عطا کر۔ اور ہر قسم کے مصائب سے مصئون اور محفوظ رکھ۔ خصوصاً

بخار۔ ہیضہ اور طاعون ملعون سے جن سے لاکھوں آدمی ہر سال تباہ اور ہزاروں خاندان بے نام ونشان ہوجاتے ہیں۔ اور صفحۂ ہستی پر اُن کا کوئی نام لیوا تک باقی نہیں رہتا۔ ؎

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد!

(۱۵۱) کُل انڈیا میں انکم ٹیکس ادا کرنے والے پانچ لاکھ آدمی تھے۔ ایک ہزار کی رعایت کے باعث اب تین لاکھ آدمی اس سے بری ہوگئے۔ باقی دو لاکھ لوگوں کو ایک کروڑ ۶۱ لاکھ روپیہ بمقابلہ ایک کروڑ ۷۰ لاکھ روپیہ کے ادا کرنا پڑیگا۔ مسودہ ترمیم ایکٹ انکم ٹیکس ۲۵ مارچ ۱۹۰۳ء کو اجلاس کونسل واضع آئین ہند میں بمقام کلکتہ پاس ہوا +

(۱۵۲) نمائش گاہ دہلی میں جن اصحاب کو عمدہ اشیا بھیجنے میں کامیابی ہوئی۔ اُن کو جو سرٹیفکیٹ عطا ہونگے وہ ہمارے دوست ماسٹر شیر محمد خان صاحب ٹیچر میوسکول آف آرٹ لاہور کے مجوزہ نقشے کے ہونگے۔ وہ نقشہ نہایت خوشنما اور قابل تعریف ہے۔ یہ ایک محراب کی شکل ہے۔ جس کی جانبین میں چھ دلے ہیں۔ اور ہر دلے میں اُس صوبے کی دستکاری ظاہر کی گئی ہے۔ مثلاً پنجاب کے لئے ایک سکھ مستری کی تصویر ہے۔ جو ایک لکڑی پر کھڑا ہوا منبت کاری کر رہا ہے۔ اور ممالک متحدہ کے لئے ایک زرگر کی تصویر ہے۔ اور مدراس کے واسطے ایک کسیرے کی۔ اور ملک بنگال کے لئے ایک مرشد آبادی منبت کار کی تصویر ہے۔ جو ہاتھی دانت پر منبت کا کام کر رہا ہے وغیرہ +

(۱۵۳) ہمارے ملک کی دیسی فوجیں کمال مبارکباد کی مستحق ہیں کہ حضور شاہ جمجاہ ملک معظم قیصر ہند نے اپنے کارونیشن کی خوشی میں اُن سے چھ کس افسران کو

اپنے خاص دربارِ دُربار کے واسطے اردلی کا اعزاز بخشا ہے۔ جس عالیشان منصب کے لئے بڑے بڑے لارڈوں تک خواہشمند پائے جاتے ہیں۔ جن چھ خوش نصیب دیسی افسروں کو یہ عزّت ملی ہے۔ اُن کے نام حسب ذیل ہیں :-

(۱) رسالدار میجر عمدہ سنگھ دوم رسالہ پنجاب سے ہندو راجپوت ہیں ٭
(۲) صوبیدار میجر گوبند سنگھ ۴۵ پلٹن پنجاب کے ہندو جاٹ سکھ ہیں ٭
(۳) رسالدار میجر علی محمد خاں دوم رسالہ بنگالہ سے ہندوستانی مسلمان ہیں ٭
(۴) رسالدار احمد خاں دوم رسالہ حیدر آباد کنٹنجنٹ سے ہیں ٭
(۵) صوبیدار میجر میر عبّاس چہارم پلٹن مدراس سے ہیں ٭
(۶) صوبے دار رام چندر راؤ موتھے سوم پلٹن بمبئی سے دکھنی مرہٹہ ہیں ٭

کیا تعجب ہے کہ یہ انتخاب میعادی ہو۔ اور پھر اس اعزاز حاصل کرنے کا موقع نوبت بنوبت اَور دیسی افسروں کو بھی ملتا رہے ٭

حضور بادشاہِ فلک پایگاہ ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند کی جے !

(۱۵۴) ماہ مئی آئندہ میں فوجی کرتب اور کھیل دہلی میں کئے جانے کی خبر ہے۔ جہاں پھر جلوس اور کارونیشن دربار کی پوری پوری نقل کیجائیگی۔ گو نقل کا اصل ہونا مشکل ہے۔ لیکن چشم دید واقعات کے دُہرائے جانے سے پھر اصلی نقشہ آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ فی الواقع اہل دہلی خوش نصیب ہیں جو ایسے دلکش نظارے دیکھتے ہیں ٭

(۱۵۵) ممالک متوسط کے مسٹر چٹ نواس نے چیف کمشنر ناگپور سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ دربار دہلی میں ایک سنگ مرمر کی گاے لے جانا چاہتے ہیں

جسے گئو رکھنی سبھا نے ۵۲۰ روپے کی لاگت سے تیار کرایا تھا۔ مگر اجازت نہ دی گئی۔ اس گائے پر ذیل کے پُر درد اور دلوں کو نرم کرنے والے اور رحم دلانیوالے فقرے کندہ تھے :۔

(۱) مجھے مت مارو ٭

(۲) مجھے بچاؤ اور کھلاؤ ٭

(۳) میں ہندوستان کی کاشتکاری کی بُنیاد ہوں ۔ ناواقف قاتل مجھے کھانے کے لئے مارتے ہیں ۔ اور ہل چلانے والے جانوروں کی کمی کا باعث ہوتے ہیں ٭

(۴) میری حفاظت سے سرکار اور رعایا دونو کا فائدہ ہے ٭

(۵) میرے اچھے اچھے بچوں کی کمی ہو رہی ہے ٭

(۶) ملک سے قحط دور کرنا چاہتے ہو تو میرے بچوں کو پالو۔ اور ہل و بیج پر روپیہ خرچ کرو ٭

(۷) میرا دُود ماں کے دود کے برابر مفید ہے ٭ میری رکھّیا کرو ٭

(۱۵۶) تخفیف انکم ٹیکس و محصول نمک کی وجہ سے جو خسارہ آمدنی ہند میں ہوگا۔ وہ بمقابلہ کُل آمدنی ایک ارب ۱۴ کروڑ کے بہت ہی خُفیف ہے ٭

سرکار کی اس عنایت کے عوض جا بجا رعایا گورنمنٹ کے شکریے کے ووٹ پاس کر رہے ہیں ۔ جو ملازم ۸۳ روپے ۶ آنے ماہوار سے کم تنخواہ پاتے ہیں۔ وہ انکم ٹیکس سے مُستثنےٰ رہینگے ۔ وہ بھی بے حد مشکور ہیں جن میں راقم بھی داخل ہے ٭

(۱۵۷) جو اصحاب اپنے آپ کو پولیٹیکل رموز کا ماہر خیال کرتے ہیں ۔ اُن میں سے بعض حضرات کی رائیں قابل مضحکہ ہیں کہ اپنی عامہ واقفیت جتانے کے

لئے گھر بیٹھے بے تُکی ہانکتے ہیں۔ مثلاً

حضور نظام دکن کو ۲۵ لاکھ روپیہ سالانہ دے کر لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے بہار کا صوبہ ہمیشہ کے واسطے اُن کے اقتدار سے آزاد کرالیا۔ اور اپنے زیر سایہ کرلیا۔ اس سے نظام دکن دل ہی دل میں برٹش گورنمنٹ سے کبیدہ خاطر ہیں۔ یہ محض من گھڑت ڈھکوسلا ہے۔ حضرت ممدوح کو خود قیصر ہند مدظلہ نے طبقہ باتھ کا اعلےٰ خطاب تاج پوشی کی خوشی میں عطا فرمایا ہے۔ یہ اعزاز شاہ ایران کو بھی عنایت ہؤا ہے۔ لیکن انڈیا میں یہ کسی والیئے ریاست کو آج تک نہیں دیا گیا۔ فی الواقع حضور شاہ جم جاہ قیصر ہند کے خاص الخاص محبّان کو طبقۂ باتھ کے گرینڈ کراس کا عالیشان اعزاز کے حاصل کرنے کا حق ہؤا کرتا ہے۔ جو حضور نظام کو ملا۔ دہلی میں بھی اُن کی پوزیشن کو مقابلتہً اعلےٰ ترین سمجھا گیا +

سر ڈیوڈ بار صاحب رزیڈنٹ کی طرف سے جو مکلّف اور شاندار ضیافت حضور ممدوح کو دی گئی۔ تو اس موقع پر حضور نظام نے سچّی ارادت اور خیرخواہی۔ پوری وفاداری اور شکر گذاری سرکار انگریزی کا اعتراف فرمایا۔ اب دراندازوں اور خواہ مخواہ راے دینے والوں سے کوئی پوچھے۔ کہ تمہاری خامہ فرسائی کا نتیجہ کیا نکلا؟ وہی جو نکلنا چاہیئے تھا۔ ڈھاک کے تین پات۔ ضرور شرم تو آئی ہوگی؟ کہ ہم نے کیوں بانگِ بے ہنگام نکالی +

اسی طرح جب سری حضور مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر کو حضور لارڈ کرزن نے بمراد کسی ملکی مصلحت کے کلکتے بُلایا۔ تو پھر بھی پیش گوئیاں کرنیوالے حضرات اپنی ڈیڑھ چاول کی کھچڑی پکانے سے باز نہ آئے۔ کہ حضور موصوف

سے لارڈ صاحب بہادر اختلاط بڑھاکر سرحدی علاقے پر چھاؤنیاں بٹھائینگے - اور کشمیر جنت نظیر کو اپنے حیطۂ اختیار میں لائینگے - اور انڈیا کے جتنے پُرانے فائل ریاستوں کے ہیں مثل صوبہ برار - سب کا فیصلہ قبل از روانگیٔ ولایت یکسو کرتے جائینگے - کیونکہ ایسا دلیر اب سے پہلے کوئی وائسراے نہیں آیا +

بعض کا یہ خیال بھی تھا کہ خود مہاراجہ صاحب بہادر پورے ذی اختیار نہیں - وائسراے صاحب کونسل کو اُٹھا دینگے - اور سری حضور کو پورے اختیاراتِ شاہی خود کشمیر آئندہ موسم خزاں میں جاکر عطا کرینگے - پھر وہ اپنی من مانی تانت بجائینگے - یہ توضیح ہے کہ حضور لارڈ کرزن صاحب آئندہ خزاں میں سفر کشمیر کا ارادہ رکھتے ہیں +

مگر خدا جانے اِن بے کار خانہ نشینوں کو اتنی دُور کی کہاں سے سُوجھتی ہے - البتہ اگر ایسے بے سروپا خیالات سے کچھ حاصل نہیں تو چند روز بے فکر حضرات کا مشغلہ ہی سہی - ہماری دانست میں گورنمنٹ کے ملکی معاملات میں آپ سے آپ راے زنی کرنا ہم سے معمولی آدمیوں کی عقل و فکر سے بالاتر ہے بقول حافظ شیرازی - ؎

رموز مملکتِ خویش خُسرواں دانند
گداے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

(۱۵۸) گورنمنٹ آف انڈیا نے کُل برقی روشنی کا سامان کمپنی سے خرید لیا - جو دہلی میں دربار کے موقع پر کامستعمل تھا - اُس کی قیمت میں چار لاکھ روپیہ نقد ادا کیا گیا +

(۱۵۹) نمائش گاہ دہلی کا کُل خرچ پچاس ہزار اور آمدنی چار لاکھ روپیہ تھی۔ ۸ہم ہزار آدمیوں نے دربار دہلی کے موقع پر اس کا ملاحظہ کیا تھا ÷

(۱۶۰) دربار دہلی پر کُل سرکاری خرچ ایک لاکھ اسّی ہزار پونڈ ہؤا تھا۔ لیکن گورنمنٹ ہند کے خزانے سے چالیس ہزار پونڈ اخراجات دربار میں اُٹھے تھے ÷

(۱۶۱) حضور لارڈ کرزن کی میعاد عہدہ میں اگر وسعت دی گئی۔ تو دوسری ٹرم شروع کرنے سے پہلے حضور ممدوح چند ماہ کے لئے ولایت میں کہتے ہیں کہ آرام کرنے جائینگے۔ اور تازہ دم ہوکر پھر ہندوستان کی حکومت پر واپس تشریف لائینگے ÷

(۱۶۲) حضور ملک معظم نے لارڈ کرزن صاحب بہادر کو اُن کی بے نظیر نمایاں خدمات کے صلے میں طبقۂ وکٹوریا کا زنجیر بطور تحفہ ذاتی کے عطا فرمایا ہے۔ مبارک!

(۱۶۳) دہلی دربار کے موقع پر جو وہاں ریلوے کمیشن ہوئی تھی۔ اُس کا نتیجہ سُنا ہے یہ ہوگا کہ ۳۰۰ ماہوار سے کم تنخواہ از قسم ریلوے میں دیسی رہیں تو رہیں۔ مگر ۳۰۰ یا اوپر والی اسامیاں بالعموم یوریشینوں کے لئے کشادہ کی جائینگی ÷

بنگالی اخبار چیخ اُٹھے ہیں۔ مگر کوئی اُن سے پوچھے کہ اگر یہ بات سچ بھی ہو تو بھائی تم ہی بتاؤ کہ صرف تم ہی سرکار انگریزی کی رعایا ہو۔ اور تم کو ہی محض گورنمنٹ کی مہربانیوں کا اجارہ حاصل ہے۔ سرکار کا دھیان تو ہر ایک فرقہ و قوم و مذہب کی طرف ہے۔ جہاں کسی میں کمزوری یا کمی پائی اُس کو ہاتھ کا سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔ اگر سرکار عالی وقار صرف

اہل اسلام کی طرف نظر الطاف مبذول فرمائے تو اہل ہنود کیوں دل برداشتہ ہوں - عنایاتِ شاہی حاصل کرنے کا صرف اہل ہنود کا حق نہیں ہے ÷
در اصل سے کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ - والا معاملہ ہے - ورنہ ہمارا کیا حق ہے کہ گورنمنٹ کے ملکی اور انتظامی امور میں ہم نکتہ چینی کرنے کے مجاز ہوں - گو قانون نے زبان اور قلم کی ناجائز روانی کو روک دیا ہے - لیکن ملک روس کے قانون کی طرح آزادی سے بالکل جواب نہیں دیا ہے - حد اعتدال کے اندر ہر ایک شخص اپنے اظہار خیالات پر اب بھی قادر ہیں - یہ ہمارا اپنا کام ہے کہ ہم حوصلے اور انصاف سے اپنے خیالات کو جولانی دیں ÷
یکطرفہ اور متعصبانہ خیالات کا اظہار سراسر گنہگار بناتا ہے ÷
اے خدا مجھے اور میرے ہموطنوں کو تنگ ظرفی اور تنگ خیالی کے عیب سے بچا! آمین ÷

ہردوار کی سیر

آتشبازی دیکھ کر ہم ایک بجے سٹیشن پر آ گئے۔ ۲ بجے گاڑی یہاں سے چھوٹی۔
سویرے ہم سہارن پور پہنچے۔ میرے ہمراہی دوست کی چوب دستی جو دہلی میں
۵ روپے اور وزیر آباد میں ۸/۶ سے ملتی ہے۔ سوتے میں کوئی اُڑا لے گیا۔ بھیڑ ایسی
کثرت کے ساتھ تھی کہ گاڑی پر چڑھنا اور جگہ کا پانا کمال مشکل تھا۔ چھنانواں
تک تو ہمارے پاس ریٹرن ٹکٹ تھا۔ لیکن سہارنپور سے ہردوار کا لینا
تھا۔ میرے ایک دوست نے ریلوے پولیس کے چوکیدار کو جب تک دو آنے
نقد نہ دئے اس نے ٹکٹ نہ لینے دئے۔ یہ ڈھنگ اسے اُس پورٹر نے بتایا جو
ہمارا اسباب اُٹھا کر اُس گاڑی میں رکھنے کو تھا جس نے یہاں سے لکسر
کو جانا تھا۔ غرض ۹ بجے دن کے ہردوار بروز شنبہ ۳۔ جنوری کو پہنچے۔ ۱۲ بجے
ہر کی پیڑھیوں پر اشنان کیا۔ اور پھر ہردوار کی سیر کی۔ آخر ۷ بجے شام
کے یہاں سے سوار ہوئے۔ لکسر میں اُترے پھر سہارنپور۔ آخر بجانب پنجاب
روانہ ہوئے۔ اور اتوار ۱/۲ ۹ بجے رات کے میں اپنے مسکن رام نگر پہ واپس آ گیا۔
لیکن ہردوار کے سرد پانی کے اشنان سے میری صحت پر صدمہ پہنچا۔ زکام اور
کھانسی۔ ہردوار جا کر معلوم ہوا کہ حضور وائسرائے ۲۶ دسمبر کو یہاں تھے۔ روشنی
کے کھمبے گڑے تھے۔ عارضی دروازے بنے تھے۔ یہ بھی سُنا کہ فرما گئے ہیں کہ
ہم کھمبھ کا میلہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور سگریگیشن (منہ طاعون) کے موقوف
کئے جانے کی بابت بھی عام خبر ہے۔ تاکہ سُنتے ہوئے بھاری میلے کی رونق میں

کچھ فرق نہ آئے۔ ہردوار کے آنے والے جاتریوں کو برہمن پروہت جو جوالا پور میں رہتے ہیں خوب گھبراتے ہیں۔ کہاں کے رہنے والے۔ کون ذات۔ ایک نہیں دو نہیں سینکڑوں کا یہی سوال ہوگا۔ جس کا جواب بھی دینا ہوگا ورنہ پیچھا نہیں چھوڑتے +

اس روز ہردوار پر کوئی رونق نہ تھی۔ ہمارے روبرو تو کوئی بیس آدمی بھی وہاں نہیں نہائے۔ ہمارا ڈیرہ عین ہر کی سیڑھیوں پر کی بیٹھک پر تھا۔ بندر یہاں خوب تماشے کرتے ہیں۔ پوری یا نخود جو پھینکو تو خوب جھینگ جھپٹ کرتے اور شور مچاتے ہیں۔ ذرا آنکھ بچی یا پگڑی غائب۔ جوتی ندارد۔ جب تک کچھ نذر بھینٹ نہ چڑھاؤ۔ واپس نہیں دیتے۔ اور حاصل شدہ چیز کو تلف کر ڈالتے ہیں +

ہمارا آدمی بازار میں کوئی چیز خریدنے گیا تھا۔ بیٹھک کا دروازہ بند کر کے چابی ساتھ رکھتا تھا۔ ہم ہرسہ آکر نیچے ہر کی سیڑھیوں کے پاس جو تخت پوش پڑا تھا۔ بانتظار اُس آدمی کے بیٹھ گئے۔ میں نوٹ بک پر کچھ لکھ رہا تھا۔ کہ ایک مُشکل جی مہاراج بڑی کرخت آواز سے کہنے لگے کہ جوتے کھولکر یہاں رکھیو اس پر تکرار بہت بڑھ جاتی مگر خیریت یہ ہوئی کہ وہ آدمی آگیا اور ہم سب اوپر چلے گئے +

جب ہم نے جرح شروع کی کہ تمہارا گنگا جی سے خاص تعلق ہم سے زیادہ کونسا ہے۔ اور جو برہمن جُوتا نہ اُتارے وہ کیوں مطعون نہیں ہوتا۔ جب ماشکی چرمی بوکے (ڈول) سے پانی مشکوں میں ذرا نیچے سے بھرتے ہیں۔ اور ناصاف برتن صاف کئے جاتے ہیں۔ تو ہم ایسی میلی جگہ اپنے موزے جوتے کھولکر کیوں خراب کریں +

بجٹ ہند پر وائسرائے بہادر کی تقریر

انکم ٹیکس میں تخفیف

ہندوستان میں آکر جن امور کی تکمیل کا ارادہ میں نے اپنے دل میں ٹھان رکھا ہے۔ اور جن خاص کاموں کا ذکر میں وقتاً فوقتاً کرتا رہا ہوں۔ اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے باشندوں کا مالی بوجھ کم کیا جائے۔ ۱۸۹۹ء کے بجٹ پر میں نے جو تقریر کی تھی۔ اُس میں میں نے دکھایا تھا۔ کہ تخفیف انکم ٹیکس کا وقت ابھی تک نہیں آیا۔ اس کے بعد ہم قحط وغیرہ مشکلات میں پھنس گئے۔ جن سے تخفیف وغیرہ کے تمام خیالات بالائے طاق رکھنے پڑے۔ میں نے اپنی بجٹ سوم کی تقریر میں پھر اس معاملے کی طرف خفیف اشارہ کیا تھا۔ مگر چونکہ اس وقت تک ہم منزلِ مقصود پر نہیں پہنچے تھے۔ اس لئے خالی اُمیدیں باندھنا یا پیشینگوئی کرنا قبل از وقت تھا۔ گزشتہ سال آمدنی خرچ کی نسبت زیادہ تھی۔ اور میں نے بجٹ کی تقریر میں وہ مختلف ذرائع بیان کئے تھے جن سے یہ رقم صرف کی جا سکتی تھی۔ انجام کار ہمارا فیصلہ یہ تھا کہ زیادہ مصیبت زدہ آبادی کی مالی امداد کی جائے۔ چنانچہ ہم نے محاصل اراضی کی ایک رقم جو دو کروڑ روپے کے برابر تھی یعنی ۱۲ لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ معاف کر دی۔ اب میرے پانچویں سال میں ہم اُس تجویز کو عملی صورت کے قابل ہوئے ہیں کہ جس کا خیال ہمارے دلوں میں ایک مدت

سے تھا۔ اور میری موجودہ تقریر بجٹ سب تقریروں سے زیادہ خوشگوار ہوگی کیونکہ یہ تخفیف ٹیکس کے متعلق ہے کہ جس کے برابر کوئی تخفیف گذشتہ بیس سال سے ہندوستان میں نہیں کی گئی +

ہندوستان ہیں مسئلۂ ٹیکس کے متعلق میری رائے یہ رہی ہے۔ تمام امور کو مدنظر رکھ کر مجھے یہ باور کرنے کا کبھی موقع نہیں ہؤا۔ کہ ہندوستان کا ٹیکس سخت یا زیادہ ہے۔ بحیثیت مجموعی میرا خیال یہ ہے۔ کہ ایام قحط وغیرہ میں کاشتکاروں کو معافی یا رعایت دیتے ہوئے ہندوستان کا ٹیکس بالکل ہلکا ہے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ سالہا سال سے جن میں قحط کے سال بھی شامل ہیں۔ سالانہ اخراجات نکال کر بھی ایک معقول رقم بچ جاتی ہے۔ تو مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ وقت آپہنچا ہے۔ جب لوگوں سے کچھ کم لینا چاہیئے۔ اور یہ خیالات ہیں۔ اور جنہوں نے مجھے اور میرے ہم عصروں کو اِس رعایت کے اعلان کرنے کی تحریک کی ہے۔ نفس الامر یہ ہے کہ اِس رعایت کا اقرار ایک مدت سے کیا گیا تھا۔ جسے رعایا کے انتظار اور صبر نے قابلِ ایفا بنا دیا ہے +

نمک اور انکم ٹیکس

سر ایڈورڈ لا (جنہیں مَیں عمدہ نتائج کے حصول پر اور اُس اعتدال پر جس کے ساتھ اُنھوں نے اِن نتائج کا اعلان کیا ہے۔ مبارکباد دیتا ہوں۔) نے اپنے سٹیٹمنٹ میں دکھلایا ہے کہ ہم نے اُن لوگوں کو مالی امداد دینے کی کوشش کی ہے جو بڑے محتاج ہیں۔ انکم ٹیکس کی تخفیف سے اوسط درجے کی جماعتوں اور محصول نمک کی تخفیف سے کروڑوں آدمیوں کا فائدہ پہنچیگا۔

اس طرح دو سو دس لاکھ روپے یا ۱۴ لاکھ پونڈ کی قربانی کی گئی ہے۔ اور اب کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کا مستحق نہ ہوگا کہ ہم نے اہل ملک کی مالی بہتری میں دیدہ دانستہ توقف کیا۔ یا یہ کہ گورنمنٹ اہل ملک کا محنت سے کمایا ہوا روپیہ خودغرضی یا کوتہ اندیشی سے خرچ کرتی ہے۔ بعض اصحاب نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ کوئی شخص نمک کی کمی محصول کی پرواہ بھی نہ کریگا۔ لیکن جب ہم اُن نتائج پر غور کرتے ہیں ۔ جو ۱۸۹۲ء میں کمی محصول سے اور پھر ۱۸۸۸ء میں اضافہ محصول سے حاصل ہوئے تو اُس وقت صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اٹھنّی کا فرق آخرکار لوگوں تک دو طریق سے پہنچ جاتا ہے۔ ایک تو بذریعہ قیمت نمک کے اور دوسرے نمک کے کم و بیش خرچ سے۔ مَیں یہ دیکھ کر خوش ہوا ہوں کہ یہی رائے آنریبل مسٹر گوکھلے کی ہے۔ جس کی آج کی تقریر حسب معمول مُدلّل اور مؤثّر ہے ٭

مگر محصول نمک کی تخفیف کے ساتھ اس بات کا عہد ہرگز نہیں کیا گیا۔ کہ پھر اس میں اضافہ نہ ہو سکیگا۔ انگلستان کا انکم ٹیکس جو ایک قسم کا ریزرو فنڈ ہے ملک کی مالی حالت کے مطابق کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر ایک مہذّب ملک کا فرض ہے کہ وہ اُن غیر معمولی ضروریات کے لئے جو جنگ یا کسی اَور وجہ سے پیدا ہوتی ہیں تیار و آمادہ ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ محصول جس نے اپنی کمی کی سفارش خود کی ہے۔ معمولی وجوہ سے دوبارہ نہ بڑھایا جائے ۔ یعنی محصول کے اضافہ کے لئے بھی ویسے ہی زبردست حالات ذمہ وار ہونے چاہئیں۔ جیسے موجودہ سرسبز مالی حالات کے۔ جنہوں نے کمی محصول کی تحریک کی ہے ٭

مَیں خود اُمید کرتا ہوں کہ نمک کی کمی محصول کے باعث اب لوگ اسے زیادہ مقدار میں استعمال کرنے لگینگے۔ اور کہ اِس کثرتِ استعمال اور رعایا کے دلی شکریہ

سے گورنمنٹ کو رعایت کرنے کا کافی انعام مل جائیگا - مَیں معزز ممبروں کی خدمت مَیں اِس امر کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں - کہ گزشتہ صدی کے وسط سے آج تک شمالی ہند اور بنگال میں محصول نمک کی شرح (سوائے ۱۸۸۲ء سے ۱۸۸۸ء تک کے چھ سالوں کے) اڑھائی روپے من سے کبھی کم نہیں ہوئی - مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ اعداد و شمار موجودہ رعایت کو غیر معمولی انعام ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں - اور اُن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قومی حالت کے سرسبز ہونے پر گورنمنٹ سب سے پہلے فیض یاب ہونے کا موقع غریبوں کو دیتی ہے - اور یہ ایک ایسا خوض طلب امر ہے کہ جس پر نظر ڈالنے سے مُدبّران مُلک کو اُن کی فلاح و بہبودی کا پورا پتہ مل جاتا ہے - گورنمنٹ اِن حالات کے قطع نظر اُن کی بہتری کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی ہے - تاکہ مُلک کی سرسبزی و خوشحالی کے ترقی یاب ہونے سے یہ فرقہ بھی اُن فوائد سے محروم نہ رہے جس سے اہلِ ثروت گروہ مستفید ہوتا رہتا ہے ✦

ہندوستان کی زندگی

اِس مالی رعایت سے ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ ہندوستان سے اور ہندوستان سے باہر بھی لوگوں کو اِس ملک کے مستحکم ہونے کا یقین ہوگیا ہے - ہم ہر سال اِس میز پر ایسے نقشجات پیش کرتے رہے ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی غرض تھی کہ ہندوستان میں اس قسم کی قدرتی حیات موجودہ پائی جاتی ہے - جیسے طاعون ملعون - قحط یا اور کسی قسم کا فالتو خرچ مغلوب نہیں کرسکتا ہے - ہم نے ہمیشہ بڑھنے والے محاصل پیش کئے ہیں - نیز زائد رقم جو خرچ نکال کر بچ رہی تھی - اور اس قسم کے دیگر امور بھی جو ملک کی مالی ترقی کی دلیل ہیں - ہم

وقتاً فوقتاً (گزشتہ سال کی طرح) مالی رعایات کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ لیکن ان سب حالات کے باوجود بھی ایسے عقلمند شخص ملک میں موجود ہیں جو اُس کی مالی ترقی ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ ہندوستانی کہ ان کی غریبی ملک کا تنزل اور میں یہ بھی کہدوں کہ ملک کی تباہی کے یہ امور ہیں جو ان لوگوں کے پولیٹیکل خیالات کا خلاصہ ہیں۔ مگر ان کے خیالات محض فرضی اور باطل ہیں۔ یہ لوگ عموماً حسب ذیل دلیل پیش کیا کرتے ہیں:-

"ہم تمہارے اعداد و شمار کو باور نہیں کرتے۔"

"نہ ہم اس بجٹ کو شمار میں لاتے ہیں کہ جو خرچ نکال کر دکھاتے ہو۔"

"ہم تمہاری وقتاً فوقتاً مالی رعایتوں کو بھی محسوب نہیں کرتے۔"

"جب تک کہ تم ٹیکس مین کمی نہ کرو۔ ہم گورنمنٹ کی ہمدردی یا ملک کی سرسبزی کے قائل نہ ہونگے۔"

تو بہت خوب۔ میں ان نکتہ چینوں کو انہی کے الفاظ میں جواب دیتا ہوں۔ اور اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے غصّے کو کم کرکے آئندہ مقابلتہً زیادہ فیاضی سے کام لیں +

مگر میرے الفاظ کا ہرگز یہ مطلب نہ سمجھنا چاہیئے کہ چونکہ ہم انکم ٹیکس میں پندرہ لاکھ پونڈ سالانہ کم کرنے کے قابل ہوگئے ہیں۔ اس لئے ہندوستان میں بالکل افلاس نہیں ہے۔ نہیں ہمیں ہندوستان میں ابھی بہت کچھ غریبی کا سامنا کرنا باقی ہے۔ آبادی کی ترقی اور وسعت اور اُن کی معاش کا طریق وغیرہ۔ یہ سب مل ملاکر اس بات کو لازم قرار دیتے ہیں کہ ملک میں افلاس قائم رہے۔ مگر میں یہ نہ مانونگا۔ کہ اہلِ ہندوستان دن بدن زیادہ غریب ہورہے ہیں۔ بخلاف اس کے مجھے یقین ہے کہ ان کی حالت رو بہ ترقی ہے۔ اگر خیالات معمولی رہے تو وہ ضرور

ترقی کرتے جائینگے۔ لیکن یہ ترقی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں انتظامی کل ہے۔ اور وہ لوگ جو نکتہ چینی کرتے ہیں۔ حالات کا تاریک پہلو دیکھنے کی بجائے اس پر خوشی سے غور کریں۔ ایک اور معاملے کی طرف مَیں کونسل اور عام پبلک کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ اِسی مالی تخفیف کو بدنظر رکھیں۔ گزشتہ تین ماہ میں ہم نے بارہا سُنا ہے۔ کہ دربار دہلی ایک احمقانہ اور شرر انگیز فضول خرچی تھی۔ کیونکہ ہم نے لوگوں کا روپیہ تو خرچ کر ڈالا ہے۔ اور اس کے صلے میں کسی مالی تخفیف کا اعلان نہیں کیا۔ شاید میرا معزز دوست مسٹر چار لو اِس معاملے میں کسی قدر غلطی پر ہو۔ کیونکہ اُس نے بڑی فیاضی سے کہا ہے کہ گزشتہ باتوں کو بھُول جانا چاہیئے۔ گویا واقعی دربار دہلی میں کوئی بات ایسی تھی۔ جو بھُول جانے کے قابل ہے۔ ہمارا خیال ہرگز یہ نہیں ہے۔ مَیں یہ کہدوں کہ مَیں بڑی خوشی سے دربار کے موقع پر اِس تخفیف کا اعلان کرتا۔ مگر گورنمنٹ کا دستور العمل ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ٹیکس کی تخفیف بجٹ سے منسوب کی جائے۔ اور سال کے خاتمے یا شروع پر اس کا اعلان کیا جائے۔ مَیں نے اپنی دربار سپیچ میں اشارتاً اس کا ذکر کر دیا تھا۔ مگر ہمارے سرگرم دوست تین ماہ تک بھی انتظار نہ کرسکے۔ ان کے خیال کے مطابق سُنہری موقع ہاتھ سے چلا گیا تھا۔ مگر کیا دربار پر سے ناکامیابی کا الزام اب بھی رفع نہ ہوگا۔ جبکہ مارچ میں اِس رعایت کا اعلان کیا گیا ہے۔ جسے یہ لوگ جنوری میں سننے کے لئے بے صبر تھے۔ آئندہ تاریخ میں جب کبھی دربار دہلی کا ذکر صرف محدود مالی حیثیت سے ہی کیا جائیگا۔ تو یہ لوگ (جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے) دربار کو کامیاب کہینگے۔ کیونکہ اس کے متعلق مالی رعایت کا اعلان کیا گیا۔ یا اِسے ناکامیاب کہینگے۔ کیونکہ یہ رعایت تین ماہ بعد کی گئی۔ مَیں خیال نہیں کرتا۔ کہ اِس سوال کے جواب میں زیادہ

شک و شبہ کی گنجائش ہے +

دربار دہلی

اِن الفاظ سے مجھے قدرتاً تحریک ہوتی ہے کہ مَیں دربار کے متعلق کچھ کہوں۔ اور پہلے تو مجھے دربار کے اخراجات کا ذکر کرنا چاہیئے۔ اگر ہم دربار کی پولیٹیکل عظمت کو نظر انداز کر دیں۔ اور اِس کا مطلب صرف روپیہ۔ آنہ اور پائی میں لیں تو میں کہونگا کہ میں نے جو کچھ گزشتہ ستمبر کی تقریر میں کہا تھا۔ وہ بالکل ٹھیک نکلا ہے۔ میرا ریمارک یہ تھا کہ ساڑھے چھبیس لاکھ روپے کا ایک جزوِ اعظم متفرق مدّوں سے حاصل ہو جائیگا۔ اور یہ کہ ایسا عظیم الشّان پولیٹیکل کام ہندوستان میں اس سے زیادہ کفایت شعاری کے ساتھ سرانجام نہیں دیا گیا۔ اس وقت اِن پیشگوئیوں کی صداقت عالمگیر طور پر تسلیم نہیں کی گئی تھی۔ مگر اب حالات نے انہیں راستی مجسم ثابت کر دیا ہے۔ خزانۂ عامرہ سے دربار کے لئے ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ یعنی ۸۴۰۰۰ پونڈ لئے گئے ہیں۔ اگر ہم اِن میں لوکل گورنمنٹوں کے اخراجات جو پونے چودہ لاکھ یعنی ۹۰۰۰۰ پونڈ ہیں شامل کریں۔ تو کُل دربار کے اخراجات ۱۸۰۰۰۰ پونڈ ہوتے ہیں۔ کیا کوئی شخص میرے سامنے یہ لفظ کہنے کی جرأت کریگا کہ برٹش ہندوستان (جس میں دیسی ریاستیں شامل نہیں ہیں) کے تیئیس کروڑ باشندوں پر یہ رقم بارِ گراں ہے جبکہ اس سے قیصرِ ہندوستان کی تاج پوشی کی رسم منائی گئی ہے۔ برطانیہ کلاں کی آبادی چار کروڑ دس لاکھ ہے۔ اور وہاں اِسی مطلب کے لئے ایک لاکھ پونڈ منظور ہؤا تھا۔ یعنی فی کس چھ پائی +

برطانیہ نے ستّر ہزار پونڈ ہندوستانی مہمانوں کی خاطر داری پر صرف کئے ہیں + ہندوستان میں تیس کروڑ آبادی کے مقابلے میں ہمارا تاجپوشی کا خرچ

صرف ایک لاکھ اسی ہزار پونڈ ہؤا ہے یا دو پائی فی کس۔ کیا ہندوستانیوں کو یہ رقم اپنے شہنشاہ کی تاجپوشی کے لئے دینا ناگوار گزرتی ہے۔ کیا اس قدر رقم ہندوستان میں بھی صرف ایک شادی یا بادشاہ کی تخت نشینی کے موقع پر ہی خرچ نہیں کی گئی۔ کیونکہ یہ رقم تو اِس رعایت کا ساتواں حصّہ ہے۔ جو ہم تخفیف ٹیکس سے رعایائے ہند کو نہ صرف ایک سال کے لئے بلکہ سال بسال دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اگر ہر ایک ہندوستانی کو دو پائی زیادہ خرچ کرنی پڑتی تھی۔ اب وہ ہر سال اس سے آٹھ گنا رقم اپنی جیب میں ڈال لیا کریگا۔ یہ رعایت جب کروڑہا باشندوں پر پھیلائی جاتی ہے تو فرداً فرداً بالکل بے حقیقت معلوم ہونے لگتی ہے۔ لیکن حاصل کنندگان اُس کا اثر اچھی طرح محسوس کرینگے۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر اُن کا مشورہ لیا جائے۔ تو وہ جواب میں فوراً درخواست کرینگے کہ اس قسم کا ایک دربار ہر سال ہونا چاہیئے۔ بشرطیکہ اس کے نتائج ایسے ہی خوشگوار ہؤا کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خیر دربار اس حیثیت سے تو اچھا ہے۔ مگر دیکھنا چاہیئے کہ اس کا اثر والیانِ ریاست اور رؤسائے ملک پر کیسا پڑا۔ خیر میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اِن ذی عزّت لوگوں کا دربار پر کیا خرچ کیا۔ اور نہ کوئی اور شخص اِس سوال کا قطعی جواب دے سکتا ہے۔ گو بہت سے مبالغہ آمیز تخمینے میری نظر سے گُزرے ہیں مگر یہ جانتا ہوں کہ والیانِ ریاست نے جو کچھ خرچ کیا۔ اپنی مرضی سے خرچ کیا۔ ان کا روپیہ ملک کے اندر خرچ ہؤا۔ اِس روپیہ سے غریب لوگوں کو محنت مزدوری کرنے کا موقع ملا۔ اور یہ کہ ایک والئے ریاست بھی ایسا نہ نکلیگا۔ جو اپنے اخراجات کی شکایت کرتا ہو۔

مگر میں کہتا ہوں کہ اِن خشک سوالات کو چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لئے اِس سوال پر غور کریں کہ خود دربار کا کیسا اثر ہؤا ہے۔ میں نے جنوری سے لے کر

آج تک اخباروں میں دربار کی نمائش اور شان و شوکت کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ دربار کی غرض صرف برٹش راج کی شان و شوکت دکھانا تھا۔ افسوس ہم بعض اوقات ایک دوسرے کا مافی الضمیر سمجھنے میں کیسی غلطی کھا جاتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ کاغذوں کے کئی رم اور سیاہی کے کئی گیلن درباری نمائش پر بحث کرنے میں صرف کئے گئے ہیں۔ کیا میں ایک صاف بات کہہ دوں۔ ان مضامین کے پڑھنے سے مجھے دلی رنج ہؤا ہے۔ کیونکہ میرا خیال اِس بارے میں بالکل مختلف رہا ہے۔ میں فرضی باتیں نہیں کرتا۔ مگر میں اُمید کرتا ہوں کہ دربار محض ایک تصویر گاہ یا جلوس نہ تھا۔ قوم کی تاریخ میں یہ ایک نشان تھا۔ اور گورنمنٹ کی رسوم میں بمنزلہ ایک باب کے تھا۔ اِس کی غرض کیا تھی۔ اس کی غرض برٹش راج کے تمام ایشیائی والیانِ ملک پر یہ امر نقش کرنا تھا۔ کہ اب وہ ایک نئے اور واحد شہنشاہ کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور کہ وہ اس عظیم الشان موقع پر شاہانہ تیقن حاصل کریں۔ دربار کا اثر کیا تھا۔ مذکورۂ بالا والیان کو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ وہ اس مہربان سائے میں آ کر ایک بن گئے ہیں۔ اور کہ وہ اِس عظیم الشان کل کے چھوٹے چھوٹے غیر متعلق اجزا نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کے مجموعہ سے ایک مسلسل عالیشان کل پیدا ہوتا ہے۔ بے انصافی اور بے اعتباری کے خیالات اِن کے دلوں سے مٹ گئے۔ اور مغرب میں عرب کے شیخوں سے لے کر مشرق کے شاندار سرداروں تک ہر ایک اپنے دل میں مشترکہ وفاداری اور واحد مقصد کے خیالات لے گیا۔ کیا یہ تھوڑی سی بات ہے۔ کیا یہ معمولی بات ہے۔ کہ رعایا و شاہنشاہ اپنی تاج پوشی کے موقع پر تبادلہ خیالات کریں۔ ایک طرف سلامتی اور عزت کا وعدہ اور دوسری طرف سے خوشی کا اطاعت کا اقرار۔ کیا یہ تھوڑی سی بات ہے کہ کسی سلطنت کے باشندوں

کو یہ معلوم کرنے کا موقع دیا جائے۔ کہ اُن کی سلطنت کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دربار نے تمام واقعات سے بڑھ کر ہندوستانیوں کو وہ راستہ دکھا دیا۔ جس پر وہ خدا کے فضل سے چل رہے ہیں۔ دربار نے ہندوستانیوں کو نہ صرف ایک ہو جانے کا سبق سکھلایا۔ بلکہ تمام اہل جہاں کے دلوں پر ہندوستان کی مادی اور اخلاقی ترقی نقش کر دی۔ دربار کبھی بھول نہیں سکتا۔ ڈھولک کی آواز اب سُنائی نہیں دیتی۔ سپہ سالار اور بادشاہ اس جہان فانی سے چل دیئے مگر اس یکتائی اور حُبّ الوطنی کا زبردست اثر ابھی تک زندہ ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہیگا۔ اب یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ مشرق کے تخت پر ایک ایسا شخص رونق افروز ہے جس نے تیس کروڑ اہل ایشیا کے خیالات اور فوائد کو ایک زندہ چیز بنا رکھا ہے۔ اور ان تیس کروڑ باشندوں کو فرداً فرداً اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ کہ اُن کے اجتماع میں اُن کی طاقت مخفی ہے۔ دربار کے ایک بے غرضانہ تماشائی نے کیا خوب کہا تھا۔ کہ مشرق کی قسمت اب بھی ہندوستان کی ہتھیلی میں ہے جیسا کہ ہمیشہ چلا آیا ہے۔ میرے خیال میں دربار نے صرف طاقت ہی کا سبق نہیں سکھلایا بلکہ فرض کا بھی۔ دربار میں ایک بھی سرکاری افسر یا حکمران راجہ یا دوراندیش تماشبین ایسا نہ ہوگا۔ جس نے کبھی نہ کبھی یہ خیال نہ کیا ہو کہ ایسے مہتم بالشان جلسے کی شرکت ذمہ داری اور فخر دونو سے ملی ہوئی تھی۔ اور یہ کہ اس حفاظت یا سلامتی یا موقع کے عوض میں جو مجھے سلطنت سے ہے۔ کچھ میرا بھی فرض سلطنت کی طرف ہے ٭

صنعتی نمائش

دربار کے بعد واجب التعظیم ممبر کچھ ریمارک صنعتی نمائش کے متعلق بھی سُننا پسند فرمائینگے۔ کہ جو ملک کی دستکاری اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی غرض سے قائم کی گئی تھی +

یہ نمائش ہندوستان کی آئندہ دستکاریوں پر کیا اثر ڈالیگی؟ اس کا جواب فی الحال نہیں دیا جا سکتا۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ نمائش کو دیسیوں اور اور اجنبیوں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے میں عجیب و غریب کامیابی ہوئی۔ گو بہت تھوڑی مدت تک کھلی رہی۔ اس عرصے میں ۴۸۰۰۰ اشخاص نے فیس دیکر اُس کی سیر کی۔ ٹکٹوں کی فروخت سے تین لاکھ روپے آمدنی ہوئی۔ اور کُل آمدنی چار لاکھ روپے تھی۔ اس کی عمارت پر ڈیڑھ لاکھ روپے صرف ہوا تھا۔ اور اس کے علاوہ نمائش پر نصف لاکھ روپیہ متفرق خرچ اُٹھ گیا۔ پس ہم بڑی آسانی سے اس بات کا دعوےٰ کرسکتے ہیں کہ بالکل معمولی خرچ سے ہندوستانی صنعت کو رونق حاصل ہوگئی۔ نمائش سے بہت سی خوبصورت چیزیں خرید کر پرائیویٹ مکانوں۔ آرام گاہوں اور عجائب خانوں میں رکھی جائینگی۔ یہ چیزیں ہندوستانی صنعت کے لئے ہر ایک قسم کے اشتہار کا کام دینگی۔ جو فائدہ اس کے علاوہ ہے +

سرکاری نمائش سے سب سے زیادہ خوش والیانِ ریاست تھے۔ اور مَیں کہہ سکتا ہوں کہ حضور نظام نمائش کو دیکھ کر اَور کسی راجہ مہاراجہ کی نسبت کم خوش نہیں ہوئے تھے +

برار کا انتظام

دربار سے پہلے مَیں نے انتظام برار کے متعلق جو فیصلہ حضور نظام کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے متعلق تقریر کرنے کا موقع اس سے پہلے مجھے نہیں ملا۔ اب مَیں اس کا ذکر مختصر الفاظ میں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ عہد نامہ ان کے اضلاع کے متعلق ہے جن کا نام لامتعلقہ اضلاع حیدر آباد ہے۔ اور عام طور پر انہیں برار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی عہدنامے کے متعلق تمام خط وکتابت شائع کی گئی ہے۔ اور ہر شخص اس تصفیہ اور ان تجاویز کے متعلق کہ جن سے وہ تصفیہ عمل میں آیا۔ اپنی رائے قائم کرسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عام طور پر تصفیہ ہردو فریقین کے لئے عزّت کا موجب خیال کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُس سے اُن معاملات کا ہمیشہ کے لئے اطمینان بخش فیصلہ ہوگیا ہے۔ جو گزشتہ نصف صدی سے نہ تو قابل اطمینان تھے۔ اور نہ کسی فریق کو اِس سے مالی فائدہ پہنچتا تھا۔ مَیں یہ بھی کہونگا (جیساکہ خط وکتابت سے ظاہر ہے)۔ کہ یہ تصفیہ جو میرے اور ہز ہائی نس نظام میں دوستانہ طور پر ہؤا۔ فریقین کی آزادانہ مرضی اور رضامندی سے ہؤا ہے۔ اور خط وکتابت میں کسی وقت بھی رُعب ڈالنے کا سُراغ نہیں مل سکتا۔ اس تصفیہ سے حضور نظام ہماری نسبت کم خوش نہیں ہیں۔ اور اگر دونو فریق یکساں مطمئن ہیں۔ تو پبلک سے یہ نامناسب درخواست نہیں ہے کہ وہ ہمارے ساتھ اِن خوشیوں میں شریک ہو۔ دیسی ریاستوں کے متعلق چند ایسے نازک اور مشکل سوال ہیں کہ والیانِ ریاست اُن کے متعلق بڑے صاف اور مہذب طریق پر گورنمنٹ ہند سے مشورہ لینے پر آمادہ رہتے ہیں اور یہ میرے ذاتی تجربے میں آچکا ہے ✤

دیگر ضروری معاملات

مَیں اب معاملات کے اُس وسیع سلسلے کی طرف آتا ہوں - جو عموماً بجٹ کی بحث کے ساتھ ہی کھولا جاتا ہے - اِن بحثوں میں سے بعض میں مَیں نے اُن فرائض کا ذکر کیا ہے - جو گورنمنٹ نے اپنے ذمّے لے رکھے ہیں - اور اُن وسائل کا بھی سکہ جن سے وہ پورے کئے جاتے ہیں - مَیں آج اُن کا ذکر نہیں کرونگا - جو پھر کبھی ہونیوالے ہیں - مَیں محض اُن کا ذکر کرونگا جو انجام دہی کی حالت میں ہیں - اور جن کا ہم ہر سال قدرتی بے صبری سے انتظار کرتے رہتے ہیں - ہماری کرنسی (سکّے کی) پالیسی عمدہ حالت میں ہے - اور ہندوستان کی مالی اور تجارتی شاخ کے لئے اُمید دلاتی ہے - ہماری سرحدی پالیسی بھی اب اچھی حالت میں رہی ہے - نیا صُوبہ کامیابی کی اُمید دلاتا ہے - اور ہم آہستہ آہستہ اُن اصولوں کی تکمیل کے قریب آرہے ہیں کہ جن پر سرحدّی پالیسی منحصر ہے - قانون اراضیات پنجاب میں کہا جاتا ہے کہ حد سے بڑھ کر کامیابی ہوئی ہے - اور اس سے ہمیں جرأت ہوتی ہے کہ ہم زراعتی آبادی کی قرضداری کی بُرائیوں کو روکنے کے لئے زیادہ اُمیدوں کے ساتھ کوشش کریں - جو کچھ سر ڈینزل ایبٹسن صاحب نے ان کی بابت کہا ہے - وہ آپ نے سُن لیا ہے - اس لئے میں اُن پر کچھ ایزاد کرنا نہیں چاہتا - دستکاری کے متعلق جو قوانین ہم نے گزشتہ دو سال میں پاس کئے ہیں - اُن کا ثمرہ اچھا ہے - اور آسام کے چاے کے باغوں میں قلیوں کی تنخواہ سال آئندہ سے عمل میں آئیگی - باقاعدہ فوج میں ری آرمی منٹ درجۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے - اور صرف والینٹروں میں اِس کارواج دینا باقی رہ گیا ہے - اور ہم اندرونی کارخانوں کی اصلاح و ترمیم کرنے والے ہیں - تاکہ آئندہ اپنے لئے کافی سامان

بہم پہنچا سکیں ⁂

سرکاری رپورٹوں کا حجم

یہ ایک ایسی بات ہے جس کا میں نے اسی میز پر اس سے پیشتر ذکر کیا ہے اور جس کی اہمیت کو جو میں نے اس سے منسوب کی تھی۔ کامل طور پر سمجھا نہیں گیا۔ مَیں اُن احکام کی طرف اشارہ کرتا ہوں جن میں سرکاری رپورٹوں کو مختصر کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ خیال اچھا ہے مگر احکام لاحاصل ہیں۔ اور فرق کچھ بھی نہیں ہوگا۔ دوسرے لوگوں نے اختصار کرنے کو پسند کیا۔ مگر جس رپورٹ میں اُس کو مدنظر رکھا گیا۔ اُس پر انہوں نے افسوس ظاہر کیا۔ بے شک ہم اِس امر کی توقع نہیں کر سکتے تھے۔ اُسی وقت طوالت اور زیادہ اختصار کی درمیانی اوسط کو معقول طور سے بیان کیا جائے۔ یا ہر ایک افسر کو یہ بتلایا جائے۔ کہ رپورٹ کو کس طرح لکھنا چاہیئے۔ لیکن یہ امر کہ یہ احکام نہ صرف مفید ہی ثابت ہوئے ہیں۔ بلکہ اُن سے بڑے ضروری نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ ذیل کے اعداد سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کی ضروری رپورٹوں کی تعداد ۱۳۰۰ سے گھٹ کر کچھ اوپر ایک ہزار رہ گئی ہے۔ لیکن اُن کے مطالب میں جو فرق ہؤا ہے وہ اَور بھی قابل ذکر ہے۔ نئی ترتیب کے اجزا سے چھاپے کے حروف کے اٹھارہ سو صفحے تھے۔ جو اب ۸۶۰ رہ گئے ہیں۔ تفصیل کے صفحوں کی تعداد ۱۷۴۰۰ سے گھٹ کر ۱۱۳۰۰ رہ گئی ہے۔ یا صفحوں کی تعداد جو پہلے ۲۵۴۰۰ تھی اب ۲۰۰۰۰ ہوگئی ہے۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اِس کمی کے پیدا کرنے میں کیا صرف ہؤا ہے۔ تالیف کرنے والے افسروں اور دیگر اِس کے متعلق ضروری کام کرنے والے لوگوں کو اِس میں کس قدر آرام حاصل

ہؤا ہے۔ اُس کا اندازہ وہ شخص بخوبی کر سکتا ہے۔ جو ہندوستان کے انتظامی امور کا کچھ بھی تجربہ رکھتا ہو ؁

اصلاح کا کام

اب مَیں گزشتہ امور کا زیادہ ذکر نہیں کرونگا۔ بجائے اس کے کہ میں یہ کہوں۔ کہ مَیں نے اور میرے ہمعصروں نے فلاں فلاں کام شروع کیا ہے یہ مناسب ہے کہ مَیں اُس کام کا اندازہ کروں اور اُس کے نتیجے کا انتظار صبر سے کرتا رہوں۔ بعض اوقات مَیں اس عظیم الشان کام کا خیال کرکے گھبرا جاتا ہوں۔ اور وہ طریقہ مجھے مایوس کر دیتا ہے کہ جس سے لوگ اِس اصلاح کا کا انتظار کرتے ہیں۔ وہی لوگ جو اصلاح کے لئے شور و غل کرتے ہیں۔ پہلی ہی اصلاح پر حیران ہو جاتے ہیں۔ اور جب دوسری اصلاح شروع ہو۔ تو ناراض ہونے لگتے ہیں۔ کچھ کام نہ کرنے کی تائید میں کیسے عمدہ دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اِس ملک میں آکر مجھے ایک نیا اصول معلوم ہؤا ہے کہ بعض حلقوں میں تحقیقات کرنا ایک غلطی سمجھی جاتی ہے۔ میں اس ملک میں یہ خیال لے کر آیا تھا۔ کہ ہندوستان میں قومیّت۔ مذہب۔ صوبوں اور شہروں کا معاشرتی اختلاف اس امر کا مقتضی ہے کہ کوئی ضروری اصلاح کرنے سے پیشتر گہری تحقیقات اور عام رائے (خواہ وہ کیسی ہی مختلف کیوں نہ ہو) ضرور لینی چاہئے۔ چار سال پیشتر میرے یہ خیالات تھے۔ اور اب یہ سابق سے بہت زیادہ مستحکم ہو گئے ہیں۔ یہ ایشیائی حکمرانی کے مشترکہ اصول ہیں۔ اور میں انہیں ہندوستانی پالیٹکس کے حروف تہجی خیال کرتا ہوں۔ میں ان اصولوں سے ہرگز پہلوتہی نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کیسے افسوس کی

بات ہے کہ تجربے نے مجھے بتلا دیا ہے - کہ کمیشن محض ایک فضول خرچی ہے۔
اور جن معاملات پر ہم ایسے شد و مد سے بحث و تحقیقات کرتے ہیں وہ چنداں
اہم نہیں ہیں +

پس اب وقت آگیا ہے کہ جو کچھ تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے - اُسے عملی صورت
دی جائے - کون جانتا ہے کہ بہت جلد ہم پر یہ الزام نہ لگایا جائیگا کہ ہم نے
نہایت تھوڑی تحقیقات کے بعد بڑا کام شروع کر دیا ہے - شاید کوئی یہ
بھی کہہ دے کہ سرے سے تحقیقات یا عملی صورت کیوں اختیار کر دی +

مسٹر ڈبلیو - بل صاحب بہادر ایم - اے

ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم پنجاب نے سب سے پہلے انڈیا میں حضور لارڈ کرزن صاحب بالقابہ
کے مبارک منشا کو بحُسن الوجوہ پورا کیا - بلاریب بل صاحب ممدوح مبارکباد کے مستحق
ہیں جو اپنے نیک ارادوں میں کامیاب ہوتے ہیں - پنجاب کی تعلیمی دُنیا کو بالکل نئے طرز
پر اُلٹ دیا ہے - طالب علموں - اُستادوں اور افسران معائنہ میں سے ہر ایک کو اپنا مشکور
بنانے میں سچے دل سے ہمدردی شروع کی ہے - بچّوں کے دماغوں پر رحم فرمایا ہے - اب سے
بعد تعلیمی دُنیا کی پود زیادہ مضبوطی کے ساتھ نشو و نما حاصل کریگی - بھلا یہ کسے معلوم
تھا کہ آپ ایک فوری قابل قدر عاقلانہ تجویز پر عمل کرنا چاہتے ہیں +

آپ نے ایجوکیشنل کانفرنس اپریل میں قائم کرنی تھی جس میں تعلیمی حالت کا کایا پلٹ
کرنا تھا - ساتھ ہی یہ سوجھی کہ ایجوکیشنل اگزیبیشن (تعلیمی نمائش) کا بھی انعقاد اسی موقع پر
کیا جائے + باوجود قلیل الایام کے صاحب ممدوح اپنے منشاء پر پورے کامیاب ہوئے -
نمائش بھی وہ کہ اگر اسے نمائش دربار دہلی کی بچی کہا جائے تو غیر موزوں نہ ہوگا - اس کا مفصل

ذکر تو علیحدہ ضخیم کتاب کا محتاج ہے۔ ناظرین کی یادداشت کیواسطے چند نوٹ درج کئے جاتے ہیں*

جس عالیشان اور وسیع مکان میں یہ نمائش کھولی گئی وہ پنجاب کے عجائب گھر سے ملحق و ملصق ہے۔ یہ نمائش ۲۰ لغایت ۳۰ اپریل کھولی گئی۔ پاؤں میں بوٹ نہ ہو تو جوتا پاؤں سے کھولکر باہر رکھ جانا ہوتا ہے۔ چوب دستی (چھڑی) اور چھاتہ بھی ہمراہ لیجانیکی ممانعت ہے۔ ایک یورپین نوجوان دروازے پر کھڑا تعمیل حکم کرا رہا ہے۔ اور اندر حد سے زیادہ بھیڑ ہو جانے کو روکتا ہے۔ اندر جاکر دیکھو تو نیچے سے تا بہ سقفِ مکان تعلیمی اشیا۔ نقشے اور آلات سائنس سے سجا سنجا یا ملیگا۔ کہیں پارچات اور کہیں جانوروں کے نمونے اور کہیں موسیقی کے اوزار دھرے ہیں۔ خوشخط اور مختلف الالوان قطعے آویزاں ہیں۔ عمدہ اور عجیب کتب قلمی اور چھاپے کی قیمتی جلدوں میں مجلد دھری ہیں۔ طالب علموں کے کھنچے ہوئے نقشے بالخصوص انڈیا کے۔ اور نیز مساحت و سائنس کی اشکال بہت خوبی سے لگائی گئیں۔ طلبائے سکول آف آرٹ نے اچھا حصہ لیا ہے۔ مالکان مفید عام پریس لاہور نے نمائش میں اپنا سامان رکھکر بڑی تعریف حاصل کی ہے۔ گوجرانوالے کے پادری پورٹر صاحب نے ایک جولاہے کے ذریعے جو نئے ڈھنگ سے کپڑا بنتا تھا نام پایا ہے۔ کئی لڑکے غالیچے بُن رہے تھے اور بہت سے لڑکے لکڑی۔ لوہے اور پیتل پر اپنی کاریگری دکھا رہے تھے۔ اور نمائشگاہ میں ہی کام کر رہے تھے ایک مادرزاد اندھا نوجوان جس نے کہا کہ میں امرتسر سے آیا ہوں۔ ایک بالکل اُبھرے ہوئے اور اوتھلے نقطوں والی کتاب پر انگلیوں کے ذریعے فر فر پڑھکر سُناتا اور پھر عبارت کو لکھتا تھا۔ یہ زمانہ بڑا عجیب ہے کہ اندھوں تک کے لئے ابواب علمی کُشادہ ہو گئے ہیں۔ لالہ روچی رام صاحب ساہنی ایم۔اے کا ذکر بھی قابل تعریف ہے جنہوں نے آلات سائنس اور انجن وغیرہ تیار کراکر نمائش گاہ میں رکھے*

خاص تعریف کے قابل کام اشیا کا رکھنا۔ سجانا اور قرینے کے ساتھ چُننا ہے۔ یہ کام سکول آف آرٹ کے اُستادوں اور لائق طلباء نے کیا ہے۔ میں اُن کو بھی مبارک باد

دئے بغیر نہیں رہ سکتا ٭ سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ اتنا بڑا علمی ذخیرہ صرف چند ایام میں اکٹھا ہوگیا اور سجایا گیا۔ نقشۂ انڈیا کا مٹی کا نمونہ بھی قابل ذکر ہے کہ ایک پیچ گھمانے سے کُل ندیوں میں نلیوں کے ذریعے پانی بہنے لگتا تھا۔ سمندر اور اُسمیں جہاز کا چلنا ٭ مسٹر بل صاحب نے جہاں اَور سب کام خوبی اور قابلیت سے تعلیمی دُنیا کے پیش کئے ایک یہ بھی کیا کہ سناور (کسولی) یورپین سکول کے گورے لڑکے بھی منگائے۔ وہ باجہ بجاتے تھے اور اُنہوں نے ایسے ایسے ورزشی کرتب دکھائے کہ دیکھنے والے بلا مبالغہ عش عش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ فن نہ کسی بازیگر کو آتا ہے اور نہ سرکس کمپنیوں کے چھوکرے جانتے ہیں۔ اور دیسی ورزش ماسٹر تو اُن کے آگے طفل مکتب ہیں۔ تماشائیوں نے بھی ان کی متواتر چیئرز دینے سے خوب داد دی۔ خود آنریبل سر چارلس ریواز صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر واقعہ ۲۲۔ اپریل صبح نمائش دیکھنے اور اُسی شام کو اِن لڑکوں کے کرتب ملاحظہ کرنے آئے ٭

مسٹر بل صاحب نے ایک اچھا خاصہ علمی میلہ بنا دیا ہے۔ افسوس کہ پنجاب کے اُستادوں نے اس سے بہت کم فائدہ اُٹھایا۔ حالانکہ کُل کے لئے چار یوم اتفاقیہ رُخصت منظور ہوئی تھی اور کرایہ ریل نصف ہوگیا تھا ٭

اگر آئندہ بھی یہ تعلیمی ازبس مفید میلہ قائم رہا۔ تو یہ پنجاب کے اَور فضول میلوں سے نمایاں ترقّی کریگا۔ اور ملک پنجاب اس کے مفید اور اعلےٰ مقاصد سے ضرور مستفید ہوکر مسٹر بل صاحب بہادر کی جے منائیگا ٭

میری اپنی تصنیف شدہ مفصلۂ ذیل کتب خریدنا چاہیں تو پتۂ ذیل سے خریدیں :-

گلدستۂ تہذیب	نیت پشپاولی ہندی	گلدستۂ اخلاق	گلدستۂ زراعت
۸ر	۶ر	۸ر	۳ر
کھیتی کی پہلی ریڈر	کھیتی کی دوسری ریڈر	گلدستۂ ہدایت	بول چال و نظم خوانی برائے ہر ایک جماعت مڈل
۱۰ر	۳ر	۹ر	۸ رسالے

حصول دولت مصنفہ پسرم لالہ برکت رام محرر کمیٹی خانقاہ ڈوگراں
۸ر

• سوائے آخری کتاب کے باقی سب مفید عام پریس لاہور سے ملینگی۔ زیادہ خریدنے والوں کو ۲۰ فی صدی کمیشن بھی ملتی ہے۔ اور آخری کتاب مصنف یا بھائی دیا سنگھ بک سیلر لاہور سے ملیگی +

المشتہر

شنکر داس متوطن پنڈی بھٹیاں - ہیڈ ماسٹر مڈل سکول رام نگر ضلع گوجرانوالہ (پنجاب)

۱۵- جون سنہ ۱۹۰۳ء

Sankar Das

A VISIT

TO THE

CORONATION DARBAR, DELHI.

CONVENED

UNDER THE BENIGN ADMINISTRATION OF SIR CHARLES RIVAZ, LIEUTENANT-GOVERNOR OF THE PUNJAB AND ITS DEPENDENCIES, AND DURING THE INCUMBENCY OF THE HONOURABLE MR. ANDERSON, COMMISSIONER, AND W. BELL, M.A., DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION, PUNJAB, AND DIWAN NARANDER NATH, M. A., DEPUTY COMMISSIONER, GUJRANWALA.

COMPILED BY

Lala SHANKER DASS,

Head Master,

Municipal Board Vernacular Middle School, Ramnagar, Gujranwala District.

AUTHOR OF

GULDASTA TEHZIB, GULDASTA IKHLAQ, GULDASTA HIDAYAT AND GULDASTA ZARIAT ETC., ETC.

WITH A VIEW TO

Please and win the approbation of the Officers, Rulers of States, Nobility, Visitors and General Public.

PRINTED AND PUBLISHED BY

RAI SAHIB M. GULAB SINGH & SONS,

AT THE MUFID-I-'AM PRESS LAHORE.

1903.

1st Edition *Price per copy (inclusive postage) one rupee, four annas.*